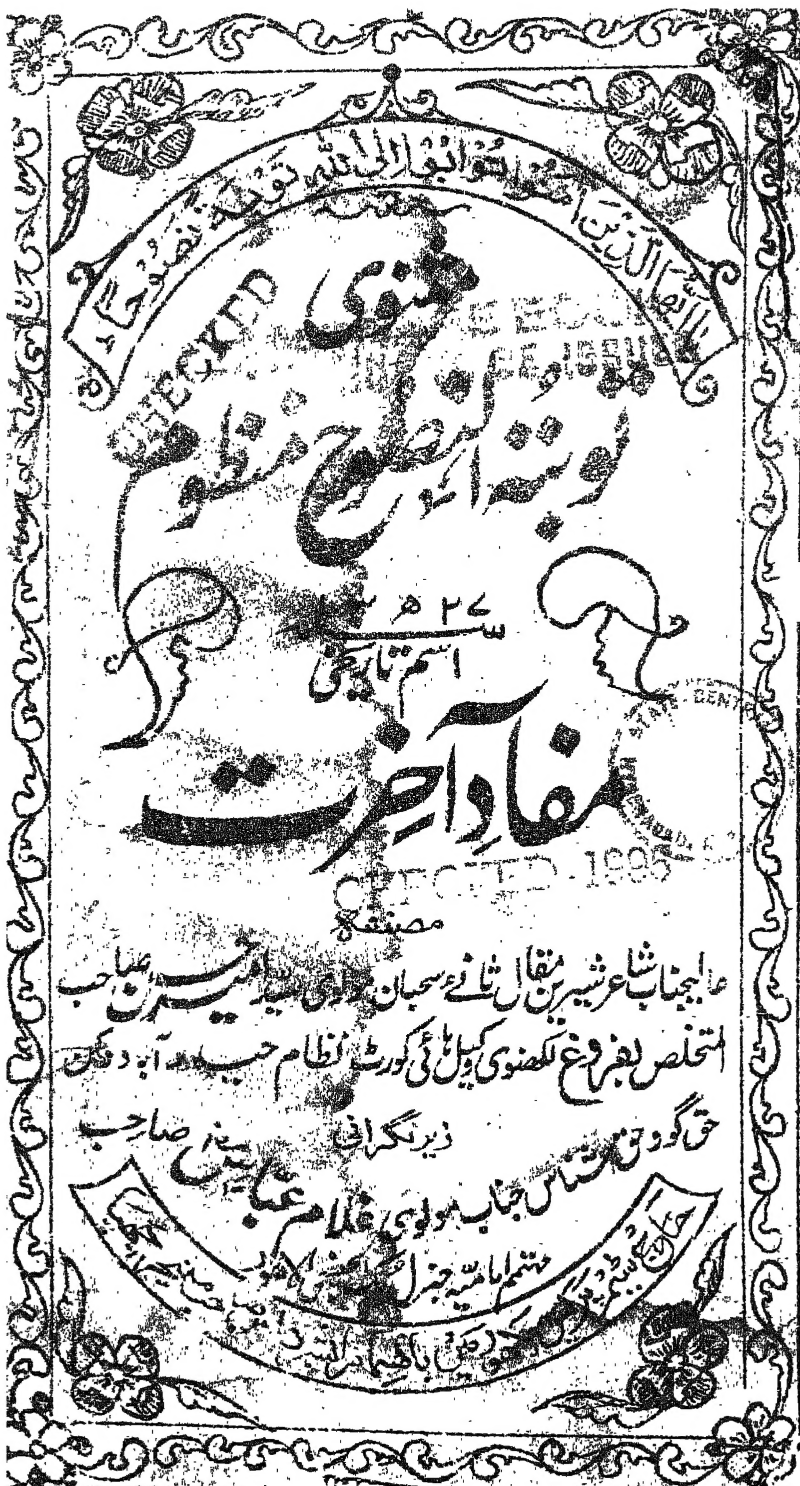
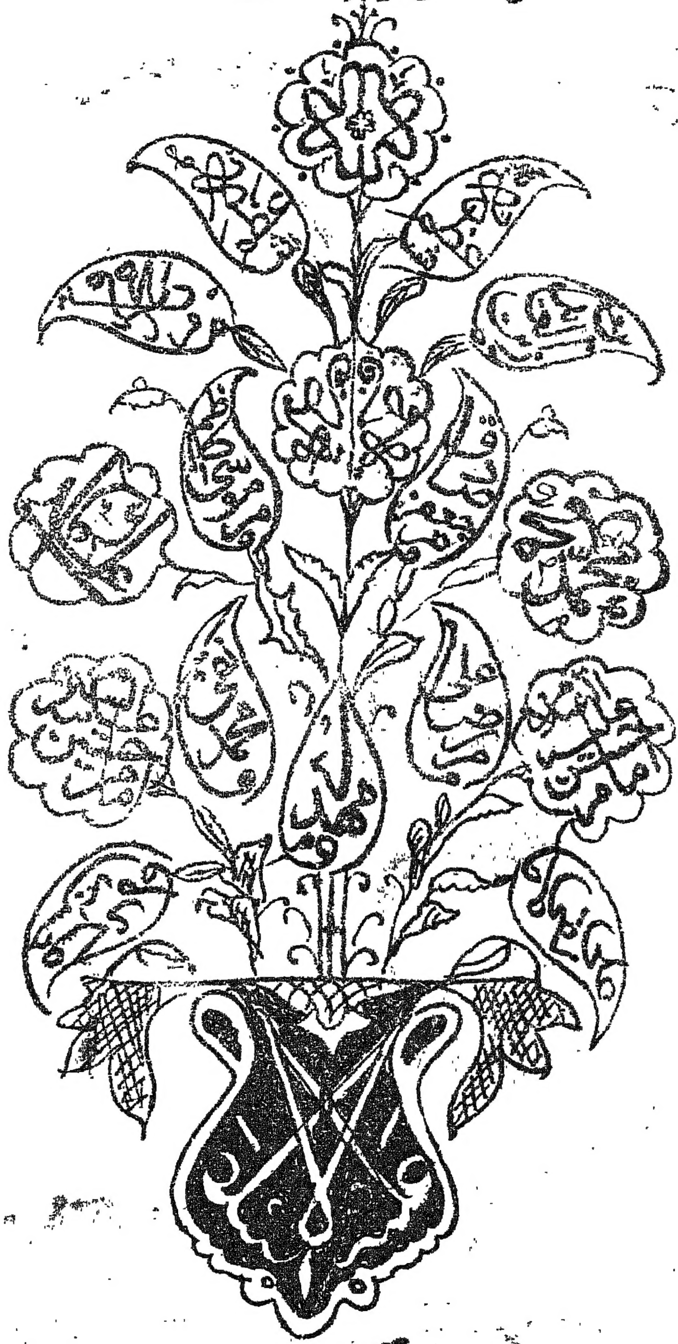

يا أيها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا
مثنوی
موسومہ
توبۃ النصوح منظوم
سنہ ۱۳۲۷ھ
اسم تاریخی
مفادِ آخرت
مصنفہ
عالیجناب شاعر شیریں مقال ثانی سحبان مولوی سید ... حسین صاحب
المتخلص بفروغ لکھنوی وکیل ہائی کورٹ نظام حیدرآباد دکن
زیر نگرانی
حق گو و حق شناس جناب مولوی غلام عباس حسین صاحب
مہتمم امامیہ جنرل ایجنسی لاہور


گلی از گلشن پیغمبر است این

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد باری تعالےٰ عزاسمہٗ

حمد معبود کا ارادہ ہے — نہ کبھی طے ہو یہ وہ جادہ[1] ہے
کیا بشر کر سکے خدا کی صفات — وہ مثل ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات
متغیر ہے حیرتی کی حالت — مبتذل[2] بچوں سی ہے حرکت
تھرتھراتا ہے خامہ صورت بید — ڈر سے قرطاس[3] کا ہے رنگ سفید
ایسے میں عقل کے حواس بجا — چھپ رہی جا کے سر میں فکر رسا
رشتۂ [illegible] ہے [illegible] قلم — کانپتی انگلی سے [illegible] قلم
تھرتھراتی ہے شاعری کی زمیں — نقطے ہیں پردہ میں گوشہ نشین
چھا گیا خوف خالق بیچون — ڈر کے الفاظ میں چھپے مضمون
جادۂ حمد میں ہے سر اقدم — سجدہ کرتا ہے جھک کے سر قلم
تا بہ [illegible] سطر ہے روشن — منہ پہ الفاظ [illegible]

[1] راستہ [2] بگڑی ہوتی [3] بدلی ہوئی [4] کاغذ [5] آواز [6] درمیان دو انگشت [illegible]

خامہ ہر گام پر سنبھلتا ہے | پاؤں کے بدلے سر سے چلتا ہے
اے خدائے کریم و ذوالاحسان | مشکل راہ حمد کر آسان
ہے تو لم یلد و لم یولد | وحدہٗ لاشریک و رب صمد
تجھکو پہچان کون سکتا ہے | بے نظیر و عدیل و یکتا ہے
سب پہ تقدیم تجھکو ہر دم ہے | سب موخر ہیں تو مقدم ہے
جان مضغہ میں ڈالنے والا | رحم مادر میں پالنے والا
سب سے پر تو ترا نرالا ہے | ہر اندھیرے کا تو اجالا ہے
نور تیرا زمیں سے تا بہ فلک | جلوہ تیرا فلک سے عرش تلک
فیض کا تیرے ہے رواں دریا | منہ صدف کا ہے موتیوں سے بھرا
بحر و بر میں تری سخا کی پکار | پر جواہر سے دامن کہسار
رنگ تیری عطا کا ہے ہر سو | نخل میں پھل پھول میں خوشبو
کھول کر آنکھ نرگس بیمار | باغ قدرت کے دیکھتی ہے بہار
شاخہائے شجر لئے گل پارے | جب ترے آگے ہاتھ پھیلائے
خم دیا تو نے زلف سنبل کو | حسن پھولوں کو عشق بلبل کو
ہر شجر برگ و بار سے ہے نہال | زر گل سے چمن ہے مالا مال
ذائقہ خواروں کے سراپا ہیں | سب زبان شکر کی نکالے ہیں
دہن گل سے آرزو بنکر | وصف نکلا ہے تیرا بنکر
تیری طاعت میں سرو استادہ | تیرے سجدہ میں سبزہ افتادہ
ناز بخشا ہے مہ جبینوں کو | حسن تو نے دیا حسینوں کو
نقش ایسے بدیع صورت کے | کھیل ہیں سب یہ تیری قدرت کے

[illegible] ۔ اس کا کوئی شریک نہیں ۔ گوشت کا لوتھڑا ۔

تیری ہی فیض وجود سے پائی — آنکھ نے نرم قد نے رعنائی
بھر دیا تو نے حسن میں اعجاز — چال میں ناز ناز میں انداز
دی مروت نگاہ جادو کو — طول زلفوں کو پیچ گیسو کو
در دندان کو آب دی تو نے — حسن عارض کو تاب دی تو نے
ماہرویوں کو ناز تو نے دیا — عاشقوں کو نیاز تو نے دیا
فضل جس پر کیا کیا تو نے — جسکو جو کچھ دیا دیا تو نے

نعت سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ

کھولکر گیسوؤں کو آ ساقی — کالی کالی اوٹھی گھٹا ساقی
آج پینے پلانے کی ہے بہار — ابر چھایا ہے پڑرہی ہے پھوار
صبر کی تاب اب کہاں مجھکو — آرہی ہیں جمائیاں مجھکو
ناز ایسے بھی کس کو بھاتے ہیں — ہاتھ اور پاؤں ٹوٹے جاتے ہیں
ہوں نہ انگڑائیاں میں کیوں ہربار — مضمحل ہوں اوترا ہے خمار
ساقیا جلد بھر کے ساغر دے — بادۂ حب میر کوثر دے
نعت احمد کا جوش ہے مجھکو — بیہوشی میں بھی ہوش ہے مجھکو
نہیں یہ صوت قلقل مینا — شور صل علیٰ ہے صل علیٰ
ہے صریر قلم بھی مستانہ — آرہی ہے درود کی آواز
محو وصف نبیؐ زمانہ ہے — بلبلوں میں بھی ترانہ ہے
نہیں غنچے چٹکتے ہیں دن رات — پڑھ رہے ہیں بھی یہ صلوات

تسلسل سست ستسلہ ۳ یعنی اللہم صل علیٰ محمد و آل محمد

میں فدا اے محمد عربی | سید ہاشمی و مطلبی[۱]
خاتم الانبیا شفیع امم | منبع جود و خلق و رحم و کرم
باعث خلق گنبد افلاک | سرور دو جہان شہ لولاک[۲]
کیون نہ بے سایہ ہو تن حضرت | نور میں ہوتی ہے کہیں ظلمت
میں تصدق فدا ہوں ماں باپ | بندوں پر سایہ خدا ہیں آپ
آپ تا عرش و لامکاں پہونچے | وہم پہنچے نہ وان جہان پہنچے
قاب قوسین[۳] سے بھی لایا قریب | شوق محبوب و اشتیاق حبیب
بیچ میں تھا بس ایک پردہ نور | اس طرف آپ اسطرف تھی حضور
شب معراج تھی کہ وصل کی شب | شوق کو روکتا تھا پاس ادب
حکم یہ تھا کہ اور پاس آؤ | رعب مانع یہیں ٹھہر جاؤ
کچھ محبت کے ہیں عجب انداز | ایک طرف ناز ایک طرف تھا نیاز
تھی ادھر سے عطائے[۴] لطف عمیم | اور خمیدہ[۵] ادھر سر تسلیم
شوق میں یاں کچھ اضطراب بھی تھا | ناز میں کچھ وہاں حجاب بھی تھا
لیکے خلعت پھرے شب معراج | تھا شفاعت کا فرق پاک پہ تاج
کام بگڑے ہوئے بنا آئے | اپنی امت کو بخشوا آئے

مدح حضرت علی مرتضیٰ علیہ الصلوات والسلام

دو جہان میں ترا بھلا ساقی | کوئی چلو ہمیں پلا ساقی
میکدے کی سبو کی خم کی خیر | ہے فقیر و تکی اب تو حالت غیر

۱ یعنی اولاد حضرت مطلب علیہ السلام ۲ یعنی جنکی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک وارد ہے یعنی اگر تمہیں پیدا نہ کرتا تو
[illegible]

تیرے در سے نہ جائینگے محروم — آ گئے اب تو لغیب یا مقسوم
روز تجھکو کبھی نہیں گھیرا — آٹھوین سالوین کا ہے پھیرا
جلد لا جام تو جسے ساقی — اب نہ اُٹھیں گے بے پئے ساقی
میکدہ کا ترے وقار رہے — اک زمانہ میں اعتبار رہے
ساقیا تو یہ اور دینا ہو — رتبہ اعلےٰ ہو بول بالا ہو
دیکے اک جام لے دعا ساقی — پیاس جلدی کہیں بجھا ساقی
دیکھ مژدہ صبا یہ لائی ہے — کہ چمن میں بہار آئی ہے
چرخ پر چھائی ہے گھٹا گھنگھور — بلبلیں کر رہی ہیں باغ میں شور
ہیں عروسان باغ جوبن پر — سبھی پہنے ہیں پھولون کا زیور
رنگ بدلے ہوئے چمن کے ہیں — ڈھیر گلہائے یاسمن کے ہیں
اب تو چاندی ہے تیری اے گلچین — کوئی نقصان بھی باغبان کا نہیں
لطف سبزہ نئے دکھاتا ہے — کہ خوشی میں تھما ہی جاتا ہے
ڈالیون کے نہیں ہیں تھکتے ہاتھ — بڑھتے ہیں سر گھڑی لچکتے ہاتھ
بھا گئی ہیں ادائیں پھولون کی — لے رہی ہیں بلائیں پھولون کی
ہیں شبنم کے قطرے سبزے پر — فرش مخمل میں ہیں ٹکے نگینے
جھوکے ٹھنڈی ہوا کے آتے ہیں — برگ سب تالیان بجاتے ہیں
ہیں گل سرخ پان کھلے ہوئے — اور سوسن دھڑی جمائے ہوئے
جھکے پھولون پہ اپنی منقارین — کیون نہ بلبل چمن میں چہکارین
عشق شمشاد سے جتاتی ہیں — بیلین بڑھ بڑھ کے لپٹی جاتی ہیں
مشتعل ہے چمن میں آتش گل — اور شبنم میں تر بہ تر سنبل

یون بنا کر کھڑی ہے سر کو جھکائے
جیسے کوئی حسین بال سکھائے

خار بھی لوٹ نہیں سہلاتے ہیں
گل پہ بھی انگلیاں اُٹھاتے ہیں

بوئے گل دیکھتے چمن کی بہار
نکلی دوش صبا پہ ہو کے سوار

ٹہنیان مست ہو کے جھومتی ہیں
غنچوں کا منہ خوشی میں چومتی ہیں

شان پتوں میں ہے عجب گل کی
سبز محمل میں بیٹھی ہے لیلی

بید مجنوں کی بھی ہے بن آئی
لے رہا ہے چمن مین انگڑائی

موسم گل میں جوش مستی ہے
آجکل لطف مے پرستی ہے

ساقی گلعذار جلد پلا
اے لقائے گل شعار جلد پلا

لا صراحی تو ریں بھر کر
یاد وہ جب ساقی کوثر

کر رہے خم غدیر سے لبریز
بھر دے جام ہر ایک لبریز

ہوش میں یہ کے اسقدر رہیں ہم
یا علی یا علی زبان سے کہین

دل ہو اس نام پاک کے قربان
قلب مومن کا چین راحت جان

بڑھ گیا شوق استماع کا جوش
وہ تڑپ کر دل آگیا تا گوش

نطق کو سب دعائیں دینے لگے
ہونٹ بوسے زبان کے لینے لگے

واہ کیا فیض نام پاک ہے واہ
عفو سب ہو گئے زبان کے گناہ

یا علی فخر انبیا ہیں آپ
دین و دنیا کے پیشوا ہیں آپ

آپ ہادی راہ ایماں ہیں
آپ پشت و پناہ ایمان ہین

آپ ممتاز ہر نظر میں ہوئے
آپ پیدا خدا کے گھر میں ہوئے

آپ حاجت روائے عالم ہیں
آپ مشکلکشائے عالم ہین

آپ اخی و وصی و نفس رسول
آپ خویش نبی و زوج بتول

له چومنے والا ۔ ڈال ۔ سنتا ۔ بوسنے کی طاقت ۔ بھائی ۔ عزیز اور داماد ۔

کیا کہوں میں کیسی ہے کیا ہیں آپ
مظہر شان کبریا ہیں آپ

جب سے ملے آپ سے شجاع امام
کیوں نہ قوی ہو نہ بازوئے اسلام

کر کے عمر ابن عبد ود کو ہلاک
سینۂ کفر کو کیا صد چاک

سر اصنام کعبہ میں پھوڑے
چڑھ کے دوش نبی پہ بت توڑے

سینۂ پاک ہے خزینۂ علم
آپ ہی ہیں در مدینۂ علم

خوب آگاہ سب حضور سے ہیں
احمد اور آپ ایک نور سے ہیں

اس محبت پہ آپ کی ہیں فدا
شب معراج بھی رہے نہ جدا

کھل گیا در وہیں نکلتے ہی ہاتھ
کہہ دیا ہر جگہ نبی کا ساتھ

آپ سے بڑھ کر پاسے علی و لی
نہیں واللہ کوئی بعد نبی

کیا فضیلت یہ ہاتھ آئی ہے
زوجہ خیر النساء سی پائی ہے

آپ جسکو اوڑھائی رب قدیر
دست قدرت سے چادر تطہیر

کسکی توقیر ہے یہ ان کے سوا
عرش پر جن کا عقد حق نے پڑھا

رتبہ والا تھے عجب رسول کریم
ورنہ آپ اور بیٹی کے تعظیم

اُنکی عزت کا ہل آتی ہے گواہ
ہل اتیٰ کیا کہ خود خدا ہے گواہ

پاس ان کا یہ حق کو تھا منظور
سورۂ دہر میں نہیں ہے ذکر حور

مرتبہ اور اس سے بڑھ کے ہو کیا
کفو جن کا بجز حضور نہ تھا

ایسے ہی بخشے حق نے نور العین
ہیں قلب رسول کے حسنین

دونوں شہزادہ بلند وقار
ہیں جوانان خلد کے سردار

دونوں رخشندہ ماہ پارۂ عرش
دونوں نور دیدہ گہر شوارۂ عرش

[illegible]

دو تو جب روز حشر آئیں گے	امت جد کو بخشوائیں گے
صلوات دورد و وانثم یاد	بہ محمد و الہ الامجاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک برس دہلی میں مہیضہ کی بیماری بہت سخت آئی الضعوق سے نے مہیضہ کیا اور سمجھا کہ وقت مرگ قریب ہے پاس کے عالم میں اوسکی سوا خندہ عاقبت کا دھیان بندہا ڈاکٹر لئے اوسکو خواب آور دوا دی تھی سو گیا تو وہی بالتصویر اوس کو خواب موحش ہیبتناک نظر آیا۔

شہر دہلی میں ایک سال	زور مہیضہ کا تھا یہ دور زوال
بہت سے نکلی تھی	سچ تو یہ ہے کہ گویا چلتی تھی
ہر کسی کو یہ بیماری تھی پکار	گرم رہتا تھا موت کا بازار
ہر طرف موت ہی کے تھے سامان	ہو رہے تھے گھر کے گھر ویران
بھر گئے تھے اسی سے مکان	شور تھا کل من علیہا فان
ہے جو اک کوچہ حکیم بقا	اوس میں کا طرف حال یہ تھا
تین چالیس روز مرتے تھے	دار فانی سے کوچ کرتے تھے
تھے سب فرحہ خرم ہر طرح بحال	خوش فقط نور گن سے تھے یا اقبال
کہتا ہر اک شخص اپنی حالت میں	شہر کا شہر تھا مصیبت میں
کل جہان سے کہ تو روگی بیمار	آج سنسان تھے وہی بازار

سلہ مہیضہ سے مہیضہ ... صاحب بزرگی ... تحفہ ... وحشت ... شہ سب کہ تھا ہے ... گھر ... دنیا کا ... سے والا ... مردہ

پر سبب اوسکے شکر کا یہ نہ تھا
کہ گھر اوسکا تھا اس بلا سے بچا

بلکہ اوسکے یہاں کا حال یہ ہے
تین سو تین ہوئیں تھیں پے در پے

پڑھتا تھا یہ نماز صبح اُدھر
اور وضو کر رہے تھے باپ اُدھر

کرے جبتک پسر نماز ادا
اتنے عرصہ میں باپ کی قضا

الغرض قبر میں انہیں رکھکر
آیا روتا ہوا الفصیح جو گھر

اسکے رشتہ کی ایک تھیں خالا
آکے اونکو بھی جان بحق پایا

تیسرے دن پھر آئی یہ آفت
گھر کی ماما بھی ہو گئی رخصت

شکر کا تھا مگر سبب کچھ اور
اُس نے اس امر پر کیا تھا غور

یہ بلا شہر میں جو آئی ہے
خلق کچھ اور رنگ لائی ہے

یاد حق میں ہر ایک ہے مشغول
دل سے لہو و لعب[2] گئے ہیں بھول

ولولے سب کو ہیں عبادت کے
پردے[1] اٹھے ہوئے ہیں غفلت کے

ہیں سبھی کار خیر[3] میں سرگرم
سنگدل موم کی طرح سے ہیں نرم

نہ پڑھی عمر بھر جنہوں نے نماز
پیش حق خم کیا نہ فرق نیاز

پانچوں وقت اب وہ سر جھکاتے ہیں
دوڑتے مسجدوں میں جاتے ہیں

آگئی راستی طبیعت میں
رہی باقی کجی نہ طینت میں

موت ہر وقت ہے جو پیش نظر
کانپتے خوف حق سے ہیں تھر تھر

طور اب ہیں وہ زندگانی کے
جس کی تعلیم دی ہے مذہب نے

اول ابن نجابت الفصیح جو تھا
اول اول چلی تھی جب یہ ہوا

گرم بازار سی اس کی سن سنکر
ہو گیا سرد مثل باد سحر

تھیں جو تدبیریں حفظ صحت کی
تا بمقدور اس نے کیں وہ سبھی

۱؎ پردہ ۲؎ کھیل کود ۳؎ نیک کام ۴؎ نرم دل

احتیاط اچھی جبھی ہے بیشک | ہوتا تھا شیر ہر[1] غذا میں نمک
ہر جگہ پر چھڑک دیا سرکا | لاکے کافور طاقوں میں رکھا
کوششیں خوب کیں صفائی کی | سارے گھر میں پھری سفیدی بھی
روز گندھک بھی وہ جلاتا تھا | تا دھوئیں سے ہو اُسکی صاف ہوا
اہتمام اُس نے ہر طرح سے کیا | جب پیا پانی جوش دیکے پیا
ہوتی تھی دونوں وقت ہلکی غذا | روز کھاتا تھا پیاز اور سرکا
تھا وبا کا اثر بھی پیش نظر | ورد ہے خمسہ[2] تھا آٹھ پہر
سامنے جب طعام آتا تھا | دیکھکر استخارہ[3] کھاتا تھا
جمع کرلیں تھیں دوائیں بھی اکثر | کالرا پلیس و کالرا مکسچر
پاس رہتی تھی وہ بھی اسکے سوا | ہے جو سلفر ڈراپس ایک دوا
کیں فراہم دوائیں یونانی | جو کہ ہیں لاجواب ولاثانی
لایا بازار سے لفوح شتاب | نارجیل و سکنجبین و گلاب
الغرض لاکھ بند و بست کیا | اسپہ بھی گھر غریب کا نہ بچا
موت آتی ہے جب تو ٹلتی نہیں | طاق پر سب دوائیں رکھی رہیں
ابتدا میں لفوح نیک سیر | مطمئن تھا انہیں دواؤں پر
تاں مگر اوسکو ہوش آیا کب | گھر میں یہ تین سانحے ہوے جب
ہوا مجبور جب وہ مرد خدا | تن بہ تقدیر صبر و شکر کیا

---

[1] غذا میں [illegible] اور سرکہ چھڑکنا کافور سونگھنا صفائی گندھک کا دھواں یہ سب امور حفظ صحت و دفع زہر وبا کی لیے مفید ہیں [2] لی خمسۃ اطفی بہا حر الوباء الحاطمۃ المصطفی والمرتضی وابناہما والفاطمۃ [illegible] دفع وبا ہے
[3] استخارہ عجیب مجرب [illegible] ہر سخت و مشکل کام میں اس پر عمل کرنا بہتر ہے مصنف نے ہزاروں مرتبہ تجربہ کیا ہے [illegible] اعتقاد شرط ہے استخارہ کی [illegible] علما کا معمول [illegible] خیرۃ فی عافیۃ [illegible] کام کرے [illegible] تو منع ہے وہ کام جسکا قصد کیا ہے نہ کرے [4] [illegible]

شہر بھر میں ایک آفت آئی تھی　ہیضہ کیا تھا قیامت آئی تھی
لاکھ کے گھر ہوگئے تھے خاک سیاہ　ہوئے کتنے ہی خاندان تباہ
عمدۃ الملک سے تھے جو ایک امیر　ہوئی اونکی قضا بھی دامنگیر
شہر بھر میں انہیں کا گھر تھا بڑا　دوسرا تھا نہ ان کے ٹکر کا
عقل کرتی نہیں ہے گو باور　پر کہا کرتے ہیں یہ لوگ اکثر
جبکہ مرتا ہے کوئی صاحب زر　نہیں رہتا ہوا سے بد کا اثر
دل میں لوگونکے تھی یہ بات جمی　ورنہ ہوئی چلی تھی یوں بھی کمی
اور گھٹتا ہوا جو باقی تھے　مطمئن لوگ ہوتے جاتے تھے
گھر میں اک دن نصیح نے یہ کہا　زردہ کھانے کو جی ترس ہی گیا
رات کو آج کھائینگے ہم بھی　چاولوں میں مگر رہی نہ کمی
غرض اُس شب کو سب نے ڈٹ ڈٹ کے　کھایا چھوٹے بڑوں نے گھر بھر کے
حسب معمول ہاتھ منہ دھو کر　سو رہے اپنے اپنے بستر پر
اک پہر رات تھی ابھی باقی　آنکھ اوسدم نصیح کی جو کھلی
پیٹ میں اوسکے تھی کچھ ایسی جلن　آگ جیسے تنور میں روشن
حال یہ دیکھتے ہی گھبرایا　اُٹھتے ہی اُٹھتے جی بھی متلایا
عطر کو سونگھ کر وہ سلنے لگا　ننگے سر صحن میں ٹہلنے لگا
دوسری سمت جی کیا مائل　پر نہ اس سے بھی کچھ ہوا حاصل
کچھ اوسوقت بن پڑا وہ کیا　باز و ٹانگو بھی کس کے باندھ دیا
لاکھ ٹالا کسی طرح نہ ٹلی　قے بڑے زور سے ایک آہی گئی
گھر میں سب سوتے تھے جو چھوٹے بڑے　سب وہ گھبرا کے چونک چونک پڑے
دوڑ کے آگئے نصیح کے پاس　پر گئے بچارے ہے نہ حواس

گرم پانی سے منہ کو دہلوا کر — پھر لٹایا اوسے مسہری پر
کوئی جلدی سے پنکھا جہلنے لگا — کوئی کپڑون میں عطر ملنے لگا
غم ہر ایک اپنے دلپہ سہتا تھا — جسکے جو جی میں آیا کہتا تھا
کوئی بولا نظر کسی کی لگی — کوئی بولا بڑا بخار دیں تھی
ایک نے پھر یہ دوسرے سے کہا — ہے یہ سارا فساد کہر جن کا
بولی مان سوء ہضم ہے لوگو — دوڑ کر سونف کا عرق لا دو
باپ کے اس کے جو یہ اطوار — وہ نہیں تھوتھو اسکے جان دو
تھی ادھر یہ تصوح کی حالت — نہ تشنج ابھی تھا نہ غفلت
گو اوسے تھا کسیقدر تو ہراس — پر درست اوسکے سب تھے ہوش و حواس
کھد یا تھا یہ اوس نے گہبرا کر — اب میں کرتا ہوں اس جہان سے سفر
جی میرا سنسنایا جاتا ہے — ابتو منہ کو کلیجہ آتا ہے
صبح کے ہوتے ہوتے آخر کار — سب نمودار ہو گئے آثار
سرد اطراف ضعف تشنہ لبی — نحو تشنج دست قے متلی
دوڑ کر منہ اندھیرے ایک نوکر — یون شفاخانہ میں پہنچا جیسے خبر
ڈاکٹر صورت صدا آئی — ساتھ لیتے ہوئے دوا آ
بیٹھ کر اپنے سامنے ایک چھوڑ — چار پوڑیان پلائیں تا بتوڑ
سارے گھر کے دعائیں لیتے گئے — ایک شیشی عرق کی دیتے گئے
حکم تیمار دارون کو یہ دیا — پاؤ گھنٹہ کے بعد اسے دینا
نیند بیمار کو اگر آجائے — نہ خبردار کوئی اسکو جگائے

سے بدہضمی سے عورتون کا محاورہ سے اینٹھن سے اخر زہر سے ہاتھ پاؤن سرد

جان تو سو گیا مریض اگر
پھر نہیں اسکے جان کا ہے خطر

آدمی بھیجکر خبر دیا
ہمکو بھی اطلاع کر دیا

بس اوٹھا کر نصوح کو چادر
ٹل گئے لوگ سب ادھر اودھر

پر جو بیتاب دل کو پاتے تھے
دبے پیر آکے دیکھ جاتے تھے

تھی مگر جو نصوح کی حالت
عبرت انگیز تھی وہ کیفیت

گو مرض کا تھا اشتداد ہوا
پر ابھی تک تھے اس کے ہوش بجا

شک غلط اسپہ غش کا ہوتا تھا
لوگ جو دیکھتے تھے یہ سوتا تھا

ابتدا میں نصوح کا تھا یہ حال
اپنے مرنے کا کرتا تھا نہ خیال

موت سے روح کو جو تھا پرہیز
اس تصور سے بھی تھا اسکو گریز

چاہتا تھا نہ اس کا دل زنہار
مرنے والوں میں کرے اپنا شمار

جن کی یہ رائے تھی نہیں ہوتا
اون سے یہ اتفاق کرتا تھا

زیست سے اپنی جب ہوا مایوس
پہ مسرت نہ پھر ہوئی محسوس

یاس شکل قضا دکھانے لگی
حالت اسکی بگڑتی جانے لگی

موت کے طور سب ہوئے ظاہر
قطع امید ہو گئی آخر

بس یقین سے بدل گیا یہ گمان
ہوں میں اب تھوڑی دیر کا مہمان

موت کا اپنی جب یقین آیا
دم وفور الم سے گھبرایا

پہلے دل میں جو اوسکے آیا الم
اس جہان کے فراق کا تھا غم

اس جدائی کا جانتا تھا وبال
نہیں ہوتا ہے جسکے بعد وصال

یہ وہی ہے سفر جو ہو نہ تمام
اسکی آغاز کا نہیں انجام

قبر کہتا ہے جس کو یہ غافل
ہے مسافر کی پہلی وہ منزل

[illegible]

درد وہ ہے نہیں دوا جسکی
نہ افاقہ ہو جس سے ہی غشی

بال بچوں کا جب خیال آتا
دیدہ غم سے اشک برساتا

کبھی دنیا کے سازوسامان پر
چشم حسرت سے ڈالتا وہ نظر

کبھی دیہان آتا تھا جو بی بی کا
دل ہی دل میں یہ اپنے کہتا تھا

اور یہ فکر جان کھوتی ہے
یہ جوانی میں رانڈ ہوتی ہے

کبھی کہتا تھا اے میرے بچو
کم سنی میں یتیم ہوتے ہو

کون ہے ہائے پالنے والا
کون ہے گھر سنبھالنے والا

سونپ جاؤں کسی میں بیٹونکو
ابھی ناکتخدا ہیں بیٹیاں ہیں دو

وائے قسمت جو ہے بڑا لڑکا
وہ تو ہے پہلے ہی سے آوارا

منجھلے لڑکے کے سمت تھا یہ خیال
پاس کرلیگا انٹرنس امسال

اُس کی تعلیم ہوگی اب کیونکر
سارے منصوبے رہگئے مٹ کر

ایک کوڑی کی بھی نہیں آمد
اب خدا ہی کریگا سب کی مدد

گاؤں ایک ہے جو پارسال لیا
اوسمیں جھگڑا ہے پٹی داروں کا

ہیں بکھیڑے غضب کے آفت کے
آئے دن خرچے ہیں عدالت کے

واں سے آمد کی ہوگی خاک سبیل
نہیں ہوتی وصول و تحصیل

سیر کے جو نیل بویا تھا
لیجئے وہ بھی سب گیا گزرا

اسقدر تنگ ہے یہ میرا مکان
کوئی آجاتا ہے اگر مہمان

رہکے تکلیف وہ جو پاتا ہے
میرے دل کو حجاب آتا ہے

تھا مصمم یہ قصد اب کے سال
دوہرے کمرے بنادوں رو بہ شمال

صحت ۔ اسباب ۔ بھی باپ ۔ بوبیاہی ۔ وطن ۔ یعنی ختم کرکے اسکول کا دکرم
حصہ دار ۔ ماہ ۔ زمینداری ۔ کاشت زمین ۔
پختہ مضبوط ۔ افسوس

کر چکا بند و بست لکڑی کا | ڈیڑھ دو دن میں خرچ بھجوایا

کی تیاری سے فکر اپنوں کی | ہے ادھر پیشگی رقم دیدی

روپیہ جو گدام ہیں میں پڑے | اور تو اور وہ بھی سب ڈوبے

تھی قضا آئے اسکو کیا جلدی | آگئی کس قدر قضا جلدی

رہ گیا یوں ہیں کیوں نہ ہوں بیتاب | لیتا دیتا سبھی حساب کتاب

کاش کچھ موت کو ترس آتا | اور بس بارہ سال جی جاتا

پھر یہ سب انتظام ہو جاتے | سارے جھگڑے تمام ہو جاتے

جو رقم بھی جہاں وہ لے لیتا | جسکا دینا تھا اوس کو دیدیتا

جمع کر جاتا اک رقم دائمی | ہوتی جو گھر کے خرچ کو کافی

لڑکے جبتک سیانے ہو جاتے | کہ کے محنت کماتے اور کھاتے

کرتا بچوں کی اپنے شادی بیاہ | ہوتا یوں ہائے میرا گھر نہ تباہ

دولت اچھی طرح کما لیتا | گھر کو بھی اپنے میں بنا لیتا

پھر فراغت سے جان دیتا میں | قبر میں جا کے چین لیتا میں

انہیں باتوں کی فکر ہے ہر بار | ورنہ مرنے سے کسکو تھا انکار

سبھی دنیا سے ہیں گذرنے کو | سبھی پیدا ہوئے ہیں مرنے کو

یوں تو ہر ذی حیات کو ہے ممات | ٹھیک ہے وقت پر ہر بات

یوں تو کب حشر تک ٹھہرنا ہے | پر یہ مرنے میں کوئی مرتا ہے

ہیں ادھورے پڑے ہوئے سب کام | اور لبریز ہے حیات کا جام

ہائے اس وقت کا مرا مرنا | صرف میرے لئے نہیں ہے برا

بلکہ جتنے ہیں میرے اہل و عیال | اسمیں نقصان انکا بھی ہے کمال

۴۹ ستمبر ۵۰ کیسر ۵۱ جولائی ۵۲ ہتیار ۵۳ صاحب زندگی ۵۴ موت ۵۵ تمام ۵۶ بیراہا ۵۷ جو

گو بظاہر نصوح نیک نہاد — تھا خیالات کا بہت آزاد

دل کی حالت کبھی نہ کہتا تھا — سب سے بیگانہ وار رہتا تھا

بال بچون کو چاہتا تھا مگر — زیست کرتا تھا اس طرح سے بسر

نہ بہت بات کرنے کی خصلت — نہ بہت اختلاط کی عادت

انتظامات خانہ داری کے — کر دئے تھے سپرد بی بی کے

یون وہ برسون خبر نہ لیتا تھا — پر ضرورت پہ دخل دیتا تھا

جب وہ سنتا گذر گیا ہے کوئی — بڑی حسرت سے مر گیا ہے کوئی

خود جو آزاد تھا طبیعت کا — ایک تعجب سا اوسکو ہوتا تھا

رنج ہوتا نصوح کو نہ ملال — بلکہ کرتا تھا اپنے دلمین خیال

روتے ہیں زیست کی جدائی مین — لوگ ایسے بھی ہیں خدائی مین

شادئی ہو جو اس سے کیا ڈرنا — چاہئے ہے ہنسی خوشی مرنا

چھوٹنے کا ہے اوسکے پھر کیا غم — سب سمجھتے ہیں جس کو دار الم

ایک گزرگاہ عام ہے دنیا — نہیں جائے قیام ہے دنیا

رہرؤں کے لئے نہیں یہ گھر — اک سرا ہے مسافرونکی مگر

ادھر آئے ادھر روانہ ہوئے — شب کو ٹھہرے سحر روانہ ہوئے

رنج و اندوہ و آفت اس میں ہے — آئے دن کی مصیبت اسمین ہے

نہ اداؤن پہ اس کے ہو مایل — نہ کرشموں سے اسکے ہو غافل

بیوفا ٹھیک ہے خطاب اسکا — اک کرشمہ ہے انقلاب اسکا

روز جھگڑے بکھیڑے رہتے ہیں — ہر گھڑی دل پہ کوفت سہتے ہیں

روزانہ ۵ ٹھہرنے کی جگہ ۵ غم کا گھر ۵ [illegible]
[illegible]

گذرے ہیں جس قدر نبی و ولی
سب نے اسکو طلاق باین دی

کچھ نہیں دار فانی دنیا
ہیچ ہے زندگانی دنیا

جو نشیمن ہے حق تعالیٰ کی
مصلحت سے نہیں ہے وہ خالی

لیکن تو ہر اک قضا سے ڈرتا ہے
جیسے مجرم سزا سے ڈرتا ہے

پر ذرا بھی کرے جو غور انسان
موت بھی اک خدا کا ہے احسان

ہر بشر کو پسند ہے جدت
ہے یہ اسکے مزاج کی حالت

یہ سنا ہے کہ امت موسیٰ
برسوں کھایا جو کی من و سلویٰ

آخر ایسی طبیعت اوکتائی
اچھی شے سے بری طرف آئے

ہے عجب طرح کا مزاج بشر
ہوئی رغبت پیاز لہسن پر

بس یہی موت کا بھی ہے احوال
یہ نہ ہوتی تو زیست ہوتی وبال

رہ کے برسوں جہان میں آخر
نفرت انساں کرتے خود ظاہر

زندگانی سے روز یہ لڑتے
عاجز آکر کبھو دلوں میں گر پڑتے

جان دیتے یہ سب بحال خراب
جانتے طول زندگی کو عذاب

بلکہ اک شخص نصوح کہتا تھا
مجھکو مرنے کی کچھ نہیں پروا

کوئی دنیا میں ایسی چیز نہیں
ہو نہیں جسکے فراق میں غمگین

بے تعلق جو اسقدر سمجھا
مگر نفس نصوح کا یہ تھا

پر جو شب دن میں اور رات میں ہے
فرق لیکن فرض و واقعات میں ہے

شکے مرنے کی دوسرے دن کی خبر
ہوتا تھا وہ دل سے مرنے پر

۱؎ ایسی زوجہ کو جسکو طلاق دینا جسکے بعد رجوع نہ ہو سکے ۲؎ مرضی ۳؎ گناہگار ۴؎ نئی چیز ۵؎ میٹھا
میٹھا اور شہد جو آسمان سے آتا تھا ۶؎ بیزار ہوئی ۷؎ لمبائی ۸؎ چال ۹؎ ذات ۱۰؎ عکس
۱۱؎ مفروضہ ۱۲؎ گذرے ہوئے حالات

سر پر آپہونچی خود جب اسکے قضا
دل جو برداشتہ حیات سے تھا
آئی مشکل قضا جب اوسکو نظر
زن و فرزند و مال و زر گھر بار
دوش پر بار تھا علائق کا
سامنا آفت و محن کا تھا
ریل تو سیٹی دے چکی تھی اُدھر
ایسی حالت میں گر یہ مر جاتا
نہ اِدھر کے اُدھر کا یہ رہتا
کیونکہ اسدم نصوح تھا حیران
حق تعالے کی مگر رحمت
دل میں اپنے کیا یہ اسنے خیال
موت سے زور چل نہیں سکتا
کوئی آفت ہو پر قوی ہو دل
فائدہ کیا ہے جان اگر یوں دوں
دل سے ہوتے تھیں غم و رنج و ملال
بات یہ ذہن میں جو ہیں آئی
یہ گھڑی تھی اور یہ وقت وہ تھا
کوئی اسکے اودھر تھا اور نہ اودھر
کچھ ہوا ہمت سے دل کا اطمینان

لگا ہوا وہ اور سب ... .
بے خبر وہ تعلقات سے تھا
سب حقیقت کھلی یہ تب اوسپر
اونپہ تھا سب بر کے تیر بہ نشانہ
سفر اتنا سر اٹھائے کرنا
پاؤں ایک اک ہزار من کا تھا
اور یہ اسباب باندھتا تھا اودھر
اس زمانہ سے کوچ کر جاتا
دین و دنیا سے تھا گیا گزرا
لگ رہے تھے سب تعلقات جہان
ناامیدی سے بندھ گئی ہمت
اب جو ہاتھ سے فکر و رنج و ملال
وقت آیا تو ٹل نہیں سکتا
کچھ نہیں اضطراب سے حاصل
پھر میں مردانہ وار کیوں نہ مروں
کچھ عجب شے ہے صبر و استقلال
دی ہر اک چیز سب دکھلائی
جب چلائی گئی ڈاکٹر نے دوا
یہ اکیلا پڑا تھا بستر پر
تشنہ اور مرض کی کچھ تھی تکان

له ٹھاصا سے تعلقات سے بیتابی سے منصوبی سے حبہ حقیقت سے رحمت

کچھ دوا نے کیا تھا اپنا اثر — چونکہ باقی صدمہ تھی خواب آور
دل نے راحت جو تھوڑی سی پائی — ایک جھپکی سی نیند کی آئی
بند ہونا ہی تھا بس آنکھوں کا — کہ رفیع اور ہی جہان میں تھا
تھے خیالات جو کہ پیش نظر — پھر گئے سب وہ باغ میں جا کر
وہی ہل چل سے یکدگر آئے — نئے پیرائے میں نظر آئے
خواب میں اوسنے دیکھے یہ سامان — اک بڑا سا مکان ہے عالیشان
تھا یہ ڈپٹی مجسٹریٹ کچہری — تھی ہوا وہ باغ میں جو بہری
دھیان آئے اسی پہ پے در پے — کہ عمارت یہ ہائی کورٹ کی ہے
پر جو حاکم ہے اس عدالت کا — دبدبہ ہے یہ اسکی صولت کا
جمع ہیں گو ہزارہا انسان — پر خموشی سے ہیں تن بیجان
کب کسیکو نظر وہ آتا ہے — پر ہر اک تھرتھرایا جاتا ہے
رعب اور داب ہے یہ تا بغیر — چپ ہے ہر ایک صورت تصویر
بہ ضرورت اگر کلام کیا — چپکے سے نا بلند ہو نہ صدا
ہے وکیل اور نہ کوئی بیرسٹر کا — آپ مجبور ہے وہاں مختار
کچھ ضرورت نہیں ہے دوسرے کی — ہو رہی ہے اصالتاً پیشی
اہل عملہ بھی اُس کچہری کے — ہیں بڑے راستباز اور کھرے
بات بھی کب کسی سے کرتے ہیں — اپنے حاکم سے اتنا ڈرتے ہیں
نہیں چلتا وہاں کسی صورت — زور بھی و سفارش و رشوت

۱ مخصوص ۲ نیند لانیوالی ۳ ایک عہدہ حکومت انگریزی کا نام۔ فوجداری عدالت کا حاکم ۴ متواتر بار بار ۵ رعب ۶ ہیبت ۷ چپ چاپ ۸ دبدبہ ۹ ادنی قسم وکیل اور منشی صاحب اختیار ۱۰ عدالت میں مقدمہ پیش ہوتا ۱۱ سچے +

محکمہ عدل کا ہے وہ دربار
جتنے مجرم وہاں پہ ہیں حاضر
ہیں جرائم خفیف[1] یا سنگین[2]
رتبہ[3] حاکم کے ہیں رفیع[4] ایسے
کوئی لاسکتے[5] ہے اُس اور دلیل[6]
حکم جو ہے وہ امر فیصل[7] ہے
تا نہ باقی رہے کوئی حجت[8]
سہو ہے نے فروگذاشت ہوئے
کرتا ہے عدل سے پوری تجویز[9]
اوسکا ہر فیصلہ ہے لاثانی[10]
ہے گواہوں میں احتیاط ایسی
شاہد[11] جرم بلکہ ایسا ہو
ہوں وہ شاہد رفیق مجرم کے
مل گئی مجرموں کو پھر ناگاہ
جسکو گھبرا کے پڑھ رہا ہے کوئی
جتنے الزام ہیں لگائے گئے
عرق شرم میں نہاتے ہیں

گرم انصاف کا ہے واں بازار
اونکی صورت سے ہوتا ہے ظاہر
رحم سے پر وہ ناامید نہیں
اختیارات ہیں وسیع ایسے
فیصلہ کی نہیں ہے جسکی اپیل
فیصلہ جو ہے بے بدل ہے
ملتی ہے واں جواب کی مہلت
کر کے مجرم کہ قابل معقول
نہیں ہوتی ہے سرسری تجویز[12]
دودھ کا دودھ پانیکا پانی[13]
شرط ہے صدق و راستگی[14] کی
آنکھ سے جسنے اپنی دیکھا ہو
دوست ہو لیکن شفیق[15] مجرم کے
نقل فرد قرار داد گناہ[16]
جسکو گھبرا کے پڑھ رہا ہے کوئی
سب کے سب ہیں صحیح پائے گئے
پھر یہ جی میں خیال آتے ہیں

۱ ہلکے ۲ بھاری ۳ بلند ۴ پھیلے ہوئے ۵ بلند ۶ بزرگ ۷ مرافعہ ۸ قطعی ۹ دلائل ۱۰ بحث ۱۱ فیصلہ ۱۲ بادی النظر ۔ بلا ثبوت ۱۳ بےمثل ۱۴ مثل ہے یعنی سچ جھوٹ سب کھلجاتا ہے ۱۵ سچائی ۱۶ گواہ ۔ اکرام ۱۸ محبت کرنیوالا ۱۹ فرد جرم جو بعد ثبوت جرم مرتب ہوتی ہے

ہم برے ہوں وہ بات کیونکر ہو — دیکھئے اب نجات کیونکر ہو
دھیان پھر کچھ نصوح کو جو ہوا — یہ حوالات کی طرف پہنچا
اسنے دیکھی وہاں کی یہ حالت — کچھ عجیب طرح کی ہے کیفیت
کیا نظربند ہیں کہ ہے نادم — اپنی اپنی جگہ پہ ہیں مجرم
مجرموں کی مناسب حالت — ہر کسی پر ہے سختی و آفت
اور ہے ایک جیل خانہ بھی — اس حوالات کی سزا یہ ہی
کچھ عجب قیدیوں کی ہے حالت — ہے مشقت کڑی بڑی محنت
قید جو دن گناہ گار ہیں سب — دل سے پھانسی کے خواستگار ہیں سب
دیکھکر یہ نصوح وان سے پھرا — اوسکے ہوش و حواس تھے نہ بجا
پھر حوالات کا سمان دیکھا — زیر تجویز ہوکے وہاں دیکھا
اسمیں جتنے تھے سر اٹھا انہیں — اور تنہا سا تھے جا بجا اون میں
لوگ کچھ اونہیں دیکھے بھالے تھے — جو کہ دہلی کے رہنے والے تھے
کچھ محلہ کے اسکے تھے اشخاص — اور تھے کچھ عزیز دوست بھی خاص
تھے بھلانے گذر لئے والونمیں — تھا شمار اونکا مرنے والونمیں
دیکھکر یہ عجیب کیفیت — خواب ہی تھی نصوح کو حیرت
سوچتا تھا یہ کونسا ہے مقام — ہے جدا جانے منہ کا کیا نام
خوف چھایا ہے کسکے سطوت کا — کون حاکم ہے اس عدالت کا
سب ندامت سے سر جھکائے ہیں — اتنے مجرم کہاں سے آئے ہیں
کیوں گرفتار ہیں یہ ہائے الٰہ — سمجھے اہل وطن کا کیا ہے گناہ

۱؎ ایسا قید خانہ جسمیں قبل فیصلہ مجرم بند رہتے ہیں مشقت نہیں لیجاتی ۲؎ زیر نگاہ رکھنا ۳؎ قید خانہ جس میں بعد فیصلہ مجرم بھیجے جاتے ہیں ۴؎ انجان ۵؎ جان پہچان والا ۶؎ پریشان ۷؎ دبدبہ

ہان یہ سب لگ گئے ہیں اگر | حاضر اجلاس پر ہوئے کیونکر
ایک طرف پھر ہوا گزر ناگاہ | پڑ گئی اپنے باپ پر بھی نگاہ
یہ جو دیکھا تو آئی عقل گئی | اون حوالاتیون ہیں وہ بھی
پہلے سمجھا نصوح نیک سیر | غلطی کر رہی میری نظر
پھر کیا غور جب تو پہچانا | نہ قصور نگاہ تب جانا
دور ہی سے جھکا کے اپنا سر | دوڑ کر گر پڑا وہ قدمون پر

کلام نصوح

آپ کیون آئے ہیں یہان حضرت | ہم سبھون کی تباہ ہے حالت
آپ نے کیون دلون کو توڑا ہے | کس لئے ہم سبھون کو چھوڑا ہے
غم سے ہم سب تڑپ رہے ہیں یہان | اور یہان آئے ہیں حضور کہان

باپ

عمل جیسے کہ تھی تا حشر تھی | سب گناہون کی یہ جزا ایسی ہی
اور جو دیکھتے ہو تم یہ مقام | بس یہی ہے دار الجزا اسی کا نام
جو ہے تمہارا عادل و داور | وہی اس محکمہ کا ہے حاکم

نصوح

جلد ہلا و قلب سے مضطر | کہہ رہے متقی تھے مگر یہ پدر

۱؎ حاکم کی عدالت و انصاف کرنیکی جگہ ۲؎ قیدی کی زیر تجویز ۳؎ سلیمہ خصلت ۴؎ بھی ۵؎ غور ۶؎ نیک ۷؎ حالی
۸؎ بدلہ ملنے کا گھر ۹؎ مجرمون پر غلبہ پانیوالا ۱۰؎ عدالت ۱۱؎ صاحب زہد و عبادت

کرتے تھے تم ہمیشہ نیک ہی کام	اور تم پر گست ہو انکا الزام

باپ

آہ تم سے کہوں میں کیا بیٹا	جرم بھی ایک دو نہیں صدہا
دیکھو یہ میرا نامۂ اعمال	سب گناہوں سے ہے سیاہ الال
دیکھکر سخت انتشار میں ہوں	غور کرتا ہوں کیا جواب میں دوں
کوئی صورت نہیں براءت کی	ہاں بس اک آس ہے تو رحمت کی
یہی کاغذ نصوح نے پہلے	ہاتھ میں تھے ہر ایک کے دیکھے
دل میں دنیا کا تھا خیال بسا	وہ اسے فرد جرم سمجھا تھا
باپ کا اپنے نامۂ اعمال	دیکھکر کانپ اٹھا وہ نیک خصال
کفر و ناشکری و ریاکاری	حسد و طمع و مردم آزاری
حب دنیا نفاق اور نخوت	کبر و شرک و دروغ اور غیبت
غرض ایسا کوئی گناہ نہ تھا	جو کہ اوس فرد میں نہو لکھا
ویسی ہی ہند کے جو تعزیرات	ڈھونڈتا تھا وہ ضمن اور دفعات
مگر اسکے عوض تھا اوسمیں لکھا	آیہ و سورۂ کلام خدا

نصوح

کیا کہوں اے پدر تعجب ہے	مرتکب تم ہو ان جرائم کے

۱ نیک و بد عمل کی تحریر ۲ پریشانی ۳ بخشش ۴ سہارا ۵ لوگوں کے دکھانیکو عبادت کا کرنا ۶ آدمیوں کا ستانا ۷ محبت دنیا ۸ ظاہر کچھ باطن کچھ ۹ غرور ۱۰ خدا کا شریک بنانا
۱۱ جھوٹ ۱۲ [illegible] ۱۳ تعزیرات ہند کا قانون فوجداری ۱۴ قانون [illegible] کے [illegible]

باب

تم نے اعمال نامہ کو دیکھا	جو لکھا ہے وہ ٹھیک ہے بیٹا

نصوح

یہ تو کہئے اب اے خجستہ خصال[1]	لکھیں کر تو ہنیں لیا اقبال[2]

باب

مجھے انصاف سے کہو ایجان	عذر و انکار کی مجال[3] کہاں
کچھ بھی بیان جائے دم زدن[4] ہنیں آہ	اسقدر ہیں میرے خلاف گواہ

نصوح

کون ہیں مستعد عداوت پر	کون آمادہ ہیں شہادت[5] پر

باب

تو مفصل[6] سنو بیان اسکا	ایک تو دو فرشتے ہیں بیٹا
رہتے تھے ساتھ وہ خجستہ خصال	روز لکھتے تھے نیک و بد اعمال
اب لکھیں وہ خموش رہتے ہیں	لکھتے ہیں جو نیکی کہتے ہیں
نہ کوئی بات دونوں کہتی نہیں	نہ کوئی جرم اون سے ہنہا مخفی
جرموں کی ہر شہادت قطعی[7]	عمر کا روزنامچہ[8] ہیں میرے

[1] نیک خصلت [2] قبول جرم [3] طاقت [4] دم مارنے کی جگہ [5] گواہی [6] پورا [7] ایسی گواہی جسکی تردید نہ ہو سکے

کیا کرون عذر کیا جواب میں دون سب صحیح و درست پاتا ہون
دوسرے ہین گواہ یہ اعضا ناک کان آنکھ قلب دست و پا
نہیں کہتے ہیں کوئی عضو تن مجھسے سب منحرف ہیں سب دشمن
ہیں کمربستہ میری ذلت پر اور آمادہ ہیں عداوت پر
جنکو غمخوار و یار سمجھے تھے اور جنھین رازدار سمجھے تھے
آج انہون نے کیا سلوک ایسا کہ نہیں تسمہ تک لگا رکھا

نصوح

ہے دل مضطرب کو فکر کمال کچھ مفصل اب اپنا کہئے حال

باب

جبکہ دنیا سے مین نے منہ موڑا اور مین نے جہان کو چھوڑا
ہر گھڑی ہے بیان مصیبت کی ہین حوالات مین ہون تربت کی
اک تو ظلمت غضب کی چھائی ہے دوسرے بیکسی و تنہائی
دل پہ ہے حسرت و الم کا ہجوم نہیں انجام کار کچھ معلوم
وہ ہے عادل بھی تو اگر ہے رحیم ہے عجب حالت امید و بیم
جب حوالات میں ہے یہ ایذا جیل خانہ کی پوچھتے ہو کیا
کرو میں حشر تار لیتا ہے سامنے وہ دکھائی دیتا ہے
کل سزایاب اوسمین رہتی ہین سب جہنم اوسی کو کہتے ہیں
جو کہ جاتے ہین جیل خانے کو اونکو ملتی ہے آگ کھانے کو
ہے عقوبت کا سخت ہر پہلو کاٹا کرتے ہیں سانپ اور بچھو

۱ بدن کے ٹکڑے ہاتھ پاؤن وغیرہ ۲ پھرے ہوئے ۳ کمر باندھے ہوئے ۴ [illegible] رہنے والا
۵ راز جاننے والا ۶ محاورہ ہے یعنی گردن پر ایسا وار لگایا کہ تسمہ تک باقی نہ رہا ۷ [illegible] ۸ لگ گیا
دریا ۹ سزا پائے ہوئے ۱۰ ایذا

تو یہاں مصیبت ہے اس سے بھی بڑھ کر ہے حوالات جیل سے بہتر
قبر ہی کے عذاب سہتے کاش ہم حوالات ہی میں رہتے گلش

نصوح

ہاں تو پھر آپ کے مقدمہ کے کیا ابھی تک نہیں ہوئی پیشی

باپ

ہے اسی کا تو خوف سب سے سوا ہیں یہ کیا کہہ رہے ہو تم بیٹا
کبھی ایسا بھی کبریا کرے وہ ابھی پیش ہو خدا نکرے
بعد تجویز ہے تو آفت ہے یہ حوالات بھی غنیمت ہے
دیکھتا جب ہوں نامہ اعمال نظر آتا ہے مجھکو میرا مال

نصوح

خیر اب آپ اپنا تو فرمایئے ہم اس آفت میں کام کیونکر آئیں

باپ

عاجزی اور خلوص سے بیٹا حق سے میرے لئے کرو جو دعا
کیا عجب ہے کہ بخشدے وہ کریم ہے خطا پوش وہ غفور و رحیم
میرے ہمسایہ کی ابھی ہے یہ بات ہوئی اک شخص کی اسی پہ نجات
اوسکو بھی تھا تردد و انجام اوس پہ بھی تھے میری طرح الزام

سلہ محاورہ جو تعجب کی جگہ بولا جاتا ہے سلہ انجام سلہ صفائی قلب یعنی دلسے سلہ گناہ ہونا سلہ چنانچہ اللہ پروس

اوسکے پس ماندوں نے یہ کام کیا
حق میں کی اوسکے حق میں رو کے دعا

عدل میں جس طرح وہ یکتا ہے
رحم بھی اوس میں انتہا کا ہے

ابھی اس سے ان سے ہوئی تھی اوسکی یاد
اور اوس سے ہوا تھا یہ ارشاد

مجھ پہ مخفی نہیں ہیں تیرے گناہ
مثل شب نامہ عمل ہے سیاہ

تجھ سے بہتر ہیں تیرے لائق فرزند
مضطرب ہیں وہ سب سعادتمند

تیری بخشش کیلئے اب صبح و مسا
کرتے ہیں مجھ سے گڑگڑا کے دعا

ساری باتوں میں ایک یہ بات تری
میرے بندے مجھے پسند آئی

تو نے دی ایسی تربیت اونکو
کہ ہوئی میری معرفت اونکو

تو نے اُن کو سکھائی تھی نیکی
تو نے تعلیم میری طاعت کی

ہوئی ان کاموں سے میری راحت تمام
جا ہوئے سب قصور تیرے معاف

میرے مالک نے سچ کہا بیٹا
تم نے بھی میرے حق میں کی تھی دعا

نصوح

آپ نے جب سے انتقال کیا
ہم سبھوں نے یہ اپنا حال کیا

رنج سے غیر سب کی ہے حالت
یاد آتی ہے آپ کی شفقت

ابھی ہم سب کا مشغلہ ہے وہی
رات دن رونا پیٹنا ہے وہی

جب سے مقدور کر دیا تھا سوم
اور اوسی دھوم دھام سے چہلم

بخت میں بھی نہ کی تھی میں نے کمی
خوب شہرت برادری میں ہوئی

سب کو تلخ آب و دانہ ہے ابتک
قبر پر شامیانہ ہے ابتک

وارث خدا کا نام واسطے اکیلا پیچھے رات بال بچے غمناک بخت شام خضوع و خشوع تعلیم خدا کی پہچان مر گئے مہربانی کام حیثیت کے موافق تیجہ چالیسواں ہر قسم کا کھانا اناج عزیز اقارب کڑوا

ہم دنیا پہ ہی بہت کچھ ادا
پر دعا کا نہ اہتمام ہوا

ایسے ترکیں[1] پڑ گئے جھگڑے
نہ کسی طرح آجتک سلجھے

ہاں ذرا اسکا تو بتاسے حال
کچھ نہ کام آئے آپکے اعمال

نہ ہوئے کچھ بفیہ[2] خمس[3] زکات[4]
نہ ہوئے سود[5] مسند صوم[6] وصلوات[7]

باب

گوش دل سے سنو تم اے بیٹا
ہر عمل کی ہے یان سزا و جزا

کیون نہیں یہ تو میری عادت[8]
اونہیں اعمال کی بدولت ہے

ورنہ ایسے بھی ہیں یہان اکثر
جنکا احوال مجھ سے ہے بدتر

گو ہے ہر دل میں عبادت شرط
پر یہان ہے خلوص[9] نیت شرط

ہر عمل کے میری تھی یہ حالت
جو سوالے ہوتی کی جیسے نیت

کیا بتاؤں میں اپنا حال زار[10]
جب میرا یان لیا گیا اظہار[11]

سب سے پہلے یہی سوال ہوا
کون ہے کون رب[12] تیرا اسکا

چونکہ لوگوں نے وقت بالیں[13]
کی تھی ایمان کی مجھے تلقین[14]

بیٹے اوسکے جواب میں یہ کہا
وحدہ[15] لاشریک رب ہے میرا

اس پہ ہونے لگی جس طرح[16] مہیا
یاد ہے یہ بھی تجکو یا کہ نہیں

نوکری جب تو چھوڑ کر آیا
ہر کے مجبور اپنے گھر آیا

---

[1] ال میت [2] پانچواں حصہ مال غنیمت وغیرہ سے حق سادات ہے [3] جسکے پاس سال بھر تک بقدر ۵۲ روپیہ رہے اوسپر ایک روپیہ خیرات دینا واجب ہے زیادہ رقم پر اسی حساب سے عمل کرنا لازم ہے [4] فائدہ دینے والے [5] روزہ [6] نماز [7] کان [8] سچے دل [9] ضعیف [10] بیان [11] خاتمہ [12] آخری [13] سکھانا [14] ایک جسکا کوئی شریک نہیں [15] لغوی معنی زخم لگانا اصطلاحی معنی گور وہ کہ ہے اسکے جتلانیکے سوالات

ایک مدت رہی جو بیکاری — ہو گئی خرچ سب کمائی بھی

جب میسّر ہوا نہ مایحتاج[1] — ہوا نانِ شبینہ[2] کو محتاج

نوکری کی تلاش میں اکثر — تو پھرا کرتا تھا اِدھر سے اُدھر

مضطرب[3] ہو کے آہیں بھرتا تھا — اور ہم سے دعائیں کرتا تھا

مدعا[4] تیرا پر نہ لاتے تھے — صبر تیرا ہم آزماتے تھے

حاکم انگریز جو ضلع[5] کا تھا — ایک وہ بھی ہمارا بندہ تھا

قول ایسا[6] سے تھا ہماری دیا — پرورش[7] کا تھا وعدہ جس سے کیا

اسکے وعدہ کا آسرا تھا تجھے — نہ یقین میرے عہد[8] کا تھا تجھے

کیا یہ میں نے کیا نہ تھا اقرار — رزق[9] کا رب ہے ہوں میں ذمہ وار

تجھکو تصمیم[10] قلب[11] اگر ہوتی — نہ جسارت[12] گناہ پر ہوتی

قادر[13] و رازق[14] و رحیم و خبیر[15] — حاضر[16] و ناظر[17] و سمیع[18] و بصیر[19]

جب ان اوصاف[20] کو نہ پہچانا — تو نے پھر اپنے رب کو کیا جانا

ہاتھ میں آگ کو کبھی نہ لیا — نہ کبھی تو کنوئیں میں جا کے گرا

یوں تو نیکی بدی کو پہچانا — سہل لیکن گناہ کو جانا

یا مرے کہنے کا یقین نہ تھا — کہ جہنم گناہوں کی ہے سزا

یا نڈر تھا تو نارِ دوزخ سے — آنچ سے اوسکے خوف تھا نہ تجھے

تو نے دیکھی تھی آتشِ[21] دنیا — اس سے بھی کم اگر اوسے سمجھا

تجھکو سب کچھ کیا عطا ہم نے — تو نے جو مانگا وہ دیا ہم نے

---

۱ ضرورت کی چیزیں ۲ رات کا کھانا ۳ بیچین ۴ خواہش ۵ وحصہ ملک ایک کلکٹر یا ڈپٹی کمشنر یا باصطلاح ریاست حیدرآباد دکن اول تعلقدار کے زیر حکومت ہوتا ہے ۶ اشارہ ۷ پالنا ۸ اقرار ۹ روٹی طعام خوراک ۱۰ مضبوطی ۱۱ دل ۱۲ دلیری ۱۳ قدرت رکھنے والا ۱۴ روزی دینے والا ۱۵ خبر رکھنے والا ۱۶ موجود ۱۷ نگران ۱۸ سننے والا ۱۹ دیکھنے والا ۲۰ تعریفیں ۲۱ آگ

مال و زر آب سرد و گرم طعام
خواب و خور عیش و راحت و آرام

جو دیا اپنے فضل سے وہ دیا
ورنہ حق تیرا کون ہم پر تھا

تو نہ ہٹ دھرمی سے پر آیا باز
حسن تدبیر پر تجھے تھا ناز

تھی ہمیشہ سے یہ تری عادت
تجھ پہ جب آئی تھی کوئی آفت

مارتا تھا کلہاڑی تو اکثر
اپنے ہاتھوں سے اپنی پاؤں پر

خود ہی تو ایسے کام کرتا تھا
اور لئے الزام ہم پہ دھرتا تھا

دشمنوں سے بچائی تیری جان
تجھ پہ بے انتہا کئے احسان

نہ ہوا اتنا بھی مگر تجھ سے
کبھی اقرار اپنے منہ سے کرے

یہ ڈھٹائی یہ تیری ہٹ دھرمی
نعمتیں کھا گئے اور ناشکری

جتنا میں رحم تجھپہ کھاتا تھا
تو دلیر اتنا ہوتا جاتا تھا

کیا نہ تھی موت کی خبر تجھکو
تھا گھمنڈ اپنی زیست پر تجھکو

سب ترا بند و بست ہم نے کیا
نیست سے تجھکو ہست ہمنے کیا

لے ہمیں سے تغافلت تیری
اور ہمیں سے ہوا تنی بےخبری

اسقدر ہو گیا تھا تو خودسر
زندگانی چند روزہ پر

اسقدر کبر اسقدر نخوت
سمجھا تھا خارج از عبودیت

ہم حفاظت کریں تیری ہر دم
رہیں ہر حال میں نگہبان ہم

تھا ان احسانوں کا یہی بدلا
نہ ہمیں بھول کر بھی یاد کیا

جبکہ تھا تو ضعیف و لا یعقل
جب تو نادان تھا اور تھا جاہل

۱ ٹھنڈا پانی ۲ سونا ۳ کھانا ۴ نیست یعنے عدم ۵ ہست یعنی وجود ۶ لباس انسانی ۷ مغرور ۸ تھوڑے دن ۹ غرور ۱۰ بندگی ۱۱ بیوقوف ۱۲ ان پڑھ

تجھ میں اتنی بھی جب نہ تھی طاقت
کر سکے خود سے نقل[1] و حرکت

بیخبر تو تھا اور ہم تیرے ساتھ
جانتا تھا نہ وہ نہ باپ نہ ماتھ

ہر زمانہ میں لی تھی تیری خبر
تجھکو پالا تھا دودھ پلوا کر

مرتبہ تن کا تجھسے بڑھا ہوا تھا
نازبردار[2] تیرا اونکو کیا

دلمیں مان باپ کی محبت دی
اور تیرے پالنے کی خدمت دی

اُن کو تیرا نگہبان کیا
پالا پوسا تجھے جوان کیا

سب یہ اونا سپاس[3] تجکو دی
عقل و ہوش و حواس تجکو دی

اکثر اونکو جو اور تجھسے حیوان[4]
کر دیا تیرا تابع فرمان[5]

اسلئے یہ دیتھی تجھکو شرف
نہ کرے رخ بھی تو ہماری طرف

نہ اگر دم کے دم ہوا کھاتا
بس وہیں تیرا دم نکل جاتا

آب و دانہ بغیر دو دن بھی
نہ کبھی تیری زندگی ہوتی

تجکو سب نعمتیں عنایت کیں
خوان نعمت سے اپنے ہم نے دیں

اسپہ یہ تیری ہیکڑی خودسر
تیرا قرضہ ہے جس طرح ہم پر

شکر لب پر کبھی نہ لاتا تھا
کھا کے نعمت تو بھول جاتا تھا

سارے احسان تجکو یہ بھولے
تھا تجاہل[6] ہمارے ساتھ تجھے

منہ پہ آنکھیں تھیں اور اندھا تھا
کان رکھتا تھا اور بہرا تھا

چاند سورج زمین فلک تارے
بحر[7] بر[8] پھول پھل شجر[9] سارے

عطر و ملبوس[10] و گوہر[11] خوش آب
مال و زر اور جواہر نایاب

الغرض ہم نے تیرے دم کیلئے
سارے سامان عیش جمع کئے

۱ چلنا پھرنا ہلنا ۲ ناز اوٹھانیوالا ۳ ناشکرا ۴ جانور ۵ مطیع ۶ عزیز کی ۷ خدمت ۸ دریا ۹ خشکی ۱۰ درخت ۱۱ کپڑے ۱۲ موتی

ہم نے سب کچھ اٹھایا ناز تیرا
اور تو منحرف رہا ہم سے

ہم اگر چاہتے تو اک چھینٹی
نہیں فنا کرنے کو تیرے کافی

ہم نہ کرتے اگر تیری امداد
تھا تیرے جسم ہی میں اتنا فساد

تیرا دشمن تھا خود تیرے گھر میں
وہی کرتا ہلاک دم بھر میں

ہم محبت کریں عداوت تو
ہم عنایت کریں بغاوت تو

کیا کیا تو نے اور ہم نے کیا
یہ صلا تھا جو تجھسے ہم کو ملا

پہلے ہی تجھکو یہ خبر دی تھی
تجھسے تاکید ہم نے کر دی تھی

روح تیری کہ میری ہے ودیعت
پاس تیرے میری امانت ہے

صاف شفاف روشن و پر نور
نورانی تجلی سے بس تھا معمور

ایک جوہر تھی پاک اور لطیف
تجھ سے اسکو ہوئی کثیف

سو نہ تھا ہوں تیری فنا میں
نہ خیانت ہو اس امانت میں

آج تو روح جو آیا ہے
اوسکی حالت جو کچھ کہ لایا ہے

اوسکو ظلمت بنایا تو نے
دن کو تو نے کیا شب تیرہ سا

ذرہ جیسے آب و تاب کر لایا
روح کو تو خراب کر لایا

گھر یا تھا جہاں یہ یوں رہنا
جس طرح سے مسافران سرا

تو نے اس کے خلاف میں یہ کیا
ایسا سمجھا کہ گھر میں جا کا

تو تو سمجھا تھا اسا فرستا
مستقل بت ...

جانا تھا تجھ کو جہان سے جانا
کچھ پلٹ کر نہ دیکھنا تھا

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

ناگوار اسقدر تھا یاں آنا — نام سے آنے کی جی جل جانا

کھیل میں جی تیرا بہل جاتا تھا — موت سے دم تیرا نکل جاتا تھا

متنفر[1] تھا تو عبادت سے — بھاگتا تھا ہماری طاعت سے

اور دکھاوے کو گر نماز پڑھی — حالت اسوقت ہوتی تھی تیری

تھا عبادت کا تیری یہ آئین[2] — تو کہیں اور دل ترا تھا کہیں

تھا نمازوں کا حال سب خالی[3] — سجدہ سہو[4] سے نہ تھیں خالی

جتنے دنیا کے ہیں غرض و مند[5] — سب اُسی وقت یاد آتے تھے

پڑھتا تھا تو نمازیوں جلدی — جس طرح گھاس کاٹتا ہو کوئی

تھی عبادت میری یہاں تجھ سے — کچھ نہ قرأت[6] کا تھا خیال تجھے

نہ رکوع و سجود ہی تھے درست — نہ قیام و قعود ہی تھے درست

ہوتا تھا سہو کا نہ فکر و ملال — نہ فضیلت کی سنت کا تھا خیال

زندگی بھر رہا یہی دستور — تھا فقط اپنا جی بہلانا منظور

---

۱ نفرت کرنیوالا ۲ طریقہ ۳ روش ۴ مطلب پرست ۵ نماز میں قرآن پڑھنا ۶ بھولنے سے یعنی جو
کے شمار میں سہو ہو جاتا تھا مسئلہ شرعی شکیات نماز کا یہ ہے کہ اگر دو رکعت نماز واجب مثل صبح و سفر جمعہ و عیدین و گہن
و سورج گہن میں سہو یا تین رکعت والی نماز مغرب میں سہو ہو تو نماز باطل ہے اگر یہ سب چار رکعت والی نماز میں مثل
ظہر و عصر و عشا کی ہیں ان میں اگر پہلی دو رکعتوں میں سہو ہو جب بھی نماز باطل ہے بعد دو سجدوں کے تین اور دو رکعتوں میں
اگر شک ہو اور شک دو سجدوں کے بعد ہوا تینے اگر تیسری رکعت یقین کر کے ایک رکعت فرض کرنا چاہیے اور نماز تمام کر کے
ایک رکعت نماز کھڑے ہو کر دو رکعت بیٹھ کر اس شک کے بعد پڑھنا چاہیے تین اور چار رکعتوں میں دو سجدوں کے
یا پہلے شک ہو تو چوتھی رکعت قرار دینا چاہیے اور ایک رکعت سہو نماز کی بجالانا چاہیے اگر یہ شک ہو
کہ دو رکعتیں ہوئی ہیں یا تین یا چار اور دو سجدوں کے بعد شک ہوا ہو تو چوتھی رکعت قرار دے کر نماز تمام کرے دو رکعتیں بیٹھ کر بجا
لانا لازم ہے اگر دو تین چار رکعتوں میں شک ہو دو سجدوں کے بعد تو پہلے چوتھی رکعت قرار دے کر نماز تمام کرے دو رکعتیں اور پڑھنا
فرض ہے کھڑے ہو کر اور دو رکعتیں بیٹھ کر جب نماز درست ہوگی چار اور پانچ رکعتوں میں شک ہو دو سجدوں کے بعد تو نماز ختم کر کے
دو سجدہ سہو بجالانا چاہیے سجدہ سہو کی ترکیب یہ ہے کہ مثل نماز کے تکبیر کہہ کر دو سجدے کر کے تشہد پڑھ کر سلام پڑھنا چاہیے
اگر درمیان دو سجدوں کے چوتھی اور پانچویں رکعت میں شک ہو یا سجدوں کے قبل رکوع مثل سجدہ [illegible] یا قبل رکوع شک ہو کہ چوتھی اور یا پانچویں رکعت
[illegible]

سال بھر سیر ہو کے کھاتا تھا — اور جو ماہ صیام آتا تھا

تیری حالت پہ رنج تھی آتش — تیس روزے بھی ہو گئے تھے دوبھر

کبھی ناحق سفر کو جاتا تھا — اور مرض کا کبھی بہانا تھا

حکم روزوں کا تھا جو ہم نے دیا — وہ بھی کب مصلحت سے خالی تھا

بھوک کا یاد بیکسوں کی ہو — قدر نا نعمتوں کی ہو تجھکو

منکسر بھی کرے طبیعت کو — نفع بھی پہنچے تیری صحت کو

یوں تو دنیا کے کاموں میں کبھی آتش — کھانا کھاتا نہ تھا تو دن بھر

اس میں تو خوش تھا تجھکو رغبت تھی — کچھ گلا تھا نہ کچھ شکایت تھی

میرے روزے تجھے تھے کھانے کو — کبھی اٹھتا نہ تھا نہ کھانے کو

صبح سے شام تک ہر اک لحظہ — بھوک کا شکوہ اور پیاس کا گلا

جھینکتا پیٹتا کبھی روتا — شدت ضعف و ناتوانی کا

وقت افطار روزہ کھولا ادھر — چارپائی پہ گر پڑا تو ادھر

ایک ہی دن میں ایسا حال ہوا — جسم میں تیرے دم نہ تھا گویا

حرص اتنی تھی مر گئی تیری — نہ کبھی ختم ہو لی تھی سیری

لو لگی ایسی تجھکو عید کی تھی — جیسے قیدی کو چھوٹنے کی خوشی

یہ نمازیں تیری ہیں بیدلی سے — سب پہ طالب ہے اجر کا ہم سے

اپنے احکام سے جو سرکشاں — تا کہ تو بات سے نہ انجان

وہ جو سب کا ساتھ آنت میں — سے کے کام آئے جو مصیبت میں

ساہ یعنی بحکم خدا سفر جائز نہیں روزہ رکھنا جس سے مگر بلا ضرورت و تاب بر سفر بھی ما تا رمضان میں جائز نہیں ہے
اور مریض کو بھی روزہ واجب نہیں ہے سے پیٹ کا ... ملنے والا ... مزدوری۔
شہ نا واقف، بھولا

تیرا ہمسایہ فاقہ کرتا تھا | اور تو پیٹ اپنا بھرتا تھا
تو نے ایذا کسی کی کب جانی | کب پلایا تھا پیاسونکو پانی
رات وہ جاڑوں کی وہ سرد ہوا | دانت سے دانت جسمیں بجتا تھا
یوں پڑوسی تیرے بسر کرتے | تاپ کر آگ کو سحر کرتے
تجھکو کس کا خیال ہوتا تھا | تان کر تو لحاف سوتا تھا
حق نے جو تجھکو مال و زر تھا دیا | تو نے بیجا سب اسکو صرف کیا
نفس امارہ کا رہا بندا | نہ شفا خانوں میں دیا چندا
نیک کاموں میں یوں بخیل رہا | مدرسوں کا نہ تو کفیل رہا
در پہ تیرے وہ سر کو پٹکتا تھا | اور سائل کو تو جھڑکتا تھا
تجھکو تدبیر پہ جو تھا تکیہ | کچھ بھی تقدیر کا خیال نہ تھا
دوسرے سے تجھے تو رنج تھی | یہ نہ سمجھا کہ ہے خدا بھی کوئی
ہوئی کوشش نہ بکار کسب ہم | اوس گھڑی تجھکو یاد آئے ستم
گر خدا کی وساطت تیری | ہوئے محتاج غیر کی طاعت کی
تو اٹھا لیتیں آنکھ اور جو ہنر | تو نے باقی رکھی تھی کون کسر
کی نہ فرمان کی میری عزت | کی نہ کام کی میری حرمت
تو نے اپنا نمونہ دکھلا کر | دوسرے بندوں کو کیا ابتر
اپنے بچوں کو بھی کیا گمراہ | ہوئے برباد وہ بھی تو بھی تباہ

۱ پڑوسی ۲ پیاسے کو پانی پلانا بڑا ثواب ہے جسکی پرسش روز حشر ہوگی یعنی کسی پیاسے کو پانی نہیں پلایا ضرور ہوگی خدا لعنت کرے اون اشقیاء پر جنہوں نے اپنے نبی کے نواسے نور نظر جگر تشنہ کو کربلا میں تین دن بھوکا پیاسا رکھا اور بے گناہ شہید کیا ۳ انسانی نفس جو بدی پر رغبت کرتا ہے ۴ دوا خانہ خیراتی ۵ عام لوگوں کا خیراتی مکان ۶ کنجوس ۷ مدد دینے والا ۸ آیت قرآنی کا اسلوب ۹ تقدیر کو حیرت ہے ۱۰ بیہودہ ۱۱ کام نہ آئے ۱۲ بادشاہی ۱۳ کہی ۱۴ حکم ۱۵ عزت بزرگی ۱۶ یعنی جو تو نے کیا وہی تیرا تھا

لوگ اُس راہ[1] سے گزرتے تھے
سامنے تیرے روز مرتے تھے

کیا نہ اتنا بھی تو سمجھتا تھا
کہ مجھے بھی ہے ایکدن مرنا

تجکو خود کتنا انقلاب[2] ہوا
طفلی[3] و پیری[4] و شباب[5] ہوا

موئے سر بھی تجھے وبال[6] ہوگئے
دانت ٹوٹے سفید بال ہوئے

پھر بھی دیکھے تجھے سوتا
ہم نے غافل جگایا بہتیرا[7]

منہ پہ پانی کے چھینٹے بھی دیکر
ہم نے جھونکایا ہے تجھے اکثر

سو رہی تھی مگر تیری قسمت
لی نہ کروٹ بھی واہ رے غفلت

کبھی جاگا نہ عمر بھر سویا
کل جو ہنستا تھا آج تو رو دیا

چشم پوشی[8] بھی ہمکو مد نظر
سخت گیری[9] بھی کردی تو کیسر

اپنے بندوں پہ جیسی الفت تھی
گو ہمیں ہر طرح کی قدرت تھی

حال اُنکے دلوں کا تھا ظاہر
موت اور زیست پر تھے ہم قادر[10]

درگزر کرتے والا نسیم صبا
نہ تو ہوگا کبھی نہ ہے نہ ہوا

کی جہاں ہم سے معذرت[11] جسنے
عمر بھر کے گناہ بخش دیئے

نہ انابت[12] کا جسنے کیا اظہار
توبہ کرنے بھی تو لی جسنے عار[13]

نہ ملا پھر بہانہ رحمت کو
حیلہ ہاتھ آیا کچھ نہ رافت[14] کو

جوش میں گو ہمارا رحم آیا
نہ محل[15] صرف کرنیکا پایا

اوسکی بندے سے ہو گئی الفت
جسکو بھی نسبت عبودیت

رحم کے گود میں بھی لیتے تھے
جرم بھی اوسکے بخش دیتے تھے

---

[1] دنیا [2] الٹ پلٹ [3] بچپن [4] بڑھاپا [5] جوانی [6] بال [7] بارہا [8] آنکھ بند کرنا [9] مضبوط پکڑ
[10] قدرت رکھنے والا [11] عذر خواہی [12] پرہیز [13] مہربانی [14] رحمت [15] جگہ

اپنے بندے سے گو محبت تھی — لیکن اوسکی بڑی شکایت تھی

کون ہیں ہم نہ یہ بھی پہچانا — ہمکو معبود بھی نہ گردانا

دل میں سمجھا کیا یہ خانہ خراب — ہے خدا میرا عالم اسباب

کچھ نہ احکام سے ہمارے تھی رغبت — پر عمل کرنا تھا نہ تو بدبخت

ترک کے سود کو منع کب تھا کیا — کھاتا تھا نیک جو تجھے ہم کب روکا

کیوں اونہیں پھر بجا نہ لایا تو — اب بھی بد نفس ہے نہیں کیا تو

سوچ تو دلمیں اپنے اے بدبخت — اب تمنا ہے جس نجات کی سخت

زیست میں اسکی پھر لی گر پروا — کف افسوس آج کیوں ملتا

اتنا بھی تجکو تو ہوا نہ خیال — جتنا اک پیسہ گر گیا تھا یا لال

تھوڑے سے نقصان میں تھا پچھتاتا — اک ذرا سے ہی غم میں کہتا تھا بین

چاہ تھی دل میں مال دنیا کی — دولت دین کی کچھ نہ پروا تھی

مال و زر کے زیاں سے تھا مضطر — پر زیاں دین کی تھی نہ خبر

ہوتی تھی جب کوئی نماز قضا — تجکو اتنا بھی غم نہ ہوتا تھا

جتنا ہوتا تھا تجکو اوسکا ملال — ٹوٹتا تھا جو کوئی جام سفال

اب وہ بیہودگی اور نہ غفلت ہے — آج تجکو بڑی ندامت ہے

مگر اب کیونکر اسکا پائیگا بدل — ہے یہ دار الجزا کہ دار عمل

یہ بیہودگی سے ہے تیری پیدا — پھر جواب اس کا دے نہیں سکتا

ختم کرلیتے ہیں ہم مگر حجت — خیر اب دیتے ہیں تجھے مہلت

---

۱ فطرت و ہر شئے بار آنکو ملا ۲ تو ہین انقلاب ۳ بالعرب ۴ بدنصیب ۵ بخشش ۶ ہتھیلی ۷ ذرہ ۸ نقصان ۹ مٹی ۱۰ بدلہ لینے کا گھر ۱۱ اعمال کا گھر

سیجئے اور دیکھئے ناداں اشتمال	اب جو چاہے جسے پھر کرینگے سوال
دیگا اسکا جواب اگر معقول	فضل و رحمت سے ہم کرینگے قبول

فصل دوم

خواب سے بیدار ہو کر نصوح کو اپنے اور اپنے خاندان کے لایعنی زندگی پر سخت تاسف ہوا اور اس نے تلافی مافات کا عہد کرکے فہمیدہ اپنی بی بی سے ماجرائے خواب بیان کیا

اور اصلاح خاندان کیلئے اس کو مددگار بنایا

باپ کی اپنی دیکھکر حالت	چھا گئی دلپہ نصوح کے ہیبت
کھل گئی آنکھ خواب غفلت سے	دل پر ہراساں تھا اوسکا دہشت سے
دیکھتا کیا ہے پھر وہ نیک گمان	وہی تھا بستر اور وہی مکان کا سامان[۱]
پاس بی بی بھی اوسکی سوتی تھی	اور آہستہ پنکھا جھلتی تھی
جب یہ دیکھا میاں کی آنکھ کھلی	جان میں جان اسکے پھر آئی
یہ ہوا تھا جو سخت ایذا دیا	دل میں وہم اوسکے آ گئے کیا کیا
سو گیا تھا نصوح آہستہ	وہ سمجھی جاگا خواب غفلت سے
ڈاکٹر چھوڑ گیا تھا یہ شب سے	سب بلائیں ٹلی تھیں فرقت سے
سو رہے تو شروع تھا ہر شام	سمجھو نا کہ بچ گیا بیمار
پھر وہ سے جاگ گئے ہیں بہت تاخیر[۲]	شکر ہوا خوش وہ لوٹ دامن گیر[۳]

۱ کیفیت ۲ دیر ۳ دامن پکڑنے والا

ایک نے پھر تو ایک سے یہ کہا — تھی ہوئے ڈاکٹر کی کیسی دوا
کیجئے تدبیر اب کرو جھٹ پٹ[1] — وہ بھی پر ہوگئی نہ لی کروٹ
سو طرف اب خیال جاتا ہے — دیکھئے ہوش کیونکر آتا ہے
اتنے میں جو تڑکے جاگ اٹھا — شکر خالق کیا سبھوں نے ادا
بولی بی بی مزاج کیسا ہے — جلد بتلاؤ جی تو اچھا ہے
اچھے سوتے ہوئے نہ تمکو خبر — رونا پیٹنا رہا گھر بھر
صبح سے ہے یہاں بپا کہرام — دانہ پانی ہوا ہے سب کو حرام[2]
تم جو ہو تو دل کو چین پڑے — کیسے لے تاب سب ہیں چھوٹے بڑے
لڑکیوں کے دلوں کو دو تسکین — روتے روتے ہیں آنکھیں [illegible]
گو کہ اس نے بہت کیا اصرار — پر نہ بولا لفظ کچھ زنہار
ہمہ تن تھا خیال اسکا ادھر — واقعہ خواب کا تھا پیش نظر
غوطہ زن تھا وہ تم تفکر میں — تھا وہ غلطان اسی تصور میں
دل سے رہ رہ کے اپنے وہ کہتا — تھا یہ الہام کوئی خواب نہ تھا
تھا غضب ہوا وہ خوش کردار — یاد آیا جو باپ کا انکار
کی یہ خود اپنے حال پر جو نظر — ہو گیا پھر اپنے دل سے وہ مضطر
مجھکو مرحوم نے کیا تھا نصیحت — اون سے بد تر ہے میری سب حالت
وہ مجھے کہتا تھا اور تو خوش کردار — خوش چلیں خوش معاملہ دیندار

۱ جلدی ۲ یعنی کچھ نہیں کھایا ۳ غمزدہ ۴ بالکل ۵ غوطہ لگانا ڈوبا ۶ فکر ۷ [illegible]..... ۸ لوٹتا ہوا ۹ الہام غیب سے جو بات دل میں آئے [illegible] ۱۲ مجبور ۱۳ رخصت کیا گیا مردہ کو کہتے ہیں ۱۴ صاحب استطاعت لیجئے گناہوں سے بچنے والا ۱۵ معاملہ کا اچھا

پر عیاں مجھ پہ ہے یہ سب راز ۔ گر پڑے بھی تو گنڈے دار نماز [1]
الکسائی [2] ذرا طبیعت اگر ۔ نہ صلوات [3] عشا پڑے اکثر
جب ہوئی فرصت اور چاہا جی ۔ پڑھ لی ظہرین [4] کی نماز کبھی
سو یا کرتا تھا پاؤں پھیلا کر ۔ نہ پڑھی عصر [5] پھر نماز سحر
نہ ہوا کوئی امر اگر مانع ۔ گئے جمعہ کو مسجد جامع [6]
جو ذرا دھوپ میں ہوئی تیزی ۔ جانیکا پھر نہ چاہتا تھا جی
پر ہمیشہ سے یہ رہا دستور ۔ عید کی پڑھتا تھا نماز ضرور
فکر تھی صبح سے نہانیکی ۔ تھی خوشی عیدگاہ جانیکی
تھا بہت اشتیاق میلے کا ۔ سر میں پڑتا تھا تیل بیلے کا
جا کے مسجد میں دل یہ کہتا تھا ۔ کہیں جلدی سے ہو نماز ادا
ایسے طاعت کی تو یہ حالت تھی ۔ جن میں تکلیف تھی نہ زحمت تھی
جس عبادت میں کچھ بھی تھی ایذا ۔ جس طرح سے زکات یا روزا
اوسمیں پہلی ہی سے کوئی تو ۔ سوچ لیتے تھے حیلۂ [7] شرعی
وہ جو آیا مہینہ شعبان کا ۔ ڈرتے سے روزون کے یان تھا پہرا
سب سے پڑھ کر یہ نسخہ تھا آسان ۔ دوڑ کر پہنچے ہم طبیب کے یان
کبھی پوچھی دوا حرارت [8] کی ۔ کبھی معدہ [9] کی کچھ شکایت کی

---

[1] ایک دن پڑھی ایک دن نہ پڑھی [2] سست ہوئی [3] نماز [4] عصر کی نماز وقت ظہر دوپہر ڈھلے ہی سے شروع ہوکر غروب آفتاب سے صرف چار رکعت عصر پڑھنے کے قبل ختم ہوجاتا ہے عصر کا وقت ... کے بعد ہی شروع ہوکر مغرب کی نماز کے وقت ختم ہوتا ہے۔ ظہر کی نماز چار رکعت اور عصر کی بھی چار رکعت ہے مغرب کی نماز تین رکعت عشا کی چار رکعت ہے۔ نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب کے بعد شروع ہوکر قریب نصف شب کے رہتا ہے یعنی چار رکعت عشا کی قبل تک عشا کا وقت نماز مغرب کے بعد ہی شروع ہوکر آدھی رات تک باقی رہتا ہے ظہر و مغرب کی نماز کے بعد صرف ایک تسبیح فاطمہ علیہ السلام کا وقفہ عصر و عشا کی نماز شروع کرنیکے لئے کافی ہے
[5] نماز سحر کی دو رکعتیں ہیں وقت نماز صبح صادق سے طلوع آفتاب کے قبل تک رہتا ہے
[6] وہ مسجد جہاں نماز جمعہ ہوتی ہے [7] حیلۂ شرعی بہانہ جسکی اجازت شریعت میں ہو [8] خفیف بخار [9] [illegible]

پیشتر سے یہ بند و بست کیا
منتر جو نکالا لگا دیا لگا

اپنے نزدیک بچا یہ کیا شغل
رمضان آتے ہی لیا مسہل

اپنے آگے گئی تھی کوئی نہ بڑی بات
ٹال دیتے تھے اس طرح سے زکات

جب بقدر نصاب جمع ہو زر
اور اک سال یوہیں جا کے گذر

اور یہ حکم زکات ہے جاری
ہے یہی حکم ایزد باری

ہم یہاں ایک سال کے اندر
کرتے تھے بی بی کو ہبہ وہ زر

شرط ہے اک زکات میں بھی
زر مسکوک کی بھی قید لگی

اتنا حیلہ ملا تو جب کیا تھا
مول لے لیتے رکھ دیا سونا

آج تک وہ کبھی نہ سمجھے زکات
کچھ نہ کچھ سوچکر نکالی بات

شرک اور کفر کے قریب رہا
دین و ایمان سے بے نصیب رہا

اپنے تو نامہ عمل میں کہیں
عمل نیک کا پتہ بھی نہیں

نظر آئی کبھی اگر کوئی نیکی
تو کسی کام کی نہ وہ نکلی

کسی محتاج کو کبھی جو دیا
اک زمانہ سے اوسکا گلہ کیا

کار پوشیدہ کا کیا اظہار
اپنا احسان جتایا سو سو بار

نہ کیا کچھ بھی خوف رب قدیر
اوسکو سمجھا کیے ذلیل و حقیر

یوں اکارت کیا ثواب کو بھی
بلکہ بدعو کیا عذاب کو بھی

فائدہ مند یہ عمل کیا ہو
مغش کیا ہے طلائی خالص کو

سلہ یہ دوا قبل جلاب کے مادہ فاسد جمع کر کے دفع ہونیکے واسطے پلائی جاتی ہے سلہ جلاب
سلہ وہ تعداد رقم مسکوک جسپر زکات دینا واجب ہو جاوے یعنی ۵۲ اور سال بھر جمع رہنا بھی
شرط ہے سلہ یعنی چاندی و سونا جسپر حکومت بادشاہ کا نام چھپہ کیا گیا ہو سلہ خدا کا شریک
دوسرے کو گرداننا سلہ صدقہ چھپا کر دینا چاہئے کیونکہ مستحب ہے زکات واجب ہے

ہے وہ نیکی بدی ثواب گناہ
جو عمل ہو نہ قربتاً للہ

ان خیالات سے بضیق دل
تڑپا سینہ میں صورت بسمل

جنبشی کرتا تھا اس میں فکر نصوح
اونچی سی کانپتی تھی اوسکی روح

پس ہوا دل پہ کچھ اثر ایسا
اس نے بے اختیار رو کے کہا

اے غفور الرحیم و رب انام
خالق ذوالجلال والاکرام

مجھ سے بڑھکر نہیں کہاں ہوگی
پر گناہ و معاصی و وقاحی

نہ ہوا ہوتا کاش میں پیدا
معصیت پر نہ معتقد ہوتا

یا مصیبت ہی ایسی کچھ پڑتی
ملتی مہلت نہ سر اٹھانیکی

میں گنہ کرنیکو رہا زندہ
بجلی ٹوٹی نہ آسمان گرا

پاک دنیا سے ہو گزر جاتا
بچپنے میں ہی کاش مر جاتا

بچ گیا آہ بچپنے کرکے بھی
بچپنا کتنی زندگی سے بہتری

مجھ پہ لعنت ہے اب گنہ جو کروں
بلکہ اوسکے قریب بھی بھٹکوں

اس سے مرجا بدر رہا بہتر
لعنت ہے کمبخت الٹی سمجھ پہ

سوچتا تھا کبھی وہ نیک خصال
کیا کروں میں تلافی مافات

عدل و انصاف سے یہ بات ہے دور
نہ سزا پاؤں اور کروں میں قصور

اب وہ مرنے کو کیا سمجھتا تھا
ایک آدنی سزا سمجھتا تھا

وہ مرا جاتا تھا ندامت سے
لوگ سے بچتا تھا اوسکی صحبت سے

کبھی مالک سے اپنی کہتا تھا
نیک توفیق کر تو مجھکو عطا

سے خدا کے لئے ۔ سے بخشنے والا و رحم کرنیوالا ۔ سے گناہگار ۔ سے حقدار کرنیوالا ۔ سے صاحب اختیار ۔ سے رحمت خدا سے دور ۔ سے ٹھوکر کھائی ہے ۔ سے گذری یا توبہ کا بدلہ ۔ سے کم ۔ سے شرم ۔ سے اچھا ہونا ۔ سے ہدایت ۔

دل میں بھردی تجلی[1] ایمان
رہیوں تا زیست تابع فرمان

شرم جرم و گناہ ایسے بڑھے
صدق[2] دل سے دعا توبہ[3] پڑھے

اپنے گھر کا جو پھر خیال آیا
ان سلیحوں کا نظر بال آیا

خوب برباد یوں کے ڈھنگ میں ہیں
بی بی بچے سب ایک ننگ میں ہیں

دھیان جب یہ لصحیح کو آیا
دوسرا اور اک ہوا صدمہ

خبر ہیں تو ہوا ابھی تھا گمراہ
کیا اونکو بھی اپنے ساتھ تباہ

تھا یہ میرا قصور میری خطا
مفت ڈوبے یہ بندگان خدا

آجتک تجھے خبر نہ لی انکی
کچھ نہ اصلاح کی کیئی انکی

تھا میں اس گھر کا مالک[4] و سردار
نیک و بد کا میں اونکی تھا مختار

کردیئے تجھے سپرد میرے آہ
تو نے لے اپنے لطف سے آ اللہ

کیا ضایع تیری ودیعت کو
کردیا میں تلف[5] امانت کو

تھے جو میرے مطیع اور منقاد
یہ مجھے دیکھکر ہیں ہوئے برباد

میں نگہداشت[6] انکی گر کرتا
کیوں اب افسوس اسقدر کرتا

یہ جو بگڑے تو ہوگا بد یہ اثر
انکی نسلیں بھی ہونگی سب ابتر

میں نے اولاد سے عداوت کی
بیٹے بویا جہاں میں تخم[7] بدی

[1] روشنی [2] سچے [3] دعائے توبہ یعنے وہ دعا جو ترک گناہ آیندہ وعفو گناہ گذشتہ کے لئے پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ اُشْهِدُكَ یَا اَللّٰهُ وَجَمِیْعَ اَنْبِیَائِهٖ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَحَمَلَةِ عَرْشِهٖ وَجَمِیْعَ خَلْقِهٖ اِنِّیْ تَائِبٌ نَادِمٌ عَلٰی مَا سَلَفَ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْمَعَاصِیْ وَمُعْتَرِفٌ بِهَا اِنِّیْ عَازِمٌ عَلٰی اَنْ لَّا اَعُوْدَ وَالْهَوَاءِ وَقَدْ عَاهَدْتُ اللّٰهَ تَعَالٰی عَلٰی ذٰلِكَ فَكُنْ عَلَیَّ شَهِیْدًا فِیْ عُنُقِیْ یُطَالِبُنِیْ بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ ہمیشہ یہ دعا پڑھنا چاہئے اور عمل کرنا چاہئے
[4] افسر [5] ذائع [6] برباد [6] خبرداری [7] خراب [7] بیج برائی کا

عادتیں ہیں یہ نیک بندوں کی — دے کے بچوں کو تربیت اچھی
آخر اس کا خدا سے پاتے ہیں — نیک اولاد چھوڑ جاتے ہیں
میں برا تھا تو میری بعد مرے — ہوگی دنیا میں یادگار بدی
نسل میری جہاں میں پھیلی گی — بابرائی جہاں میں پھیلی گی
جائیں گے جب یہ پیش خدا — اور کہیں گے ہماری کیا ہے خطا
کس نے ایمان کی ہم کو دی تعلیم — کس نے کی راہ نیک کی تفہیم
اشکوں سے منہ رخ دھو یا — زور سے چیخ مار کے رویا
دل سے اقرار دوسرا جو کیا — عہد اصلاح خاندان کا وہ تھا
کی دعا پھر کہا اے خدائے احد — اس ارادہ میں کر تو میری مدد
کر دے مضبوط میرے قلب و جگر — پھر دے میرے کلام میں تو اثر
پھر یہ سوچا نصیحت خوش گر — نہیں آسان یہ کام ہے دشوار
مجھ اکیلے کی جان ایک طرف — اور سب خاندان ایک طرف
کام تنہا یہ ہو نہیں سکتا — تخم اصلاح بو نہیں سکتا
اک جوان صف کو توڑ سکتا — اک جتھا پہاڑ پھوڑ سکتا ہے
بس بیان وہ مری مثل ہو گی — جیسے نقارہ خانہ میں طوطی
سوچ کر پھر نکالی یہ تدبیر — ان میں سے اک کو کر لوں اپنا مشیر
مجھ کو ملا کرے وہ یار میرا — ہو معین و صلاح کار مرا
کہا دل نے ہے کس لئے مضطر — نہیں بالی ہے کوئی بہتر

۱ تعلیم ۲ خدا کے آگے ۳ سمجھانا ۴ درستی ۵ ایک ۶ بیچ ورتی کا
۷ نوبت خانہ ۸ صلاح مشورہ دینے والا ۹ مددگار

کچھ بھلائی خدا کی کر لی تھی
جب ہوئی تھی نصوح کی شادی
اون دلون میں شروع کچھ چرچا
طبع ہو کر نکل رہی تھیں جدید
ایسی باتون کا تھا نصوح کو ذوق
دیکھکر اوسکو ہو گیا تھا یقین
کچھ مضامین کہیں سے پڑھ پڑھ کے
بات یہ ہے جو بات ہو اچھی
اوسکی بی بی نے بھی کیا تسلیم
پھر وہ اپنے میان سے پڑھنے لگی
لکھنے پڑھنے لگی تھی وہ خوش خوش
جب سے اب تک یہ حال تھا اوسکا
ہو لی لکھ پڑھ کے اب سنجیدہ
اوسکا سمجھانا ہی بہت آسان
بچّون میں جنکی عمر ابھی چھوٹی
شکل اوسکی ہے جیسا نانا ہے
کہنے میں بات کی سنے پدر کی ہیں

کہ وہ تھوڑا بہت تھی لکھی پڑھی
کی تھی خالق نے خانہ آبادی
لکھنے پڑھنے کا عورتون کے تھا
کچھ کتابیں بھی عورتونکی مفید
سیر کا تھا کتب کے بیحد شوق
عورتونکی جہالت اچھی نہیں
اپنی بی بی کو بھی سنائے تھے
سب کو معلوم ہوتی ہے وہ بھلی
عورتون کو مفید ہے تعلیم
عقل بھی رفتہ رفتہ بڑھنے لگی
پانچ ہی چھ مہینے میں اردو
کچھ نہ کچھ مشغلہ چلا جاتا
نام حق تھا نام فہمیدہ
دلمیں یہ سوچکر ہوا شادان
ہوگی اصلاح اونکی بھی جلدی
ایک بیٹی ہے ایک بیٹا ہے
دو تو وہ اپنے گھر کی ہیں

سلہ گھر آباد ہوتا سلہ جب کہ سلہ فی سلہ فائدہ پہنچانے والی سلہ چلنا پھرنا اصلاً
معنی نظر ڈالنا سلہ سے پڑھنا سلہ جمع مضمون سلہ قبول سلہ نیک طبیعت سلہ کام
سلہ سمجھدار سلہ راہ نصوح کا نام حقی عقلمند سلہ خوش

اونکو کیا گھری کو ئی کیا ڈلے
اب نصیحت سے اونکو لاحاصل[۱]
وہ کہیں گے نہیں کہا یا جان
تم نے جو کچھ سکھایا ہم نے کیا
سب بگڑ کر یہ ہوا وہ بے قابو
غم تھا اس بات کا زیادہ اسے
اور اون کی برائیان اکثر
دقتیں کہ بہت نظر آئیں
یا تو اونکو درست کر لون گا
پھر اوسے دفعتاً خیال آیا
نہ سمجھتا تھا اوسکو بھی آسان
تھا جو اوسکا ارادہ مستحکم
کچھ ہلاکت نہ کم اوٹھائی تھی
مگر اوس نے کہا یہ بی بی سے
شکر معبود کا بجا لاؤن

بیٹی بیٹا جو ہون برابر کے
پورے ہے طوطے نکا پڑھنا ہی مشکل
کیونکر سکھائے ہمارے لیے اوٹھان
کچھ ہمارا قصور ہے نہ خطا
ٹیکے حشمت نصوح سے آشنہ
بال بچے ہیں دو تو کے آگے
اکلی اولادیں کرینگی اثر
پھر یہ دو باتیں دلیں بھر آئیں
جیسے جی یا میں چھپ رہی دو لگا
سنبھلی بیٹی کا منجھلے بیٹے کا
اوسط تب سے بھی تھا نہ اطمینان
نہ کہ بار فلک سے ہوئی خم
طاقت ایسی حرج نہ آئی تھی
تھوڑا سا پانی گرم کر دو مجھے
غسل کر کے ادا نماز کرون

فہمیدہ

واہ کیا خوب تم نے اچھی کہی ‌ اک ذرا آ تو لے ہوا تا نائی

۱ بیکار ۲ یعنی بڑا لڑکا بڑی لڑکی نصوح کی ایسی حقیقت ۳ صاحب اولاد ہو گئی تھیں ۴ مشکلیں ۵ یک بیک ۶ مضبوط ۷ شکر کا بوجھ ۸ جڑھا ۹ مصیبت ۱۰ قابل پرستش ۱۱ ہٹانا ۱۲ طاقت

دلکو میرے تعجب یہ ہوتا ہے	ایسی جلدی نماز کی کیا ہے
ہیں تمہارا یہ مطلب اب سمجھی	اچھے ہونے کی نذر ہے مانی
ہوا نادم نصوح یہ سنکر	بس گھڑوں پانی پڑ گیا اوسپر
غرق دریائے انفعال ہوا	اور یہ دلمیں اوسے خیال ہوا
گھر کی بی بی ہے میری حیرت مین	عجب اوسکو ہے حق کی طاعت مین
ایسے مسلم پہ ہنستے ہیں کفار	میرے اسلام سے ہی کفر گزار
شرم سے رنگ چہرہ کا ہوا زرد	ہوا محجوب بھرکے آہ سرد

نصوح

میں جو ہوتا نماز کا پابند	اسقدر تم نہ ہوتیں حیرت مند

فہمیدہ

کچھ سمجھ میں نہیں یہ آئی بات	اسقدر رات کیوں ہے ذکر نجات
ہو تو لیجے دو پیسے نذر نیاز	بھاگی جاتی کہیں نہیں ہے نماز
کسلئے اسقدر ہے کلفت کی	تندرست اچھی طرح ہو لو لے
سن کے اس سے نماز کی باتیں	ہوا فہمیدہ سے یہ چین جبین
دلمیں اپنے مگر یہ پھر سوچا	کیا قصور اسکا ہے یہ میری خطا
یوہیں ہوتی ہی اوسکی رو نہ بنیاد	جسکا تھہرا ہو دین سے گرا

سله حیرت سله پیشکش یا وہ شئی جو باظہار عقیدت کسی تمنا پوری ہونیکے عہد میں کہا جائے –
سله جیب جانا سله محاورہ ہے یعنی شرم بہت آئی سله ڈوبنا سله شرم سله مسلمان سله کافر کی جمع
سله ننگ سله شرمسار سله تعجب سله کوشش سله درست +

نصوح

کچھ نہین خوف خالق قہار | کیا کہا تم نے توبہ استغفار
فرض بندون پہ ہے جو طاعت حق | اوسکی پروا نہ تھی کبھی مطلق
پھر بنا یا نصوح نیک اساس | لایا طاعت بجا [illegible]
کی نماز اوسنے اسطرح سے ادا | یون بھدب کھڑا تھا پیش خدا
جس طرح بادشاہ کے آگے | کسی خونی کو ہون پکڑ لاتے
ہیبت حق سے کانپتا تھر تھر | آنکھین نیچے کیئے جھکائے تھا سر
حال دل کچھ سے نہ تھا پنہان | عاجزی و فروتنی تھی عیان
توبہ گویا گنہ سے کرتا تھا | وہ جو کانپتا تھا و ڈرتا تھا
فرق عجز و نیاز کرتا تھا خم | جھکتا تھا جو رکوع مین پیہم
خاک پر گرکے کرتا تھا سجدہ | تاکہ حق عجز [illegible] ادا
طاعت حق وہ یون بجالایا | دیکھنے والون کو ترس آیا
کچھ دنون ضعف کی رہی شدت | رفتہ رفتہ پھر آگئی طاقت
تھی وہ تکلیف یا کہ راحت تھی | وہ علالت تھی یا کرامت تھی
درد ایسا تھا جو دوا نکلا | مرض ایسا تھا جو شفا نکلا
تھا وہ اندوہ باعث شادی | وہ تباہی تھی وجہ آبادی
خصلتیں بھی مزاج بھی بدلا | اب نہیں وہ نصوح پہلے جو تھا

[illegible] نام [illegible] ذات [illegible] نیک بنیاد [illegible] اوسکے [illegible] جس نے [illegible]
[illegible] چھپا [illegible] انکسار [illegible] بڑ بڑے کے [illegible] غم

سیر دلفریب سے بھی منہ موڑا — دوستون مین بھی ملنا چھوڑا

ہو گئے اب تو داخل طینت[1] — انکسار و تواضع و شفقت

پہلے سب سے الگ اوس رہتی تھی دور — ایک ہی یہ مزاج تھا مشہور

حال غصہ کا ہے یہ ادنیٰ سا — اوسکے بچے سمجھتے تھے ہوا[2]

تیور اسکے ذرا ہوئے جو کڑے — سہم جاتے تھے ڈر کے چھوٹے بڑے

کھانے کے وقت ایک آفت تھی — تیز یا کم نمک ہوا جو کبھی

اوس گھڑی کی تھی سیر قابل دید[3] — بس چھینا جھپٹ ہو گئے پیالے شہید[4]

[illegible] — بال بچون کو ہو گیا فاقا

[illegible] — کھانا پکا برا نصیبن کے گھر

بی بی سے منہ بنا ہوا خفگی — بچے تکو بات بات پر گھرکی

ہے وہی اب نصیبن نیک سیر — ڈھول سر پر بجے تو ہو نہ خبر

بلکہ بچون سے ہو کے رنجیدہ — چیختی پیٹتی تھی فہمیدہ[5]

باپ کا ہے نہ کچھ خیال نہ ڈر — شور کرتی ہیں کامنی جا کر

پا کے صحبت نصوح جیسا کھرا — اور گھر والون کو ہوا کھٹکا

غصہ ہر بات پر سوا ہوگا — اب مزاج اور چڑچڑا ہوگا

یہ عجیب ہے تو لوگ کہتے ہیں — اب اسی سے خموش رہتے ہیں

کسی وقت کہتے بھی نہیں — ہیں خفا ہنستے بولتے بھی نہیں

---

[1] دل میلا ہونا طبیعت [2] بچون کو ایک مہمل لفظ ہوا کہہ کے ڈراتے ہین تا کہ ڈر کر ... [illegible] بہت بری بات ہے بچون کے دل نازک ہوتے ہین ڈر جانے سے مختلف امراض پیدا ہونیکا اندیشہ اور بودا ہو جانا جوان ہو کر یقینی ہے [3] قابل دید [4] چینی کی برتن ٹوٹنے کی آواز [5] غصہ کا اندازہ [6] بیماری کی حالت مین بد مزاجی کا اظہار

دیکھیے کس کی شامت آتی ہے — دیکھیے کس پر آفت آتی ہے

برخلاف اوسکے تھی یہ کیفیت — اور سی اور ہو گئی حالت

ہو گیا تھا مزاج اوسکا سلیم — نرم دل بردبار اور حلیم

سامنے جو برا بھلا آیا — [illegible] تحمل لایا

ایک اسکا مزاج کیا بدلا — رنگ گھر میں ہر ایک کا بدلا

پہلے جو لوگ اس سے ڈرتے تھے — اب وہ اس کا لحاظ کرتے تھے

جنکو تھی پہلے نفرت و وحشت — اب وہی اس سے کرتے تھے الفت

پہلے آتے تھے لوگ شر میں — دیکھکر جو اسے عبادت میں

کی یہ اچھی نصوح نے تدبیر — خود بخود اونپہ بھی ہوئی تاثیر

منتظر یہ بھی تھا اسی کا مگر — اک ذرا لوگ ہو تو لیں خوگر

تب کروں اپنا انتظام شروع — ہو نصائح کا اہتمام شروع

جب سے بدلی تھی اسکی ہر عادت — آ گئی تھی پسند اوسے خلوت

اک الگ کمری میں یہ کوٹھے پر — بیٹھا رہتا اکیلا دن دن بھر

کوئی سمجھا یہ دیکھکر حالت — نہیں چڑھنی اوترنے کی طاقت

اور کسی نے کیا یہ دل میں خیال — آجکل [illegible]

جانے آنیکا اتفاق مگر — ہوتا تھا اوسکی بی بی کو اکثر

دیکھتی تھی ہمیشہ وہ مردانہ — کبھی چپ ہے کبھی ہے محو نماز

آخر اک روز اس نے یہ پوچھا — کیا کیا کرتے ہو یہاں تنہا

اسقدر آیا کرو کبھی نیچے — دل ذرا بال بچوں میں بہلے

سلہ نرم سلہ تحمل کرنے والا سلہ بامروت سلہ [illegible] سلہ نصیحتیں سلہ تنہائی سلہ رازدار

نصوح

آج پوچھا ہے تُم نے شکر خدا — جب سے بیمار ہو کے میں اُٹھا
تم نے سمجھے بدلے ہوئے میرے اطوار — سبب اوسکا کیا نہ استفسار

فہمیدہ

سچ کہا تم نے ٹھیک ہے یہ خیال — لیکن اسکا و مجھ سے پوچھو حال
گو کبھی بار دلمیں کی نیت — نہ ہوئی پوچھنے کی پر جرأت
کچھ بُرا ماننے کی بات نہیں — تھا تمہارا مزاج تیز بہت
ایک تو تھا بُرا آب و ہوا — جیسے کڑوا کریلا نیب چڑھا
ملتفت بھی نہ پایا تمکو ادھر — چھا گیا خوف اور ہم سب پہ
سب پہ تھے مزاج سے برہم — پھر یہ جرأت تھی پوچھ سکتے ہم

نصوح

[illegible] مزاج تند ہوا — شکر اللہ تم نے [illegible] لیا

فہمیدہ

کسکو منہ کھولنے کی تھی طاقت — بات کرنے کی کسکو تھی جرأت

---

۱ طریقہ ۲ پوچھا ۳ نیب جسے عوام نیم کہتے ہیں مثل ہے کڑوا کریلا نیم چڑھا یعنی کریلا خود کڑوا ہوتا ہے اوس کی بیل نیم کے درخت پر چڑھنے سے (کیونکہ نیب بھی کڑوی ہوتی ہے) اور بھی بدمزہ ہو گئی
۴ الگ دور

نصوح

خیر اچھا یونہی سہی بہتر — ان دنوں میں خفا ہوا کس پر
اب وہ غصہ مجھے نہیں آتا — لوگ کیا اسکا کرتے ہیں چرچا

فہمیدہ

پوچھتے ہو جو پہ تو مجھسے سنو — اک تعجب ہے اسکا گھر بھر کو
جتنے منہ اوتنی باتیں ہیں مشہور — سبھی کہتے ہیں اپنی اپنی حضور
ڈاکٹر نے دوا جو قبض[1] کی دی — چڑھ گئی ہے دماغ میں گرمی
رائے ہے سب کی ہو تمہارا علاج — ٹھیک اب تک نہیں ہوا ہے مزاج

نصوح

کان دھر کے جو تم سنو تو کہوں — نہ دماغی خلل[2] ہے اور نہ جنون
رہے ہر وقت ٹھیک میرے حواس — یاد سب ہے نہ تھا کوئی میرے پاس
ڈاکٹر نے دوا پلائی تھی — تب ذرا نیند مجھکو آئی تھی
پھر بیان ماجرائے خواب کیا — سب عیاں دل کا اضطراب کیا
پڑ گئے مردوں کی قلب سے نرمی — شور تو تھے دونوں میں ہنسی کی
جب ہی تعلیم مذہبی[3] کا اثر — جلد کرتی ہے انکے دل میں اثر
سنکے شوہر سے ماجرائے خواب — ہوئی فہمیدہ مضطر و بیتاب
خوف حق اسقدر ہوا طاری — غش کی حالت عیاں ہوئی ساری

[1] دستوں کی بند کرنیوالی [2] قسم جنون [3] مذہب کا علم سکھانا

تھی ادھر یہ نصوح کی حالت | پڑ رہی جان تھی جو عشق کی رقت
ہو گئی ہمدم جو اوسکی فہمیدہ | اب سہارا اک اور اوسکو ملا
ایسا رویا کہ بندھ گئی ہچکی | دیکھکر حال اوسکا بی بی بھی
اپنا منھ آنسوؤں سے دھونے لگی | چیخ کر بلبلا کے رونے لگی
تھا غرض کچھ عجیب حال اون کا | ساون اور بھادوں کا بندھا تھا سماں
اپنے ہوش و حواس کرکے بجا | بی بی سے پھر نصوح نے یہ کہا

نصوح

یہ جو دنیا کے غم میں رونا ہے | مفت آنکھوں کا اپنی کھونا ہے
کسی ایذا میں یا کہ رنج سے حاصل | ہے بس اک چیز رونے کے قابل
ہے بڑا بلکہ یہ بھی اک آفت ہے | جرم سب سے بڑی مصیبت ہے
انفعال گناہ پر رونا | اسکو ہی داغ معصیت دھونا
گر یہ عفو گناہ کی ہی سبیل | مغفرت کی ہیں اشک شرم کفیل
ایک ذریعہ معذرت کا ہے | یہ ہے کفارہ معصیت کا ہے
رو کے دھوئیں گزشتہ اعمال | کرتی ہیں آئندہ انتظام مآل
وہی توبہ ہے مستجاب اللہ | نہ کرے انسان جسکے بعد گناہ
جو کرے عہد قایم اوسپہ رہے | کر دکھائے وہی جو منہ سے کہے

فہمیدہ

تم جو کہتے ہو یہ تو سچ ہے مگر | کی گناہوں میں ہم نے عمر بسر

۱ رونا ۲ راہ ۳ ضامن ۴ وسیلہ ۵ ہوش

پھر اب امید مغفرت ہو گیا	در دھیان قابل وہ نا شدنہا

نصوح

ہو کے فہمیدہ یہ خیال تمام	چپ رہیو کفر کے کرو نہ کلام
قطع امید اوسکی رافت سے	ہو نہ مایوس اوسکی رحمت سے
وہ ہے جرموں کا بخشنے والا	ہے غفور الرحیم نام اوسکا
نہ غرض ہے اوسے اطاعت کی	نہ ہے پرواہ اوسے عبادت کی
منحرف ہوں جو سارے اہل جہان	ترک کر دیں عبادت یزدان
اوسکی شاہی و سلطنت میں کبھی	فرق آئے نہ اک سر مو بھی
اور اسی طرح گر تمام بشر	کریں طاعت میں اوسکی عمر بسر
ہو نہ اک رائی کے برابر بھی	قدر و عظمت میں اوسکی افزونی
یہی منظور اس کو ہوتا اگر	کرتا پیدا ملک بجائے بشر
کوئی بندہ حیا سے ڈرتا ہے	رو کے الحاح و عجز کرتا ہے
اوسکے رحم و کرم کے میں قربان	عفو کر دیتا ہے وہ سب عصیان
مالک و راحم و غفور بھی ہے	یہ تو سب کچھ ہے پر غیور بھی ہے
نہیں ہرگز وہ درگزر کرتا	کوئی بندہ ہے شرک اگر کرتا

فہمیدہ

اپنے اعمال سے ہے مجکو حجاب	ہوئی جاتی ہوں شرم سے آب آب

سلہ سچا سلہ مہربانی سلہ پیدا کیا سلہ اسم خدا سلہ جیسا ماوانہ سلہ زیادتی سلہ فرشتہ سلہ آدمی سلہ منت سلہ گناہ سلہ غیرت دار سلہ خدا کا شریک ٹھہرانا سلہ کو معاذ اللہ قرار دینا

کچھ حساب ان گناہوں کا بھی ہے
چشم پوشی کی انتہا بھی ہے

باپ ماں کو ہے پیار ہی گو اولاد
ہولی ہے ماں تا بھی حد سے زیادہ

حرکتوں سے کلیم کے کیا
پر ہے مد نظر انتہا راجی لکھا

تصنوع

غلطی ہے کرو قیاس اگر
صفتوں کا خدا کی انسان پر

جسقدر باپ ماں کو الفت ہے
اپنی اولاد کی محبت ہے

اُس کے فضل و کرم کا اک شمّہ
بہ مدارج کمیں ہیں اسکے سوا

خوئے طفل و جوان و پیر میں ہے
جرم انسان کے خمیر میں ہے

وہ خطا سے نہ درگزر کرتا
اور گناہوں پہ گر نظر کرتا

پھر نہ آباد ہوتا سارا جہان
قابل قتل تھا ہر اک انسان

اوسکی شفقت کی کوئی حد بھی ہے
اوسکی رحمت کی کوئی حد بھی ہے

کر رہے ہیں گناہ ہم ہر چند
نہیں کرتا ہے باب رزق وہ بند

وہی پانی ہے اور وہی ہے مکان
وہی ٹھنڈی ہوا وہی سامان

وہی راتیں بھی ہیں پئے آرام
اور دن بھی وہی ہیں کرنیکا کام

جاڑا گرمی وہی وہی برسات
ڈالی ہے اوسکے فضل پر بہرات

اوسکی رحمت سے یہ بہت دور ہے
معذرت پر بھی عفو ہوں نہ قصور

پھر تو دونوں نے ہاتھ پھیلا کر
عرض کی پیش خالق داور

توبہ ہم دونوں کی تو کر مقبول
از برائے رسول و آل رسول

صورت گل وہ پھر ہوئی خندان
رخ فہمیدہ سے طرب تھا عیان

۱ محبت مادری ۲ گر ۳ بہت زیادہ ۴ یعنی مٹی میں جسکا پتلا آدمی ہے ۵ واسطے ۶ عذر کرنا ۷ آل رسول کے یعنے فاطمہ زہرا۔ علی مرتضی۔ حسن مجتبےٰ حسین شہید کربلا سید سجاد و امام محمد باقر امام جعفر صادق امام موسی کاظم۔ امام رضا غریب امام محمد تقی امام علی نقی امام حسن عسکری قایم آل محمد امام زمان [illegible]

ہیبت حق کا قلب پر تھا اثر | تھا بدستور چپ نصوح مگر

قصیدہ

اوسکی رحمت سے بدحواس ہو کیون | کر لی توبہ تو اب اوداس ہو کیون

نصوح

ابھی ان باتون سے ہیں تم انجان | نام خوف و رجا کا ہی ایمان

ڈر رہے کیا اوسپہ کیون بشر نہ ڈرے | کرے توبہ قبول یا نہ کرے

کرلے مقبول تو عنایت ہے | رد کرے وہ تو کیا شکایت ہے

اور یہ سب سے بڑا ہے اندیشا | کیا بھروسہ ہو سکو توبہ کا

ہمکو توفیق خیر دے جو خدا | جب ہی ممکن ہے عہد کا ایفا

ہو نہ گر فضل خالق یکتا | کچھ نہیں آدمی سے ہو سکتا

فکر یہ بھی ہے سب سے قطع نظر | چھا گئے کیونکر نہ ابر غم دل پر

ہم سے سرزد ادھر گناہ ہوئے | مفت بچے ادھر تباہ ہوئے

کیون نہ بیتاب دل ہو اس غم سے | دیکھا دیکھی ہمارے سب بگڑے

ان پہ بھی دین کا اثر پڑتا | رہتا ان باتون کا اگر چرچا

کچھ کھلونے منگا دیے جب روئے | بیٹے خود انکے حق میں کانٹے بوئے

جانور پالے کو ان کی آسے | انکو میلے تماشے میں نے دکھائے

ہیں خرابی کا ان کی ہم بانی | دشمنی انکے ساتھ میں نے کی

ان غریبون کا کیون میں باپ بنا | کب میں ان نعمتون کے قابل تھا

بکتے ہیں یہ ہو گئے ہیں لئیم
لچے اشراف کے تو کہلاتے ہیں
ہے یہ اک نابکار کا عالم
افتخار رہتا ہے ثانی شیطان
کبھی سینہ پہ ہے نگاہ کبھی
کس لئے اسقدر ہے یہ تننا
پائجامہ میں جو ڑیاں ہیں پڑی
ہیں انگرکھے کی بند چھاتی پر
اور جو وہ دوسرا ہے نابکار
کوٹھے پر منہ اندھیرے آتا ہے
اونگلیاں منہ میں رکھکے دی سیٹی
داب کر ایک ہاتھ میں کُگتی
نو بجے دن تلک یہ حال رہا
دس بجے مدرسے جو جاتا ہے
اور پھر تیسرا پہر جو ہوا
شب کو بارہ بجے تلک یہ شر

پھر بہشتی انہیں بڑی تعلیم
پاجیوں کی یہ عادتیں ہیں
تاش کے آگے کسطرح ہر دم
جیسے فرعون وقت یا ہامان
ہے تکبر دو نو بازو شہ کبھی
کیا کبوتر ہے یہ کوئی لقا
سر پر اک ٹوکرا ہے لوٹی
تھو زمین پر ہے آسمان پہ نظر
اوسکے بھی کچھ عجیب ہیں اطوار
اور وہاں چوکڑی مچاتا ہے
ایک ٹکڑی کبوتروں کی اوڑی
دوسرے ہاتھ میں لی ایک جھلی
باپ دادا کا نام خوب اچھالا
بارے بازو نکالا یہی سودا ہے
لیکے چرخی اڑایا کنکوا
کبھی شطرنج ہے کبھی چوسر

۱ بد عملین ۲ دوسرا ۳ نام بادشاہ مصر ۴ نام بادشاہ متکبر ۵ قسم کبوتر کا نام جس کا سر جھکا رہتا ہے ۶ بد علین ۷ آوارہ بنائی ہوئی ۸ ایک کبوتر کے پر نوچ کر ہاتھ میں رکھتے ہیں جسے دیکھ کر کبوتروں کی ٹکڑی گھر میں اتر آتی ہے ۹ لکڑی میں کپڑا باندھ کر ہلاتے ہیں جس سے ڈر کر کبوتر اڑ جاتے ہیں ۱۰ جس پر ڈور چڑھاتے ہیں ۱۱ پتنگ۔ ۱۳ کھیل کا آلہ

آٹھوین روز جب ملی چھٹی — صبح سے شام تک ہے بکتی
تیرا گو کہ سب سے ہے چھوٹا — پر وہ کمبخت ہے بہت سر چڑھا
غضب شوخی غضب ہے بیباکی — سارے اہل محلہ ہیں شاکی
راہ چلتوں کو دیتا ہے ایذا — اسکو چھیڑا کبھی اوسے مارا
ایسے نیچے نہ دیکھے اور نہ سنے — سب کے سب بدمعاش اور لچے[1]
بدزبان بدمزاج بدخصلت — بے ادب بے تمیز بے غیرت
اپنی عزت کا پاس خاک نہیں — گالی دینے میں اونکو باک نہیں
باتین بیہودہ ہیں تو فحش کلام — نہ زبان پر ہے بس نہ منہ کو لگام
لڑکیون میں نہیں ہیں گو یہ عیوب — نہیں اونکا بھی ٹھیک پر اسلوب
لکھنے پڑھنے کا مشغلہ تو کہان — کھیلتی ہین وہ رات دن گڑیان
نہ ہی گالیان یہ کیا کم ہے — کوسنا کاٹنا تو ہر دم ہے
نہیں اونکی زبانین ہین لب ہین — کھاتی ہیں بات بات پر قسمین
بیٹھتے اٹھتے رات دن ہر دم — بس جناب امیر[2] کی ہے قسم
دیکھکر یہ مین رنج سہتا ہون — خون کے گھونٹ پیکے پیتا ہون
بگڑا پڑا ہے یہ صغیر و کبیر[3] — سب ہماری تمہاری ہے تقصیر
نہ بری بات پر کبھی ٹوکا — نہ بری راہ سے کبھی روکا

فہمیدہ

بیٹھنے والے تم تھے باہر کے — کام سب میرے سپرد تھے گھر کے
مجھکو اب فکر و غم نے گھیرا ہے — یہ سراسر قصور میرا ہے

[1] مشہدے [2] یعنے علی مرتضی علیہ السلام [3] چھوٹے بڑے

قاعدہ ہے کہ باپ سے بڑھ کے — ماں سے مانوس ہوتی ہیں بچے
مانکا بچون پہ ہے تمامتر قابو — سیکھتے ہین یہ ماں کی سب خو بو
جب یہ بیہودہ باتین بکتے تھے — اور جب تم انہیں گھر لیگئے تھے
کرتی تھی مین حمایتین اُن کی — سب بگاڑی ہیں عادتین انکی
میں نے ان سب کو کر دیا ابتر — ہے سب الزام میری گردن پر
ہائے ان کی برائیاں جو جو — جانتی ہون مین کیا خبر تمکو
پھر رہے لاڈ میں یہ مجھکو خبر — کیا میری عقل پر پڑے پتھر
مجھکو ان سے نہیں ہے اطمینان — ہے اب اصلاح خارج[۱] از امکان

نصوح

کیون؟ فرط[۲] الم سے ہو دلگیر — سمجھیا تم ہو میری ہے تقصیر
چاہتا جو میں کیا نہ وہ ہوتا — تم پہ بھی اختیار تھا میرا
مجھکو ان بچون پر بھی قدرت[۳] تھی — پر سراسر میری ہی غفلت تھی
انکی اصلاح سے ہو کیون بیدل — غیر ممکن نہین یہ ہے مشکل
اب تمہارے خیال کیا یہ ہین — چھوڑدون انکی باگ ڈھیلی مین
آگئے ہون تو نہ راہ پر آئین — پیٹ بھر کر خراب ہو جائین

فہمیدہ

نہین بنتا بگڑ چکا جب کام — اب یہ سنبھلیں یہ ہے خیال خام
کچھ کہے کوئی ایسی کرتے ہین — کہیں بگڑے ہوئے سنورتے ہین

۱ امکان سے باہر ۲ زیادتی ۳ ردر

دیکھتی ہو کلیم کی حالت | ہی اک دل لگی اوسکی یہ عادت
وہ بہانا سن کے چین لیتا ہے | باپ ماں کو یہ جواب دیتا ہے
کچھ اسی پر نہیں ہیں سب اچھے | جتنے چھوٹے بڑے ہیں اس گھر کے
غیر ممکن نہیں یہ خوب کبھی | کھیں پڑھتے ہیں پڑھاتے ٹولی بھی
منع کرتی نہیں ہیں کچھ تمکو | تم سے کوشش جو ہو سکے وہ کرو
پر ہیں اقرار کر نہیں سکتی | اس کی حامی ہیں بھر نہیں سکتی
حال بچوں کا جانتی ہوں سب | جتنا کرتے ہیں میرا پاس ادب
ہاں تو ہوں پر وہ کیا سمجھتے ہیں | کوئی انّا دَدا سمجھتے ہیں

نصوح

ہاں یہ سچ ہے مگر سنو میری بات | چاہیے ہے ڈگی نہ پائی ثبات
کہہ چکی ہو زبان سے تم یہ ابھی | تربیت فرض انکی ہم پر تھی
نسبت مادری و فرزندی | جب تلک تم میں اٹھیں ہے باقی
تم سبکدوش ہو لی ہو کیونکر | فرض ہے وہ تمہاری گردن پر
یاد ہوگا تمہیں دو سالہ حال | کسی بچے کا تھا مزاج نڈھال
فکر میں تم بجا نہ تھے حواس | لئے جاتا تھا میں حکیم کے پاس
منتظر تھا ادھر میں جانے کو | تم اٹھیں اوس کا منہ دھلانے کو
جب ذرا تم سے چینے کی جلدی | تب یہ جھنجھلا کے تم نے بات کہی
اک ذرا ٹھیرو دم تو لینے دو | او جلا کرتا بدل تو دینے دو
یوں نہ باہر تم اس کو لیجاؤ | دیکھو چھینٹ کا کرتہ مجھکو منگواؤ

سلہ نصوح کے بیٹے کا نام سلیم کو سلیم کہیں کہیں بہ ادا کر سکا اور اسے بادل نخواستہ بہ سلیقہ ضرورت

ہوگا میرا سلیقہ سب ظاہر
کیا کہیں گے حکیم جی آکر خیر

کیسی ہے بد تمیز گھر والی
نہیں بچوں کو صاف بھی رکھتی

ٹھیک بیشک تھی وہ تمہاری بات
اب سنو غور سے ہماری بات

جائیں گے جب حضور رب علا
دل ناپاک لے کے یہ اپنا

کیا خدا کو جواب دو گے تم
واں تو پھوہڑ نہیں بنو گی تم

دو کہ انسے جب محبت ہے
پھر یہ کیا اقتضائے[1] الفت ہے

چھوڑ دیں ہم انہیں مصیبت میں
کام آئیں نہ ان کے آفت میں

اور مصیبت بھی وہ مصیبت ہو
جسکا باعث بھی ہوں ہمیں دونو

یہ تو ظاہر ہے ہم نے غفلت کی
انکی اصلاح فرض ہم پر تھی

فہمیدہ

تم کہو میں تو یہ نہیں کہتی
ان کی اصلاح مجھپہ فرض نہ تھی

بلکہ مجھکو یقین ہے اس کا
کہ گیا وقت پھر نہیں آتا

ہے فضول اب یہ کوشش و زحمت
سعی برباد رائیگاں محنت

نصوح

تم سے جو ہو سکے کرو تدبیر
ہے عبث کار نیک میں تاخیر

کوشش و فکر ہے ہمارا کام
نہ اثر ہو تو ہمپہ کیا الزام

اور ہے بچوں پہ فضل خدا
اُس نے تدبیر میں اثر بخشا

اگر ان کی بدل گئی عادت
پھر تو ہوگی خوشی بھی بے غایت

[1] محبت کا تقاضا۔

تربیت ان کی ہے بہت مشکل | یہ سمجھ کر ہاتھ چھوڑ دی کیوں دل
فہم کی ہے تمہاری یہ غلطی | ہو گی حجت تمام چہ نہ سہی

فہمیدہ

تمکو صاحب ہے اس میں گو اصرار | میرے نزدیک ہے مگر دشوار
غیر ممکن یہ بات ہے دیکھو | فیصلہ جو مرے تمہارے ہو
مرد کی پھر بھی ہے نئی ہیبت | نہیں میری تمہاری اک حالت
دم میرا ناک میں یہ کرتے ہیں | کچھ جو ڈرتے ہیں تم سے ڈرتے ہیں
تمکو تو کچھ بلا سمجھتے ہیں | وہ مجھے کیا بلا سمجھتے ہیں
شیخ چلی کا اک خیال ہے یہ | غیر ممکن ہے یہ محال ہے یہ
کہ یہ اب راہ راست پر آئیں | جو ہیں ارمان ہمارے بر آئیں
مارنا کیا گھرک نہیں سکتے | بیٹا بیٹی جو ہوں برابر کے
عادتیں پھر چھٹیں گی وہ کیونکر | جنکے ہیں بد لتوں سے یہ خوگر
اک تو سختی کی اینہ ہم نے اگر | سب کرینگے تھڑی تھڑی ہم پر
دوسرے آئے گی یہ اور آفت | ہو گی دونی انہیں ضد اور نفرت
فرض کر لو کہ ہم نے کی نرمی | نکلے گا سیدھی انگلیوں نہ گھی
نہیں بننے کا میرے تمکو یقین | اسمیں ہونا ہوانا کچھ بھی نہیں

نصوح

سن تو لو میری اے خجستہ خصال | سبھی ممکن ہے ہو جو استقلال

[illegible]

اب بھی باز آؤ اپنی ہٹ سی کہیں
مجکو اسکی نہین ہے کچھ پروا
جو کہے گا کوئی وہ سن لون گا
خود سمجھتا ہون مین کہ سختی اب
ہے خشونت بھی بلکہ نازیبا
ہو گی سختی کی جا پہ تو سختی
دل گواہی یہ میرا دیتا ہے
بچے آخر یہ آدمی کے ہین
اتنی سی بات کیا نہ سمجھین گے
اتنی سختی عمل مین لاؤن گا
جو نہ مانے گا میرا دل سے کہا
گر مدد پر مجھے بھی پاؤن مین
تم جو ہے شریک حال رہو
بچے ہر بات پر یہ ہے دستور
تم سے بڑا ہکر قصور ہے میرا
تم نے جبتک مدد نہ کی میری
نہ بھی اور کچھ بتا اتنا کرو

بک رہا ہون مین تم سمجھتی نہین
کو زمانہ کہے گا مجکو برا
فرض ادا کر رہا ہون جسکو لگا
ہے بڑے لڑکو نپر مناسب کب
اولٹا ان دونو نکا اثر ہو گا
اور نرمی کی جا پہ نرمی بھی
ہونے والا نتیجہ اچھا ہے
عقل و ہوش و حواس رکھتی ہین
اپنا اچھا برا نہ سمجھین گے
باتون باتون مین یہ بتاؤن گا
مین نہ اوسکا نہ وہ شریک مرا
بس جو کہتا ہون کر دکھاؤن مین
ہر طرح کی ہو تقویت مجکو
ڈھونڈتے ہین سہارا انکا زور
تمکو الزام دے نہین سکتا
نہ کبھی ایک بھی چلی میری
چھوٹے بچو نکو تم سکھاتے رہو

فہمیدہ

دل و جان سے کرونگی مین امداد
کیا یہ چاہو نگی نیچے ہون برباد

میں بڑا چھوٹون انکا خوب کہی
لڑکے جسوقت تک کہ چھوٹے تھے
ہیں بگاڑاین جو عادتین انکی
ہوش آیا ہے جیسے نام خدا
بے تعلق ہون ایسے لڑکپن سے
لاکھ جھگڑون میں جاتی ہون جو کہیں
لڑکیون کا بگڑ ہے یہ دستور
مجھسے وہ کچھ نہ کچھ لڑتی ہین
مدد اتنی صغر ورلیں وہ لگی
اور وہ بچے ابھی جو ہیں نادان
تہ کر و فکر میں سمجھ لون گی
نہیں دشوار و سخت ہے ایسا
کیا عجب ہے کہ خود سی رغبت ہو
انکو تعلیم دیتی ہے فطرت[۲]
نہین رہنے کا ہے یہ غم جو کچھ
بات ہے تھوڑی دیر کی یہ ابھی
خاک منہ میں مرے کہون میں کیا
چھ برس کی بساط کو دیکھو
بہ تعجب نصوح نے یہ کہا

ہو لی دشمن ہیں ان کی مان ہوئی
مجھکو بیشک یہ مان سمجھتے تھے
کرتی تھی میں حمایتیں ان کی
نہیں سنتا ہے کوئی میرا کہا
بات آٹھ آٹھ دن نہیں کرتے
پھر کر منہ کو دیکھتے ہی نہیں
بیٹھی رہتی ہین میرے پاس ضرور
سامنے میرے کھیلا کرتی ہین
تا بہ مقدور[۱] ادھا نہ رکھونگی
ٹھیک ہوجانا اونکا ہے آسان
اون کا کیا موم کی ہین ناک ابھی
کچی لکڑی کا سیدھا ہوجانا
منہ سے کہنے کی بھی نہ حاجت ہو
نقل کرنے کی ہوتی ہے عادت
وہ کرینگے کرینگے ہم جو کچھ
کی حمیدہ نے تو قیامت ہی
ہو گئی یہ عقلمند حد سے سوا
اور بڑی بوڑھیونکی سی باتونکی
جلد بتلا وہ واقعہ کیا تھا

۱؎ اپنے مقدور تک ۲؎ تسلی ۔



محمودہ اور منجھلی بہن حمیدہ کی گفتگو

سن کے کہنے لگی وہ سحر بیان
ہو گئے دنگ سنتے ہی افشان

کچھ حمیدہ کے ہیں عجب انداز
آپ نے دیکھا ہے کبھی پڑھتے نماز

مجھ سے کیا پوچھتی ہے وہ نادان
یہ بتاؤ تم سے اماں جان

کرتے ہیں روز ابا جان سجدے
آپ ان کو اٹھتے بیٹھتے رکوع و سجود

منہ کے بل گر کے سر اٹھاتی ہیں
اور کچھ یہ بڑبڑاتے ہیں

بولیں میں پڑھتے ہیں نماز خدا
کبھو سنتے ہیں تم نے کہا نماز کیا

یہ بھی اماں ذرا بتاؤ تو
واہ وا کہتے ہیں خدا کے لیے

سنتی ہوں میں جو ذکر آتے ہیں
لوگ قسمیں خدا کی کھاتے ہیں

آپ تو کرو کبھی ہر بار
کہتے ہیں غصہ میں خدا کی مار

بین

اے مری جان نماز طاعت ہے
اپنے معبود کی عبادت ہے

بندے ہم سب ہیں کبریا ہے وہی
جس نے پیدا کیا خدا ہے وہی

وہ خبر سب کی لینے والا ہے
وہی روزی کا دینے والا ہے

ہر کٹھن میں بھی کام آتا ہے
مارتا ہے جلاتا ہے

حمیدہ

اچھی اماں مرے سری بٹیا دوڑا / تمکو بھی اؔ دیکھنے ہے کیا پیدا
لیلے ہے سب کا خدا ہی اللہ ہی / میری ننھی کا ابّا جان بھی

امّاں

مرحبا منہ اپنا چوم لوں میں ذرا / واہ تم خوب سمجھیں ہاں بیٹیا

حمیدہ

جب خدا رزق دیتا ہے تو پھر کیا / گھر میں پکتا ہے روز کیوں کھانا
دوسرے پھر ہماری ننھی کو / دودھ تم کس لئے پلاتی ہو

امّاں

ٹھیک ہے صدقے تجھ پہ بیٹیا / پانی آخر خدا ہے برساتا
گر نہ چاہے وہ خالق باری / نہ اُگے دانہ میوہ ترکاری
خاک سب میری جان پھر کھائیں / ساری دنیا کے لوگ مر جائیں
پالنے والا بچوں کا ہے وہی / سینہ میں دودھ اُتارتا ہے وہی
اک تمہاری سے دودھ بھیجے / کیا مصیبت اٹھائی تھی سینے
خوش تھا مرا ایک دن چھٹی کا تھا / دودھ [illegible] دن بھر اترا کرتا
دودھ کا زور مجھ پہ ہوا ایسا / دفعۃً جاڑے کا بخار چڑھا

؎ چھوٹی بہن سے مراد ہے [illegible]۔

سب کی غفلت تھی کس غضب کی تھی | آنچ اک جسم سے نکلتی تھی
دو پہر پہر بخار کا آنا | دودھ کا اور وہ تاؤ کھا جانا
لاکھ زیرہ[1] پیاس تا[2] ور کھائی | کوئی جب سپٹ[3] دوا بھی راس آئی
ان حکیموں کا بھی علاج کیا | اور نمک بھی پڑھا ہوا کھایا
روز دادا ترے خدا لئے | طشتری[4] مجکو لکھ کے دیتے تھے
دودھ ایسی گھڑی کا سوکھا تھا | نہ اُترنا تھا پھر نہ وہ اُترا
غیر حالت تمہاری بھوک سے تھی | انا رکھنا پڑی مجبوری
رکھ کے انّا گر وہ کوفت سہی | نہ میسر ہو دشمنوں کو بھی
زندگی کے تمہاری تھے لالے | پل گئیں تم خدا خدا کر کے

حمیدہ

حال معلوم ہی یہ مجکو نہ تھا | پھر تو اللہ سے بہت اچھا
روزی دیتا ہے وہ زمانیکو | پانی پینے کو کھانا کھانیکو
وہ خبر بچوں کی بھی لیتا ہے | میری بہنی کو دودھ دیتا ہے
اوسکو ہم سے جو اتنی الفت ہے | کیا خدا سے کوئی قرابت ہے

میں

چپ رہو توبہ توبہ اے بیٹا | اوسے رشتہ ہی کچھ نہ کچھ ناتا

[1] ایک دوا کا نام [2] یہ بھی دوا کا نام ہے دودھ کا زیادہ ہونیکے لئے مفید ہے۔
[3] اہا ہتیہ علی بیتا کی ہولی دوا [4] نمک پڑھکر دودھ اترنیکے لئے کھلاتے ہیں تالو کی کماسے کی ترکیبیں ہیں لیے اتر [5] دعا لکھی جاتی ہے اسماء خدا کے برکت سے دودھ اتر آتا ہے۔

بندے ہم سب ہیں وہ خدا انام | عورتیں لونڈیاں ہیں مرد غلام

حمیدہ

نہیں آیا سمجھ میں ہوں بیتاب
اچھی اماں مجھے بتاؤ شتاب[1]

کھیں لونڈی غلام سے اپنے
کوئی کرتا بھی ہے سلوک ایسے

کیوں عنایت یہ اسکی ہم پر ہے
مہربان باپ جو بچہ پر ہے

ہے یہ لونڈی غلاموں کی عادت
اپنے آقا کی کرتے ہیں خدمت

ہم یہ کیا صبح وشام کرتے ہیں
کونسا اوسکا کام کرتے ہیں

ماں

بھولی بالوں پہ تیری میں قربان
سب پہ واجب ہے طاعت یزدان

اور عبادت کا ہے وہی انداز
پڑھتے ہیں جو تمہارے باپ نماز

تم پہ فرق نیاز[2] واجب ہے
ہم سبھوں پر نماز واجب ہے

حمیدہ

ہاں میں اب سمجھی اسکا بھید اور راز
کام سب پر خدا کا ہے یہ نماز

اس عبادت سے پھر بری کب ہیں
اوسکی لونڈی غلام ہم سب ہیں

فرض طاعت ہے اوسکی ہم پر بھی
کھاتے ہیں اوسکی دی ہوئی روٹی

اماں لونڈی نہیں تم اوسکی کیا
جو نہیں کرتی ہو نماز ادا

تمکو روٹی نہیں وہ دیتا ہے
کیا نہیں وہ خدا تمہارا ہے

[1] جلد [2] بندگی۔

بھولے پن سے کیا یہ اوسنے کلام | اور مجھ پر لگایا یونہی الزام
شرم سے دل یہ کہہ رہا تھا کہیں | میں سمجھاؤں شوق ہو کا نہیں

بہن

سچ تو یہ ہے یا انکے سوا آتا | اونکی تو بندگی پہ یونہی یہ بھی شکایت کیا
شوق میں طاعت کو سر جھکاتی ہو | وہی ہوتی اونکی روٹی کھاتی ہو
تو بتاؤ تو نیکی ہی تو پھر نیک | یہ کیسا کام جو نہ کرو نیک
کیا تھا [illegible] کیا [illegible] بیان | سب ہی ایک [illegible] بھی تو [illegible]

حمیدہ

خیر جانے دو اس کو یہ تو ہوا | پڑھتے تھے پیارے کب نماز ابا
ہو گئے بیمار تھے ہم جب سے | شوق طاعت بھی ہی ہوا جب سے
کسکی روٹی وہ کھاتے تھے پہلے | کیا جب اللہ کے نہ تھے بندے
ہوا یہ سن کے وہ بھی بیقابو | گرے ٹپ ٹپ بلضوح کے آنسو

بہن

تم نے جو کچھ کہا وہ سب ہے بجا | کرتے تھے وہ بھی مہربان بیڑا

حمیدہ

کانپا جاتا ہے دل مرا ڈر کے | پھر تو اللہ میاں خفا ہو گئے
کہیں ایسا نہ ہو کہ بھوکا مریں | اور وہ کھانا ہمارا بند کریں

مجھکو بھی تھا لگے ہے خیال بڑا
دیکھیں سو کھ جائے دودھ اسکا

یہ کہتے ہی حمیدہ رونے لگی
منہ اپنا آنسوؤں سے دھونے لگی

گود میں ماں نے اپنی کھینچ لیا
اسکو لپٹا کے خوب پیار کیا

کبھی اوس کی بلائیں لیتی تھی
اور دلاسا کبھی میں دیتی تھی

سب کے لپٹانیکا ہوا یہ اثر
اور رونے لگی وہ چلا کر

ضبط آخر نہ ہو سکا مجھ سے
اشک آ آ کے میری آنکھ سے بہے

تڑپی رونے سے گو وہ سوا
میں نے اوسکو سمجھا کے یہ کہا

نہ کرو خوف اوسکے لونڈی غلام
مجھکو کون سمجھتی ہیں جو نہ کام

نہیں دیتے ہیں کبھی اوس کا
پسند کرتا نہیں ہے وہ کھانا

حمیدہ

دلکو اوسدم ہوا ہے کچھ اطمینان
مجھکو تو جب یقین ہوا اچھی جان

سب کے آگے بلا کے نہیں کہو
دودھ بھی پلانا نہیں ہے دیکھو تو

نہیں اس گھر میں کچھ لونڈی غلام
نوکرون چاکرون پہ صبح و شام

ہوتے ہیں روز اباجان خفا
کرتا ہے کوئی گر ذرا سی خطا

کبھی گھبرا کے اوسے لیتی ہیں
کبھی گھر سے نکال دیتے ہیں

جب خفا بھی نہیں ہمارا خدا
لونڈیوں نوکروں سے ہے پوچھا

جانتے ہیں کہ اوسکو ذرا سا
اور سمجھی بھی لگا کے کام کریں

ٹھیک ورنہ وہی مشکل ہوگی
کام چھوڑیں اور تو الٹا ضرر ہی

ماں

جاگ اوٹھی اگر تو روئے گی
سو نہ دوں گی اگر ابھی آئی

دودھ کچھ کم نہین خدا کا دیا
پھر تمہارا عبث ہے گھبرانا

بات تم نے مگر یہ ٹھیک کہی
ہی جگہ شرم اور غیرت کی

چاہئے ہے خدا کا کام کرین
چونکہ دیتا ہے رزق اوس سے ڈرین

کام سے جی نہین چراتے ہین
جسکا کھاتے ہین اوسکا گاتے ہین

حمیدہ

فکر ہے مجھکو اسکی سب سے بڑی
مین نے ابتک نہیں نماز پڑھی

دیکھئے اوسکی جان اب کیا ہو
نہین آتی نماز بھی مجھکو

کھاتی ہون رات دن ہین کتنی بار
اس مری بھوک پر خدا کی مار

کھیلتے کھیلتے جب آتی ہون
کتنی ہی بار کھانا کھاتی ہون

نہین کرتی ہون طاعت اسکی ادا
نہ کرے رزق بند وہ میرا

پھر وہ مجھ سے لپٹ کے رونے لگی
دامن اشکون سے پھر بھگونے لگی

امین

خوف اوسکا کرو نہ تم بیٹا
تم سے اللہ میان نہین ہے خفا

نہ ڈرو اشکون سے کرو منہ صاف
چھوٹے بچون کو ہے نماز معاف

کھانا تمکو زیادہ دیتا ہے
کام لیکن نہین وہ لیتا ہے

غرض اوس سے یہ ہے بڑی ہو جاؤ
اسکے بدلے بہت سا کام کرو

حمیدہ

گو میری عمر ہے ابھی چھوٹی
ہون مگر کام سب مین کر سکتی

ہان سنگو بناکے دیتی ہون
ننھی کو گود مین مین لیتی ہون

اپنے کپڑے مین خود بدلتی ہون
اپنی اماں کو پنکھا جھلتی ہون

نہین اللہ میان سے کچھ ڈرتی
چھوٹا سا کام بھی نہین کرتی

کچھ ہے مشکل نماز کا پڑھنا
اپنے ابّا کو دیکھتی نہین کیا

بہت آسان ہے ہاتھ منہ دھوکے
بس یہی نا کھڑے ہوئے بیٹھے

جسکی لونڈی ہون مجھسے کام اسکا
ہائے اتنا بھی ہو نہین سکتا

امّی

اے میرے دلکی راحت و آرام
سچ ہے کرتی ہو تم بہت سے کام

اور تم نے نماز کو جو کہا
اونہین پڑھنا بھی کچھ اسکے سوا

وہ میری جان زبان ہے عربی
جسکو مین بھی نہین سمجھ سکتی

لیکن ابّا سے ہے تمہارے سنا
کچھ خدا کی ہے اسمین مدح و ثنا

ہے کہین اقرار و اعتراف گناہ
ہے کہین شکر فضل و جود[1] الٰہ

ہے یہی طاعت خدا کا نام
میری جان ہے نماز اسی کا نام

حمیدہ

قید ہے یہ نماز بس جو لگی
کیا خدا کی زبان ہے عربی

امّی

نہیں رکھتا وہ جسم اور اعضا[2]
سب زبانون کو جانتا ہے خدا

عالم الغیب[3] ہے ہمارا الٰہ
ہے ارادون سے دل کی وہ آگاہ

اس پہ ہر بات کیون نہو جلی[4]
اوس سے کوئی جگہ نہین خالی

ہر گھڑی دیکھتا ہے وہ سبکو
سب وہ سنتا ہے جو چھپا کے کہو

ذات مین اسکی ہے ہر ایک کمال
جانتا ہے وہ اگلے پچھلے حال

۱ بخشش ۲ جسم کے ٹکڑے ۳ غیب کا حال جاننے والا ۴ روشن

سنتے ہی یہ حمیدہ گھبرائی　　ڈر کر وہ مرے قریب آئی
جلد جلد اسنے اوڑھنی اوڑھی　　اور مسوب سنبل کے بیچھ گئی

حمیدہ

ہر گھڑی چاہیے ہے اوسکا ڈر　　ڈھانک لو اپنی جان تم بھی سر
جب سے ہے ہر وقت ہر جگہ معبود　　گھر میں ہوگا ہمارے بھی موجود
بس یہ کہکر بدل گئی حالت　　غالب آئی حمیدہ پر ہیبت
یہ ابھی کچھ دیر جب پڑی رہی　　سو گئی پھر تو گود میں میری
سن جو ہے لے لگیں میری آنکھیں　　چپکے سے ہاتھ دیکے بغلوں میں
اوسکا غفلت کی نیند میں پاکر　　بس لٹایا پلنگ پر لاکر
کی یہ تاکید عمدہ خانم سے　　اوسکی پٹی کے پاس بیٹھی ہے
ہاتھ رکھے رہے وہ لڑکی پر　　سوتی سوتی نہ چونک اوٹھے ڈر کر
کرکے سب بندوبست ابھی یہ وہاں　　آئی ہوں میں تمہارے پاس یہاں
اوسکی باتوں سے ڈر کچھ ایسا تھا　　تن بدن تھرتھرایا جاتا تھا
دلمیں رہ رہ کے اپنی کہتی تھی　　ایسی باتیں اور اتنی سی لڑکی
یہی ہر دم خیال اسکے تھے　　کہیں ہو تو نہیں گیا کچھ اسے

نصوح

ایک یہ بھی ہے فضل رب انام　　نہیں ڈرنیکا ہے یہ کوئی مقام
مذہب حق کی ہے یہی خوبی　　کر دو تعلیم دیتا ہے ایسی
اسکو ہر شخص ہے سمجھ سکتا　　پیر ہو یا جوان ہو یا بچا

[1] کم عمر کی لڑکیاں جیسے چھوٹا دوپٹہ اوڑھتی ہیں [2] اوسکے ساتھ [3] ایک جگہ یا ایک پہلو رکھے
دوران خون میں ایک رکاوٹ ہوکر جو اثر عضو میں پیدا ہوتا ہے جسکو سکون ہونا کہتے ہیں [4] تمام عالم کا

سب ہین سلجھے ہوے مسایل ہین
کچھ سمجھنے پہیلیان یہ نہین

دین حق کے ہین جسقدر کہ اصول
ہین قرین قیاس اور معقول

نہین معلوم عقل انسان پر
کیا بتاؤن پڑے ہین کیا پتھر

قہر ہے بات اتنی موٹی بھی
نہین اسکی سمجھ مین ہے آتی

چاند سورج ستارے دن اور رات
آسمان و زمین و حیوانات

خود بخود تو نہین ہوئے پیدا
کوئی خالق بھی ہے بکران کا

حق نے انسان کو عقل بھی دی ہے
صفت خاص اک عطا کی ہے

نہین تخصیص خالی از علت
اس مین صانع کی کچھ تو ہے غایت

پھر نہ سمجھے تو ہے بشر کی خطا
پتہ پتہ گواہ ہے اوس کا

راز پوشیدہ ہوتا ہے یہ عیان
باغ مین جب چٹکتی ہین کلیان

سنتے ہین گوش معرفت آگاہ
نعرہ لا الہ الا اللہ

تم سے باتین حمیدہ نے جو کہین
اس مین کوئی جگہ عجب کی نہین

عقل ہم لوگون مین ضعیف ہے یہی
نہین ان بچہ نکے برابر بھی

اب کسی سے نہ چار آنکھین کرین
ہمکو یہ چاہئے کہ ڈوب مرین

مین حمیدہ کی باتون سے خوش ہون
ہے مرے واسطے یہ نیک شگون

اسکی باتون کو چاہئے ہے ہمین
لوح دل پر ہم اپنے سب لکھ لین

عمر میری حمیدہ کی ہو سوا
رہے محفوظ چشم بد سے سدا

یہ نمونہ ہے اس کی رحمت کا
یہ فرشتہ ہے اک ہدایت کا

---

۱ نزدیک ۲ عقل ۳ خصوصیت یعنی خاص بات ۴ سبب ۵ بنانیوالا ۶ نتیجہ مقصود ۷ کان ۸ جاننا ۹ کوئی پیدا کرنیوالا نہین ہے سوائے اللہ کے یہی کلمہ طیبہ اصل ایمان ہے ۱۰ فال لینا ۱۱ تختی ۱۲ بُری آنکھ

شکر فضل خدائے ہر دو جہان ایک سے تو ہوا اب اطمینان
اب بتاؤ کہ اہتمام ہو گیا دوسرون کا بھی انتظام ہو گیا
اس مین کیا مشورہ تمہارا ہے مین نے تو اپنے دل مین سوچا ہے
لڑکیون کو سنبھالے تم رہنا اور لڑکون کو مین سمجھ لونگا

فہمیدہ

مجکو بھی تو کرو ذرا تفہیم[1] ہو گی لڑکون کی کسطرح تعلیم
اُسی پٹری[2] یہ مین بھی پاؤن دھرون مین بھی وہ راہ اختیار کرون

نصوح

آگے جو مرضی خدائے قدیر مین نے تو سوچ لی تھی یہ تدبیر
لیکے اپنے خدائے پاک کا نام کردن چھوٹون ہی سے شروع یہ کام
کیا عجب جلد راہ پر آئین کچی لکڑی کی طرح جھک جائین
مجکو کھٹکا ہے اونسے ہیں جو بڑے وہ کرینگے ضرور کان کھڑے
عذر اور یا پھر انتظام کرین ساتھ ہم تم شروع کام کرین
تا نہ یہ اعتراض کوئی جڑے خاص کر ہیں ہمارے پیچھے پڑے

فہمیدہ

اگر اللہ پاک نے چاہا چاہتی ہو جو تم وہی ہو گا

---

[1] اصلاح سے سمجھانا
[2] پگ ڈنڈی

فصل چہارم

نصوح اور چھوٹے بیٹے سلیم[1] کی گفتگو

دوسرے روز تڑکے وقت سحر | نہ اُٹھا تھا سلیم ابھی سوکر
عمدہ خانم نے یون جگا کے کہا | ہاتھ منہ دھوؤ اُٹھو لیٹے ہو کیا
اُٹھ کے بیٹھا وہ جب کیا یہ بیان | جاؤ تمکو بلا رہے ہین میان[2]
جس زمانے کا ذکر کرتے ہین ہم | دس برس سے تھی عمر اُسکی کم
سنتے ہی وہ طلب کی اپنی خبر | آنکھیں ملتا ہوا اُٹھا ڈر کر
ماں سے اپنی سلیم نے پوچھا | کہئے تو کیون بلاتے ہین ابا

ماں

مجھکو مطلق نہین خبر بیٹا | ڈرتے ہو کیون پر اسقدر بیٹا

بیٹا

مجھسے ابا کہیں خفا تو نہین | ہوئی مجھسے کوئی خطا تو نہین

ماں

جانتی ہون تو میں کہون تم سے | وہ تو کچھ تم سے بھی نہین اترے

سلیم

کیون بلاتے ہیں مجھکو ہون مغموم | عمدہ خانم بتایئے ہے کچھ معلوم

عمدہ خانم

اور تو کچھ نہین ہے مجھکو خبر | لوٹا لینے گئی تھی میں اوپر

[1] نصوح کے چھوٹے بیٹے کا نام [2] نوکر اپنے مالک کو میان کہتے ہین۔

پڑھ رہے تھے کوئی کتاب میاں	ہین جو آنے لگی کیا یہ بیان
بھیجدینا سلیم کو جاکر	اور اٹھا دینا سو رہے ہون اگر

سلیم

عمدہ خانم بتا تو اید اخر	غصہ تو جب کے سو نہ تھا ظاہر

عمدہ خانم

کچھ بھی غیض و غضب نہین تھا مگر	فکر کا کچھ اثر تھا جب کے پر

سلیم

دل میں ڈر رہا ہے ساتھ رہو	اک ذرا اماجان تم بھی چلو

ماں

ڈر ہے کیا جاؤ دیر ہوتی ہے	گود مین میری لڑکی سوتی ہے
خوب مضبوط کرکے دل اپنا	باپ کے سامنے سلیم گیا
خوف سے تھی نہ اسکو تاب کلام	ڈرتے ڈرتے کیا اوسنے سلام
باپ نے کہکے بیٹا جیتے رہو	پاس اپنے بٹھالیا اس کو

باپ

دیر میں سوکے اٹھے کیون بیٹا	مدرسے تم ابھی نہیں گئے کیا

بیٹا

مدرسے کھلنے مین ہے وقت ابھی	دیر ہے اور ایک گھنٹہ کی

باپ

منجھلے بھائی کے ساتھ جاتے ہو	یا الگ جاتے ہو بتاؤ تو

بیٹا

میں نہیں بھائی جان کو پاتا | ہوں میں اکثر اکیلا ہی جاتا
ساتھ ہوتا ہے اب کہاں انکا | ہونیوالا ہے امتحان[۱] اُن کا
کوئی لڑکا ہے اونکا ہم مکتب | تڑکے جاتے ہین اُنکے گھر روز اب
وہ اودہر سے اودہر ہی جاتے ہین | مدرسہ میں ہم اونکو پاتے ہین
اب کہاں گھر میں وہ ٹہرتے ہین | بیٹھکر ساتھ یاد کرتے ہین

باپ

دوسرے کے جو گھر کو ہین جاتے | کیا یہان وہ جگہ نہین پاتے

بیٹا

کہتے تھے وہ جگہ کی کیا ہے کمی | ہوتا ہے شور بات سے اتنی
یہان بیٹھے بھائی جان آٹھ پہر | کھیلا کرتے ہین گنجفہ[۲] چوسر[۳]
جب ہوا کھیل پھر کہان پڑہنا | نہین ہو سکتا ہے یہان پڑہنا

باپ

کونسا شغل تمکو بھاتا ہے | تمکو بھی کوئی کھیل آتا ہے

بیٹا

نہین لہو و لعب[۴] ہے مجکو پسند | نہیں یہ کھیل کود فائدہ مند

باپ

کیا یہ سچ کہہ رہے ہو تم بیٹا | ہوتا ہے کچھ مجھے تعجب سا

---

۱ جانچ ۲ پتونکی ایک کھیل کا نام ۳ پانسون کے کھیل کا نام ۴ کھیل کود

پہلے ایسے نہ تھی تم اب کیا ہے — اس تنفر کا پھر سبب کیا ہے
ذکر تھوڑے دنوں کا ہے یہ ابھی — جبکہ باہر نشست تھی میری
مینے ہے اپنی آنکھ سے دیکھا — شوق تمکو ہر ایک کھیل کا تھا

بیٹا

آپ فرماتے ہیں بجا حضرت — ہو گئی ہے کچھ اب دلی[1] نفرت
ہے جو تعمیل حکم مجھپر فرض — لیجیئے اوسکی وجہ کرتا ہوں عرض
چار لڑکے بغل مین دابے کتاب — آتے جاتے ہین اس گلی مین جناب
اُن مین شوخی ہی نہ شرارت ہے — نیک عادت ہے نیک خصلت ہے
گھر سے باہر وہ جب نکلتے ہین — راستہ سر جھکا کے چلتے ہین
نہ کسی سے کبھی کلام کیا — جو بڑا مل گیا سلام کیا
گالیان بکتے ہین نہ لڑتے ہین — نہ کسی سے کبھی جھگڑتے ہین
کچھ عجب چارون کا ہونگا حال — ہین عجب خوش چلن و نیک خصائل
چارون کے چارون ہین شریف گھر کے — پڑھتے ہین مدرسے مین ساتھ مرے
واقعہ ایک دن کا سنئے آپ — منجھلا[4] لڑکا کہ ہے مرا ہم مکتب
کہین آموختہ[5] نہ تھا مجھے یاد — بولے مجھ سے بگڑ کے یہ استاد
ان کے گھر سے ملا ہے تیرا گھر — جا کے پاس انکے یاد کر لیا کر
مین نے پوچھا پھر اونسے کیون حضرت — کہیئے آیا کرون دم فرصت
مجھسے بولا یہ وہ خلیق و شریف — آپکا گھر ہے لائیے تشریف
دوسرے دن گیا مین اونکے گھر — اور انہون نے بلا لیا اندر

۱ نفرت ۲ دل سے ۳ خالص ۴ تیسرا لڑکا ۵ پڑھا ہوا سبق

جا کے دیکھا کہ عورت ایک بوڑھی — تخت پر رو بہ قبلہ ہے بیٹھی
چہرہ نورانی اور رنگ ملیح[1] — ہاتھ میں خاک پاک[2] کی تسبیح
عابدہ بیگم اوسکا ٹھیک تھا نام — نانی لڑکون کی تھی وہ نیک انجام
سیدھا دالان کی طرف مین گیا — ہم سبق[3] بھائی کے پاس جا بیٹھا
پڑھ رہی تھی تسبیح وہ بڑی بوڑھی — دیکھکر میری سمت کہنے لگی
نہ کیا تو نے گو سلام مجھے — پر دعا دونگی مین ضرور تجھے
صد و سی[4] سال تم جیو بیٹا — دے ہدایت[5] بھی تمکو نیک خدا
سنکے مین یہ سخن نصیحت کے — رہ گیا کٹ کے مارے غیرت کے
فوراً اوٹھا نہ کچھ کلام کیا — سر جھکا کر اونھین سلام کیا
مجھسے تب وہ معظمہ بولیں — یہ برا ماننے کی بات نہین
ہے یہ شایستہ شعور کا بیٹا — مل گیا جب انھین بڑا بوڑھا
بھلے مانس[6] یہ کام کرتے ہین — جھک کر اوسکو سلام کرتے ہین
اس سبب سے جتا دیا تمکو — میرے بچون کے ساتھ رہتے ہو
لا کے تھوڑی سی ہی مٹھائی بھی — اور بہ اصرار پھر کھلائی بھی
آیا جایا کیا مین برسوں یونہی — اپنے بچون کی طرح سمجھا کین
مجھسے الفت بھی تھی محبت بھی — اوسکی کی تھین وہ نصیحت بھی
ہے جب ہی سے بدلگئی عادت — ہوگئی کھیل کود سے نفرت

باب

واہ اچھا یہ اختصار[7] کیا — سب مفصل[8] بیان کرو بیٹا

---

[1] سانولا [2] خاک کربلا سے [3] ہم مکتب [4] ایکسو تیس [5] توفیق [6] اچھے آدمی [7] کم کرنا [8] پورا پورا۔

بے تکلف کہو نہ مجھسے ڈرو | خوف کس بات کا بیان کرو
ہو بھلا ایسی نیک بی بی کا | جس نے تمکو تمیز سکھلایا

بیٹا

پھر اسپر روز جب مرا جانا | مجھکو تکلیف نہ تھی کسی کو رہا
پہلے ہی دن سلام پر ٹوکا | پھر کسی بات پر نہیں روکا
شوخیاں بھی میں کرتا تھا اکثر | آئی تھی وہ معظم جو خبر
اتفاق ایک دن ہوا ایسا | اونکے دروازہ پر میں کھیلتا تھا
دل لگی دل لگی میں آخرکار | ایک لڑکے سے ہوگئی تکرار
نہ ہوا پاس عزت و حرمت | آئی گالی گلوچ کی نوبت
ہے نتیجہ ہنسی کا ظاہر | چوٹ لی پھر خوب تا سب آخر
مجھسے کمزور تھا جو بانی شر | چڑھ گیا وہ ستمگر اوسکے سر
دیدیا تھے ایک کس جو ذرا | دھڑسے پھر چاروں شانے چت وہ گرا
چھاتی پر اوس شریر کی چڑھ کے | یاد ہی ہونگے وہ وے گھسے
نہ مجھے لوگ اگر چھڑا دیتے | ادھ موا کرکے چھوڑتا میں اوسے
غصہ اوسکا پھر تو سرابا یا | سٹک کر تھم وہ سامنے آیا
پھر میں گھر جاؤں چاہتا ہی تھا | گھر سے ہمدرس تب مرا نکلا
نہ ہٹنے دیا مجھے باہر | کھینچ کرکے گیا مجھے اندر
مجھسے کہنے لگا وہ ہم مکتب | آپ یہ کس سے لڑ رہے تھے عجب

سلہ شرارتیں سلہ ادب سلہ قابل بزرگی سلہ تابع ہمل سلہ ٹانگ میں ٹانگ لگا کر گرا دینا سلہ کشتی کے پیچ کی حرکت سلہ نیم جان ۔

میں نے اس سے کہا کہ بھائی جان | وہی لڑکا کبیرو کا رمضان
میرا غصہ بجا نہ تھا جو خسرو | گالیاں پھر ہزار دین اوسکو
میری بھی وہ باتیں سن سکے | آنکھیں نیچے کئے تھے گھر والے
عابدہ بیگم الغرض لوگ ہیں | شرم تجھکو سلیم آتی نہیں
شہدپن ہیں ٹھٹھن ہے تیرا جواب | صورت اچھی ہے تیری کرتی خراب
مفر لوگوں سے مجھے ملال یہ تھا | تجھکو سمجھاؤں میں خیال یہ تھا
تیری باتیں ابھی جو میں نے سنیں | ہو گیا سب کے دلکو خوب یقین
اب ہے بے سود تجھکو سمجھانا | لچھن لکھ کا رہا خراب گیا
شہدوں سے پاجیوں سے پھر پڑتا | سر بازار کشتیاں لڑتا
بد زبانی لیے معاذ اللہ | گالیاں ایسی موٹی موٹی واہ

نفیس

اسی کمبخت نے پہلے یہ کی | مجکو دے بیٹھا جو ستی گالی
پھر تو مجکو بھی آ گیا غصا | نہیں تقصیر میری کچھ بخدا

عابدہ بیگم

بس کرو تھم زبان کو اپنی بند | قسمیں کھانا نہیں ہے مجکو پسند
بے محل اور خدا کے پاک کا نام | نہیں بیٹا زبان کو بھی لگام
نہ ادب نہ زبان ہے بس میں | فحش بکتے ہو کھا کے قسمیں

سلہ سبزی خور شستی سے تمام سے کم ۱۵۲ ابتدا

بیے بیہودہ لڑکون سے ملنا | یہ تمہاری خطا نہین ہے کیا

بین

تمہین ٹوکا ہے وہ راہ چلتون کو[سلہ] | جان پہچان اوسے ہو کہ نہو

عابدہ بیگم

خوب عادت ہے جھوٹ بولنے کی | میرے لڑکے کو تنگ و دق کیا نہ کبھی

بین

نہین اوسے یہ بات کہہ ڈالین | وہ زبردست ہے تو ڈرتے ہین[سلہ]

عابدہ بیگم

اب تمہارا قصور ہے کہ نہیں | مل کے ایسے سے گالیان کھائین

بین

مین نے بھی خوب ہی لیا بدلا | کہ زمین پر اُٹھا کے دے پٹکا

عابدہ بیگم

مین خرابی کے تو یہی ہین
بد زبانی جو کوئی کرتا ہے
اور جو اوسکا لیتا ہے بدلا

یہ شرافت ہے یا کہ پاجی پن
نام اس کو زمانہ دھرتا ہے
کہتے ہین لوگ اسکو زیادہ بڑا

سلہ راستہ چلنے والے سلہ توی

ایک پاجی کے منہ لگے تم جو | گالیاں دیں اگر تو کھائیں بھی تو
کیوں یہی شیوہ شرافت ہے | کچھ بھی ہے شرم کچھ بھی غیرت ہے

میں

کیا بتاؤں میں کیا ہوا مرا حال | مجکو آئی حیا سن کے کمال
جھک گیا سر حجاب سے میرا | منہ سے نکلا نہ کچھ سوائے حجاب

عابدہ بیگم

ہو کے تم اک شریف کے لڑکے | لڑتے ہو کشتیاں کنجڑے سے
یہ تو سمجھو تمہارے دادا کا | شہر میں آجتک ہے کیا شہرا
ہے یہ لوگوں میں عزت و تکریم | کرتے ہیں اونکے نام کی تعظیم
کس لئے پوتے ہو دھیان تک نہیں | فحش[1] بکنے میں تمکو باک[2] نہیں
اسقدر جھوٹ بولنے پہ دلیر | اسقدر قسمیں کھانے پر ہو شیر
ہیں یہ امر عائے فخر سلیم | باپ دادا ہیں قابل تعظیم
اُنکی عزت ہے وہ انہیں کیلئے | نہیں کچھ کام بیٹا بیٹی سے
دین دنیا میں بس جو عزت ہے | اچھے کردار کی بدولت ہے

میں

آب خجلت سے منہ کو دھونے لگا | میں وفور حیا سے رونے لگا
اونکے بھی آنسو آنکھوں میں بھر آئے | یہ سخن پیار سے زبان پر آئے

عابدہ بیگم

ہے تمہارا ہی فائدہ بیٹا | سو سمجھو تو اب بھی کچھ نہیں ہے گیا

[1] گالیاں [2] خوف۔

کچھ دنوں بعد لیکن اسے دلدار	چھٹنا ان نادانوں کا ہے دشوار

بیتین

توبہ اسے نانی جان کرتا ہوں	اب سے کانوں پہ ہاتھ دھرتا ہوں
بد سلیقہ چھوکروں کے لڑکوں میں جانا	کھیلنا کودنا قسم کھانا
اب سے یہ باتیں نہ چھیڑیگا	اپنے گھر میں نہ آنے دیجیے گا

باپ

کیا عجب ہی سے بدلگی عادت	بری کاموں سے ہوگئی نفرت

بیٹا

ابھی سنئے نہیں جناب نہیں	آیا جایا کیا مہینوں تو ہاں
روزمرہ یہی تھا ان کا شغل	کرتی رہتیں نصیحتیں دو چار
بولیں وہ ایک روز کیوں بیٹا	کام تم رات دن یہی کرتے ہو کیا
میں نے ایک ایک کرکے گنوایا	کھیلنا کھانا سونا اور پڑھنا
سنکے کھینچی انہوں نے آہ ایسی	دل پہ میرے غضب کی چوٹ لگی
کس ستم کی وہ آہ تھی پر اثر	نقش ہے آجتک مرے دل پر
پھر یہ کہنے لگیں کہ جناب میر	ہوتے ہیں رات دن آٹھ پہر
نہیں کرتے ہو دوسرا ایک بھی کام	جو کہ ہے خالق و خدائے انام
کیا تمہارا کوئی اجارہ تھا	کتا بلی اگر بنا دیتا
یہی احسان کچھ کم اسکا ہے	کہ تمہیں آدمی بنایا ہے
دوسرا ہے یہ فضل رب علا	کیا اوسی خاندان میں پیدا
جو ہے خوش حال اور عزت دار	خوش چلن خوش نسب خوش کردار

تم یہ سمجھو کہ ہوتے پیدا اگر
کسی مزدور یا غریب کے گھر

کس طرح پیٹ پالتے اپنا
تمکو محنت نہ کرنی پڑتی کیا

جز پسینہ کے کچھ نہ کھاتے تم
پیٹ بھر کر نہ وہ بھی پاتے تم

کم ہیں کیا نعمتیں تمہارے لئے
ہاتھ پیر آنکھ ناک کان دئے

لنگڑا اندھا تمہیں بنا دیتا
اوسکے نزدیک کونسی مشکل تھا

اتنے احسان جسکے ہوں تمپر
اوسکے آگے کبھی جھکاؤ نہ سر

پھر سکھائی تجھے ثنا الہ
اوسکے مطلب سے بھی کیا آگاہ

ہیں جو مجھکو ملے اتالیق صدہا
کہیں انہوں نے نصیحتیں صدہا

کچھ دنوں سے نصیب پھوٹ گیا
اونکے گھر میرا جانا چھوٹ گیا

رات دن رنج و غم اسی کا ہے
سب کر دلکو الم اسی کا ہے

گر پڑا آنکھ سے گرکے آنسو
ہو گیا پھر سلیم بے قابو

باپ

یہ نہ تھا تمکو شاید و تھوڑا
اونکے گھر جانا کس نے چھوڑا

تم کو کس بات کا خیال ہوا
پھر بھلائی سے کچھ ملال ہوا

بیٹا

ہے یہ پیارا وہ باتیں سے مجھے
بڑھ کے بھائی سے ہیں عزیز مجھے

ابا جان اوس سے ہوں تمہیں ناخوش
تجھسے بڑھکر ہے کون محسن کش

باپ

کچھ بتاؤ تو کس لئے روکا ہے
اس سخا کا پھر سبب کیا ہے

[illegible]

بیٹا

وجہ اسکی یہ جیسے حضرت — ہوتی ہے ایک شخص کی غیبت ۱
یار ہا کہتی تھی وہ نیک اساس — سب سے بدتر ہے جرم حق الناس
شک نہین ہے گناہ غیبت بھی — تم پہ واجب ہے میری طاعت بھی
تمکو مین حکم دیتا ہون مرجان — پست کندہ کرو وہ حال بیان

بیٹا

عرض کرتا ہون آپ ہون نہ خفا — آپکا حکم لاتا ہون مین بجا
بولی اکدن وہ مجھسے نیک خصال — کیون بڑہائے ہین تم نے سر کے بال
ہے جو انکی نگاہ داشت زیادہ — وقت ہوتا ہے مفت مین برباد
تھے مجھے گو عزیز بال بہت — تھا مگر اسکا بھی خیال بہت
مجھسے کہتی ہے جو وہ نیک صفات — ہوتی ہو مسکے فائدہ کی بات
دوسرے روز آیا جب نائی — خط جو بنوا چکے بڑے بھائی
مین یہ بولا ذرا خلیفہ جی — مونڈ نے پاؤ بال میرے بھی
بھائی صاحب نے جو یہ سن پایا — کیا کہون غیض کسقدر آیا
مجھکو جو کچھ کہا غم اسکا نہین — گالیان اون معظمہ کو بھی دین
کچھ نہ اونکے لئے ہون کی تھی خطا — پھر برا اور بھلا انھین بھی کہا
لکھ کے یہ اشک پیر سکے جاری — ہوتی رقت سلیم پر طاری

۱ کسی مرد مومن کی برائی کرنا خواہ حاضری مین اوسکی ہو یا غیر حاضری مین برائی مین ہو داخل ہے ۲ جو اسکو ناگوار ہو ۳ ذات ۴ آدمیون کے حقوق ۵ مراحت سے بیشی نظر کرنا ۶ یعنی
حجامت ۷ رونا۔

باپ

یہ بتاؤ بھلا کلیم کو کیا	واسطہ اون مغلظہ سے تھا
غصہ کرنے کا بھی کل تمہیں	میرے بیٹے او تمہیں تھا حق کیونکر

بیٹا

وہ کسی طرح پا گئی تھی خبر	آتا جاتا ہے میرا اونکے گھر
مجھسے پہلی بھی وہ یہ کہتی تھی	نہ ملا کر تو فلاں اعوذیوں سے
دوستی سے ہے انکی فایدہ کیا	کیا سے تجھے لگا نکڑا گدا ملا
بولی اوس روز پھر تو بالون پہ	یہ تو صحبت کا اثر اونکا اثر
اچھا خاصہ ہے سر منڈا بیٹھے	ہو گیا سیر و چپاتا پہنا جیسے
تاکہ پی جا پتنا مارے آلی	دیکھتے ہی ہتیلی کھجائی
ہو گیا اک سر منڈا سنگین	وہ جپا کرتا تو پہلے کوئی بنا

باپ

جو انہوں نے کہا وہ سن بھی لیا	یا کوئی تم نے بھی جواب دیا

بیٹا

ایک تو تھا خلاف ادب جواب	بڑے بھائی کو کیا میں دیتا جواب
اور اگر کچھ کبھی منہ کہتا میں	پھر تو کاہے کو زندہ رہتا میں
سامنے سے نہیں ٹلا جب تک	بند انہوں نے کی زبان تب تک
ڈر یہ تھا بھائی جان میں نہ خفا	پھر نہ بابون کا بیٹے نام لیا
اب کہوں کیا جو اون مغلظہ سے	اس زمانہ سے ہے حجاب مجھے
بھی آ رہا تھا ذہن میں سے یا	اتنی ہورن گی یہ ولیم وہ دنیادار

سلہ ۱ سے بیٹے کا نام سلہ یہ بانتز شرح ملا ہوں ۳۰ فقیر سلہ ۴ ایک [illegible] کا تام [illegible]

ہے یہ لڑکا بھی کسقدر خود سر — اسپہ کچھ نہ کیا کچھ میرا اثر

بیحیائی تھی گو مری بیشک — آمد و رفت تھی مگر جب تک

ملنے سے کبھی تھی جو منا تھی سو — ایکدن گھر بھی اپنے پہنچنے لگا

ہیں بڑے بھائی جان اور بھی یار — گو کیا کرتے تھے مجھے پیار

سمجھ کر مجھ کو بھی ہٹاتے تھے — پیچھے پڑتا تھا وہ مجھ پہ آتے تھے

جبکہ ان لوگوں کے تھے یہ انداز — پڑھ ہی سکتا تھا کسطرح میں نماز

مجھے یہ پچکیں ملتیں وہ اقرار — نہ کبھی جھوٹ بولنا تھا بار

گر انہوں نے نماز کو پوچھا — سوچتا تھا یہی کہوں گا کیا

اک تو باتوں ہی کی ندامت تھی — دوسرے اب نماز بھی چھوٹی

کر دیا شرم نے غرض پابند — ہو گیا میرا آنا جانا بند

دو اڑھائی مہینہ کا عرصہ — ابا جان آپ تک ہوا ہوگا

پھر بھائی جو وہ بیمار ہے — جان سے بیٹھے تھے جو بیمار سا

جب سے بیمار ہے وہ بیٹا خیال — یہ ہماری ہے شامت اعمال

کیا کہیں اپنی اس حماقت کو — کہ نہ سمجھا سکے عبادت کو

باپ

اپنی مجبوریوں کا اے دلدار — کھلے مجھ پر کیا نہ کیوں اظہار

بیٹا

ہو گئی غیبت مجھے تھا اک یہ خطر — بھائی کے نام کا دو سر ڈر

باپ

کبھی مارا بھی آپنے مجھ کو بیٹا — تو نے جسکو خوب نہ کیا کہ کیسا تھا

بیٹا

ہائے[۵۱] بیٹا ہے مجھکو اتنی بار | نہیں کچھ ابّاجان اوسکا شمار

باپ

بارہا یون اگر تمہیں مارا | کون سے بات پر تمہیں مارا

بیٹا

کیا بتاؤن میں باعث تعذیر | تھے خطا بے قصور بے تقصیر

باپ

نہ کہا تم نے مجھسے گر بیٹا | اپنی مان سے کبھی کہا ہوتا

بیٹا

قبل ازین میں کہہ چکا ہون حضور[۵۲] | بس وہی تھی سکوت کی غایت
اس سے قطع نظر نہ تھا چرچا | گھر میں بھی کچھ نہ تھا روز کا
بڑے بھائی کیطرح تھا یہی ڈر | کہون جسسے ہو خفا مجھپر

باپ

یہ زمانہ تمہارا اسے بیٹا | یہ کہو یون بری طرح گذرا

بیٹا

ابّاجان ایک تو مجھے ہر دم | چھٹنے کا اون منظر کے تھا غم
سب سے بڑھکر تھا مجھکو اسکا ملال | دل مین ہر وقت کرتا تھا یہ خیال
عمر جس گھر میں ہے بسر کرنا | ہے جہان مجھکو جینا اور مرنا
بیچ غم میں یہ زندگی سبکے | طور ہیں ناپسند اوسی گھر کے

سلہ مارا سلہ۵۲ خاموش سلہ۵۳ آنکھ پہ پیٹا -

پہرا وسے چہوڑکر کہان جاؤن سب سے منہ موڑکر کہان جاؤن

باپ

کسقدر خوش ہوا ہے میرے لیے تمکو جانا ہے چلے جو اونکے گھر

بیٹا

بات یہ پوچھنے کی حضرت ہے اسے بڑھکر کوئی مسرت ہے
نہ پڑہا ہون جب تلک نماز مگر نہ منڈے جب تلک یہ موے سر
پاس اونکے میں جا نہیں سکتا اونکو اب منہ دکھا نہیں سکتا

باپ

اور جب یہ دونو باتین ہو جائین پہر تو سب رنج دکہ دہو جائین

بیٹا

پہر تو یہ ہمارے گھر بہر کی عادتین ہون اپنے گھر کی ہی

باپ

اس میں کچھ شک نہین ہے ای دلدار سچ ہے ہم سب پہ چہا گیا ادبار
بڑے چہوٹے ہیں سبکے سب گمراہ گھر کا گھر ہے یہ مبتلائے گناہ
آلوین کا آنوان ہو رہا ہی خراب ہمیں نازل خدا کا ہے عذاب
ابتک اس گھر کی میںنے لی نہ خبر ہے سب الزام میری گردن پر
ہو مبارک سلیم اب تمکو سر کو منڈواؤ اور نماز پڑہو
جاؤ خدمت میں اون معظمہ کی اونکے پوتے ہو تم وہان میری
میں ترے ساتھ جاؤن گا بیٹا شکر اونکا کرون گا میں بھی ادا
اونکو خالق رکھے ہمیشہ شاد اونکے احسان ہیں ہمپہ حد سے زیاد

کیا کہوں کچ حال سنکے تیرا — تا ہمہ تن دل سے پڑھ گیا سلیم مرا

یہ تماشہ بھی ہوگا قابل دید — کہ بڑے چھوٹے کی کریں تقلید

اب بہت چاہونگا سلیم تجھے — پیار اب پہلے سے بڑھ کے تجھکو



فہمیدہ اور بڑی بیٹی نعیمہ کی لڑائی

گفتگو تھی یہ باپ بیٹے میں یاں — اور یاں بیٹی میں بھی چل گئی ٹھان

تھی جو لڑکی نعیمہ[1] سب سے بڑی — بڑے ناز و نعم سے تھی وہ پلی

ابھی شادی کو گزرے تھے دو سال — غصہ اوسکے مزاج میں تھا کمال

گو یا گورا سا پیارا پیارا سا — چھ مہینہ کا لڑکا گود میں تھا

باپ کی گو نعیمہ پیاری تھی — ماں کی بھی لاڈلی دولاری تھی

بدمزاجی تھی حد سے جو بڑھکر — ساس نندوں میں یہ سکا نہ گذر

غصہ شوہر کو بھی نہ آیا پسند — پھر سسرال آنا جانا بند

اس قرینہ سے گھر میں بیٹھی تھی — چھ مہینے سے گھر میں بیٹھی تھی

اُس سے ڈرتی تھی خوف اُسکی ماں — کہ وہ رکھتی تھی ہاتھ بھر کی زبان

بدسے بد اوسکے طور کھل کھیلی[2] — بیاہ ہونے سے ہی اور کھل کھیلی

ماں سے کچھ خوف باپ کا نہ ہراس — کچھ بڑے چھوٹے کا لحاظ نہ پاس

دل میں فہمیدہ کہتی تھی ہر بار — کر چکی ہوں میاں سے میں اقرار

بیٹی چھیڑا اگر پھر نہ لائیگی تاب — وہ برابر سے مجکو دیگی جواب

[1] نعیمہ نصوح کی بڑی صاحبزادی کا نام تھا [2] زیادہ نڈر ہوکے بیہودگیاں کرنے لگی۔

پر تو سوجھا ہی کی یہاں تدبیر
ابتدا کر چکی تھی جو وہ شیر

بچہ اک دن حمیدہ کو دیکر
وہ رہی تھی شب نمیدہ وقت سحر

آسماں کو حمیدہ نے دیکھا
کہ ہوئی جاتی ہے نماز قضا

چھوڑ کر بچے کو وہ خوش ایمان
ہو گئی مصروف طاعت یزدان

تھا جو بچہ وہ غصہ ور لڑکا
بس بچھاتے ہی بلبلا اٹھا

دوڑی ماں سنکے بچہ کی آواز
دیکھا روتا ہے یہ وہ محو نماز

اک دو ہتڑ حمیدہ کو مارا
ہوا قبل رکوع سجدہ ادا

دیکھا فہمیدہ نے یہاں یہ چال
اتری کوٹھے سے جب تو ٹھیک خیال

لپکے لوٹا حمیدہ چوکی پر
بیٹھی تھا ہوش جھکائے سر

چوٹ آئی ہے ناک پر کاری
نکلی اک لہو کی ہے دھاری

پوچھا فہمیدہ نے یہ گھبرا کر
ہیں ابھی تو گئی تھی کوٹھے پر

پڑھ رہی تھیں نماز تم بیٹا
لو لو تو ابھی دیر میں ہوا کیا

کہنے پائی نہ کچھ وہ نیک سیر
بول اٹھی نعیمہ جھلا کر

بی بی تم اوسنے پوچھتے ہو کیا
سب کہے دیتی ہوں ہیں ہم لو ذرا

گئی منہ دھو کے نہیں ابھی جو ادھر
بچے کو اسکی گود میں دے کر

یہ نگوڑی کہ دیکھو تو انداز
پڑھ رہی تھی یہاں کے اسکے نماز

بس جو آئی تو بیٹی گھبرا کر
رکھ دیا ہاتھ لیس کا نر کے پر

کھوپڑی کی اپس دیا کم سکو یہ دیں
تختہ کی تیل لگ گئی ہے نقش

حال

تم نے آہستہ ہاتھ رکھا تھا
قدرن سے اسقدر جھنجھلا کر کہا

سوال مسلسل تین بتاؤ نگوڑی یعنی [illegible] ہو سکا گر کے کی آواز

انہیں باتوں سے تو کھلا یہ بھید ہو گیا ہے لہو جہان کا سفید

نسیمہ

سچ ہے بیشک اگر یہ ہوتا بھائی بچے کو نہ چھوڑتی روتا
فعل اسکا یہ دشمنی سے نہ تھا ہو رہی تھی نماز اسکی وقت تھا

نسیمہ

میں کبھی ہاں تھا پاس سے اٹھکر بھائی بچے سے تھا نہ تکی بھر

ماں

کفر کیا تو یہ تو بکتی ہے جب ہی اس حال کو پہنچی ہے

نسیمہ

پھر نہ کہیگا اب کہا تو کہا دشمنوں کا ہو میری حال برا

ماں

اور کیا ہوگا اسے بدتر حال پورے شادی کو ہوگئے دو سال
ہے یہ گردش ترے مقدر میں بیٹھی ایک دن نہ چین سے گھر میں

نسیمہ

کہتیں لوگ کی اس میں بھی ہے خطا تھا کہ کیوں ایسے گھر میں جھونکدیا
ہے عجب بدنصیب اجڑا گھر نہ ملے دشمنوں کو ایسا گھر

ماں

سچ کہا تو نے کیوں نہیں بیٹی میں تو ایسے ہی تیری دشمن تھی
گو بفضل خدا سے ہے آباد ہے تمہارے بھی آگے تو اولاد
اب تمہیں بھی تو انکا ہے بھرنا شادیاں دیکھ بھال کر کرنا

نعیمہ

ڈھونڈتی ہوں نہیں سہارا ہے یہاں | کیا بھروسہ یہ ہوں تمہاری ہیں

ماں

کوئی چیز اسے راہے بند لیکا | ہے بھروسہ خدا کا سب سے سوا

نعیمہ

ہاں خدا کا کسے بھروسہ ہے | آسرا اپنے دم قدم کا ہے

ماں

دوسری بار تو نے پھر لڑکی | شان خالق ہیں کی یہ بی اولی
اب کہا تو چباؤں گی تڑ سے | لال کر دونگی منہ کو تھپڑ سے

نعیمہ

پھر جا ہی بیچاری مار سہنے والی | مجھ پہ غصہ اتار لینے والی
ہوش بھی کھو سے غصہ میں آکے | مارو اپنی چہیتی کو جا کے

ماں

جو خدا کو نہ مانے بے ایمان | ایسی اولاد کو کروں قربان

نعیمہ

کب سے فرمائیے یہ حال ہوا | کب سے یہ دین کا خیال ہوا

ماں

جب سے اللہ نے ہدایت دی | فضل اپنا کیا یہ برکت دی

نعیمہ

خیر اس سن کو ہم بھی پہنچیں گے جب | جلد کر لینگے تب خدا کا ادب

ماں

تمکو معلوم ہو گیا کیونکر	عمر اتنی کرو گی تم بھی بسر
راز پوشیدہ سب عیان بھی ہیں	کیسے آپ غیب دان بھی ہین

نعیمہ

اب مبہے مرنے کی نکالو فال	تم دے جاؤ مجکو رنج و ملال

ماں

فال سے ہے کیسلیے شک بیکار	موت اور زیست کا ہے وہ مختار

نعیمہ

تمکو ہوتا کچھ اختیار اگر	جینے دیتی نہ مجکو پہر دم بہر

ماں

اختیار ایسا ہی جو پاتی ہین	نہ تجھے آدمی بناتی ہیں

نعیمہ

تم سمجھتی نہین مجھے انسان	نوج[1] در گور[2] میں ہون کیا حیوان

ماں

اپنے معبود کو نہ جانے اگر	ارے حیوان سے وہ ہے بدتر

نعیمہ

اور سب جانور ہیں امی جان	اک تمہاری حمیدہ ہے انسان

ماں

کیون جلاپا[3] حمیدہ سے ہے تجھے	کب برابر ہے اسکی جوتی کی

[1] خدانخواستہ کی جگہ عورتوں کا تکیہ کلام ہے [2] قبر مین [3] دشمنی سے جلنا

نغمہ

فقط اسکے تبسم کرتی ہے جو وہاں | ہوئی ایسی حمیدہ شانِ خدا

مصنف[1]

پہلے دو بار ہی تھی لڑک چکی | اوسکو توہین وین سے دک چکی
آگئی اب اسے حرارت[2] دین | کہ سنی پھر نسار کی توہین
جوکہ ہے طاعت خداگے قدیر | اوسکی اٹھ بیٹھ سی ہوئی تعبیر[3]
کیا ویسا ہی تھا کہا جیسا | منہ پہ اک زور سے طمانچہ دیا
مار کھانا ہی تھا کہ آفت آئی | حشر برپا ہوا قیامت آئی
سب سے پہلے اوتارا یون غصہ | اپنے بچے کو خوب ہی پیٹا
اوسکے ہاتھوں کو دیکھ لیں جو تمام | ہو چکا تھا وہ بے زبان تمام
پھر[4] اوسنے کیا یہ اپنا حال | پھاڑ کر کپڑے نوچے سرکے بال
لوہے کا گولہ تھا کہ اوسکا سر | دے دے پٹکا مگر ہوا نہ اثر
دل دُکھانیکی مانگی تھی ترکیب | فعل اوسنے کیا عجیب و غریب
ضل عیارے سے سیکھا تھا یہ ہنر | تھانہ والوں کو پہونچائے خبر
آئی تدبیر تب یہ سب کو پسند | کردیا کوٹھری میں اوسکو بند
دور تھا جو نصوح نیک سیر | ہوئی اس جھگڑے کی نہ اوسکو خبر
جبکہ فہمیدہ آئی اوسکے پاس | نہ بچا فرط غیض سے بچے حواس

[1] تصنیف کرنیوالا [2] جوش میں [3] مطابقت کرنا [4] گر

دیکھی فہمیدہ کی جو یہ حالت   اوسنے پوچھا کہ ہے تو خیریت
نہ میاں سے کیا وہ حال نہان   کی نعیمہ کی سرگذشت بیان
سنکے بی بی سے ماجرا یہ تمام   ہو گیا دم بخود وہ نیک انجام
قفل خاموشی اس طرح ٹوٹا   بولی فہمیدہ اب سلاح ہے کیا

نصوح

کام نرمی سے چل نہیں سکتا   یوں یہ نقشہ بدل نہیں سکتا
اعتقاد ایسے ہیں خدا کی پناہ   کفر کی باتیں ہیں معاذ اللہ
نہیں کافر سے کم یہ نافرجام   مجکو ہے اسکے ساتھ کھانا حرم
اگر اسوقت میں وہاں ہوتا   تو قیامت ہی کا سمان ہوتا
بس گلا گھونٹ کر میں دم لیتا   نہ تمہاری طرح طرح دیتا
جاؤ منگوا کے پالکی فی الحال   بھیجدو بد نصیب کو سسرال

فہمیدہ

بات کا ہے تمہاری پاؤں نہ سر   بے بلائے ہی بھیجدوں کیونکر
اک تو اپنے گھوں بھی غارت   اور بھی ہو نگوڑی بے عزت

نصوح

اوسکی حرمت کا دھیان کچھ نکرو   عزت حق کا پاس جسکو نہ ہو
رب کو اپنے برا ہیں کہنے دو   اور اوسے اپنے گھر میں رہنے دو
دے جو رزق اپنے فضل سے دونوں   ہم شریک ایسے کو کریں انہیں

فہمیدہ

وہ سبھی کی خبر تو لیتا ہے   کہ بیروں اور بھیلوں کو دیتا ہے

سلہ چپ ۵۲ کمبخت ۵۳ چلن

نصوح

تم نہ سمجھیں جو میں نے بات کہی — بند کر سکتا ہوں میں کب روزی
جسکے ایمان کا مگر نہیں ٹھیک — وہ کمائی میں کیوں مجھی شریک

فہمیدہ

آخر اوسکی طرف سے ہیں کیونکر — کرلون اپنے کلیجہ کو پتھر
یہ تو سمجھو کہ ہو بری کہ بھلی — پھر بھی اولاد ہے مگر میری
انکو پالا تھا چھوڑنے کے لئے — سر کو فرقت میں پھوڑنے کے لئے
صبر اتنا بھی کر نہیں سکتی — پتھر اک دل پہ دھر نہیں سکتی
سن سنی سی جگر میں ہونے لگی — پھر بھی ماں ہی کا دل ہتھار دی لگی

نصوح

چھوڑ دو انکو یہ کہتے ہیں — کیون یہ آنکھوں سے اشک بہتے ہیں
کیون تمہیں اسقدر ہے رنج و ملال — نہیں جاتی ہین لڑکیان سسرال

فہمیدہ

ہے یہ جانا وہ جانا ایک نہیں — فرق کیا رنج اور خوشی میں نہیں
اک ہنسی اور خوشی کا جانا ہے — جیتے آگاہ سب زمانہ ہے
پر نعیمہ تو لڑ کے جاتی ہے — عمر بھر کو بچھڑ کے جاتی ہے
ہیں لو یہ اپنے دل میں جو شکر — تھی کچھ اوس وقت آپے سے باہر
یون بھی غصہ کوئی اوتارتا ہے — بیاہی لڑکی کوئی مارتا ہے

نصوح

تم نہ دیتیں اگر اوسے تعذیر[1] — تم سے کرتا ابھی میں تقریر

[1] سزا

اُس لئے کی شان حق میں بے ادبی	اور چپ چاپ تم رہیں بیٹھی
یہی ایمان یہی ہے دینداری	ہوئی اولاد اسقدر پیاری

فہمیدہ

ہوتا اس بات کا اگر نہ خیال	کیوں نعیمہ کے منہ کو کرتی لال
شق پر اس غم سے میری چھاتی ہے	لڑکی اب ہاتھ ہی سے جاتی ہے

نصوح

شکر معبود دو جہان کا ہے	کہ یہی وقت امتحان کا ہے
یعنی الفت ہے لڑکیوں کی زیاد	ایک ایمان ہے دوسری اولاد
ہے جو اولاد دشمن ایمان	جمع ہو سکتے ہیں یہ دونوں کہان
دونوں میں سے بس ایک کی ہو لو	یا اسے چھوڑ دو یا اُسے چھوڑ دو

فہمیدہ

ایسی اولاد کو کروں قربان	بس سلامت رہے مرا ایمان
آئے گا عاقبت میں یہ کس کام	اسکے باعث سے ہو گا نیک انجام

نصوح

ہے بڑی چیز دین کیوں نہ ہو واہ	آفریں[52] آفریں جزاک[53] اللہ

فہمیدہ

ایسی اولاد کو کیا کرونگی میں	پتھر اب چھاتی پر دھر دونگی میں
کب یہ عقبے میں کام آئینگے	اپنے اعمال ساتھ جائینگے
بیٹھی رہتی ہوں صبر اب کر کے	سمجھونگی چھوٹی ہے یہ مر کے
روئی یہ کہکے وہ زار زار قطار[54]	تڑپا پھر نعیمہ کو بھی قسمرا س

[52] شاباش [53] خدا نیک بدلہ دے [54] بے اختیار رونا —

نصوح

کرکے مضبوط اب دل ناشاد	اپنے اللہ کو کرو تم یاد
جب تمہاری نہیں بجز ہے بہت	نہ کرو خوف ہوگی خیریت
یہ دعا مانگو اسے خدائے زمن[سلہ]	انکے دل تو دونوں ہوں روشن

فہمیدہ

رونگٹا رونگٹا ہی تیرا	اپنے مالک سے ہے دعا کرتا

نصوح

خیر اب یہ بتاؤ مجھ سے ذرا	کوٹھری میں نعیمہ کرتی ہے کیا

فہمیدہ

جان اپنی نگوڑی کھوتی ہے	اور کیا کر رہی ہے روتی ہے
کہتے آئی تھی میں خبر لینا	پانی والے سے ذرا پلا دینا

نصوح

پانی کا تو یہ اہتمام کیا	کھانے کا بھی کچھ انتظام کیا

فہمیدہ

اسی غصے میں جان کا کھونا	کھانے ہی کا تو ہے بڑا رونا
اسکے فاقوں سے ہی تو ہوں مغموم	کیسا لے دودھ پڑے گا معصوم

نصوح

کچھ کھلانے کی اب کرو تدبیر	میں چلوں مانے گر وہ بد تقدیر

فہمیدہ

یہ طریقہ بھلا مناسب ہے	میرے نزدیک نامناسب ہے

سلہ زمانہ سکے تابع ہیں-

یہ تو سوچو تمہارا سمجھانا — اپنی صحبت میں نہ اسنے گر مانا
کارگر پھر نہ ہو گی کچھ تدبیر — شرم ہو گی یہ اوسکے دامنگیر
باپ کا بیٹے جب کہا نہ سنا — اب جو میں جاؤنگی کہینگے وہ کیا

نصوح

ایک تدبیر سب سے ہے بہتر — اسکی سمجھ لیان تو ہین کہ اثر
ایک کو ان میں سے جو ہو ہوشیار — تم بلا بھیجو اسے مری غمخوار
وہ جو سمجھائیگی بجا ہیگی — دیکھنا پھر یہ کہا نا کھائیگی

فہمیدہ

سچ کہا تم نے میں جانتی ہون — صالحہ کو ابھی بلاتی ہون
بھابجی ہے مری وہ نیک نہاد — دو لون مین مثل جمل بھی ہے زیاد

نصوح

گھر تمہاری بہن کا ہے اچھا — وان ہے روزہ نماز کا چرچا
ہو گی بے شبہہ صالحہ دیندار — اوسکی صحبت ہی ٹھیک ہے اخوار

فہمیدہ

وان کا اللہ رکھے ہے یہ حال — لوگ دیتے ہین اونکے گھر کی مثال
ہین نمازی وہ ایسے نام خدا — نہین ہوتی نماز شب بھی قضا
روش سے ہے کام کاج گھر کا بھی — بال بچون کا سب بکھیڑا بھی

سلہ صفحہ ۳ نماز شب بارہ بجے رات سے ابتدا وقت نماز صبح تک پڑھی جاتی ہے گیارہ رکعت نماز شب کی اس ترکیب سے پڑھی جاتی ہین کہ دو دو رکعت مثل نماز صبح آٹھ رکعت بہ نیت قربت اور دو رکعتین بہ نیت نماز شفع بلا قنوت اور ایک رکعت نماز وتر مع قنوت۔ پڑھنا چاہیے اور قنوت اسطرح پڑھنا چاہیے کہ اللہم اغفر لفلان فلان یعنی چالیس مرد و عزیز احباب کا نام لیکر رکوع مین جائے اور یہ ترتیب معمولی نماز ختم کرے نماز شب کے فضائل و ثواب بے انتہا ہین قرآن مجید مین بھی باوجود عدم وجوب نماز شب پڑھنے کا حکم ہے۔

ہاتھ کیا کام سے رہے خالی	نہین کچھ ایسی فارغ البالی
خوش ہین اس پر بھی انکو راحت ہے	نہ گلہ ہے نہ کچھ شکایت ہے
اپنی کھیتی ہون کوئی عورت اگر	مجھ سے اچھا پہنتی ہے زیور
ہوتا ہے میرے دلکو الجھن	کاش ہوتا یہ میرے زیب بدن
یہی ان بچون کی بھی حالت ہے	نہین انکی بھی ٹھیک نیت ہے
جسکو کچھ کھاتے دیکھ پاتے ہین	نہ منگا دون تو جان کھاتے ہین
ہے بہن کا مری یہ حال مگر	نہین ہوتا کبھی حسد مجھ پر
پہنے اوڑھے اگر مجھے پائین	یا مجھین فرط خوشی سے کھلجائین
اونکے بچون کی بھی یہ عادت ہے	چشم بد دور سیر نیت ہے
کھائی دنیا کی کوئی نعمت اگر	نہین کرتے ہین وہ نگاہ ادہر

نصیحت

جو غنی دل کے ہین وہ ہین خوشحال	بہ دل ست این تونگری نہ بمال
دے توکل جنہین خدائے احد	کیون کرین پھر وہ حرص و طمع حسد

فہمیدہ

دولہا بھائی کے مقدرت کیا ہی	ملتے ہین ماہوار بیس روپے
دی ہے اللہ نے مگر برکت	ظاہری ہے درست حیثیت
نہین اللہ کا دیا کیا ہے	کپڑا لتا ہے گھنا پاتا ہے

سلہ فراغت سے بسر کرنا سلہ حسد بڑا گناہ ہے اسکے معنی رشک کے ہین کسیکو اپنی بہتر حالت مین دیکھکر پیچ کرنا برا ماننا لیکن غبطہ جائز ہے یعنی کسیکو کوئی نیک یا ثواب کا کام کرتے دیکھکر یہ خیال کرنا کہ کاش ہم بھی ایسے ہوتے سلہ یعنی دل غنی ہے سلہ تونگری دل سے ہوتی ہے نہ کہ مال سے۔
سلہ قناعت سلہ بد نیتی سے لالچ۔

کنبہ والون سے شرمسا ہین — ایک پیسہ کی قرضدار نہین
کسی غم مین نہ آہ وزاری ہے — نہ مصیبت مین بیقراری ہے
کچھ سہارا نہین کسیکا ہے — اپنے اللہ کا بھروسا ہے

نصوح

دونون ہنسین ہو تم یہ حیرت ہے — مختلف خصلت و طبیعت سے [1]

فہمیدہ

اپنے میکے مین ہین رہی جبتک — وہی خو بو تھی میری بھی تبتک
جب سے اس گھر مین آئی تہی ہون جہپکی — نہ بگڑنا مری خطا ہو معاف
تا کی دیکھین جو عادتین کچھ اور — رفتہ رفتہ بدل گئے مرے طور
شغل روزہ تھا یہان نہ ذکر نماز — مرے بھی ہو گئے انداز اُس
عہد ہے اب خدا سے نیکی کیا — نہ کرون گی کبھی نماز قضا
جلد فہمیدہ نے پہراک ڈولی — صالحہ کے بلانے کو بھیجی
لکھدیا پہلے مجکو دینا خبر — پہنچے جیسے سواری ڈیوڑی پر

فصل ششم

نصوح اور منجھلے بیٹے علیم کی گفتگو

پھر اوسیدن نصوح خوش اوقات — بیٹھا تھا پڑھکے وقت عصر صلوات [2]
منجھلے بیٹے کو اپنے پوچھوایا — مدرسہ سے علیم ہے آیا
کوئی بولا ابھی تو آئے ہین — نہین کپڑے تلک اوتارے ہین

[1] عادت خصلت [2] نماز ۔۔

کہا اوسنے ذرا یہان آئین — جب فراغت وہ کاموں سے پائین
بعد کچھ دیر کے علیم اختر — ہوا خدمت مین باپ کے حاضر

باپ

سنتا ہون کرتے ہو بڑی محنت — آجکل پڑتی ہے کڑی محنت

منجھلا بیٹا

اسکی تیاریان ہین شام و سحر — امتحان کا زمانہ ہے سر پر
روز کرتا ہون یہ ارادہ جناب — شکو دیکھا کرون مین گھر پہ کتاب
بڑے بھائی کے دوست آتے ہین — اور وہا چوکڑی مچاتے ہین
شور و غل مین ہے عقل کھو جاتی — ہے طبیعت اوچاٹ ہو جاتی

باپ

بڑے بھائی سے اتنا ہو ڈرتے — انسداد[1] اوسکا کیون نہین کرتے

منجھلا بیٹا

شغل مین ہون پڑھ سکے مین ناچ — ہے میرے اختیار سے خارج
رائگان[2] ہوتی ہے میری اوقات — کٹتی ہے اسطرح سے میری رات
اونکا یہ انتظام مین نے کیا — گھر کا رہنا بھی مین نے چھوڑ دیا
ایک لڑکا ہے میرا ہم مکتب — تڑکے جاتا ہون اسکے گھر پر اب

باپ

ہان بڑے امتحان کیواسطے بھی — کہو کچھ کر رہے ہو تیاری

منجھلا بیٹا

ابھی اسکا ہے ایک زمانہ پڑا — فارغ اس سے تو پہلے ہو لون ذرا

[1] موقوفی [2] ضایع۔

باپ

مطمئن دل جو اس نا دلبر ہے — وقت اسکا کوئی مقرر ہے

منجھلا بیٹا

ہاں زمانہ معین اسکا ہے — بڑے دن کے قریب ہوتا ہے

باپ

اور کچھ کہتا ہوں میں جان پدر — تم نہ سمجھے مرا کلام مگر
جو کہ ہے امتحان سب سے بڑا — ہے مراد اوس سے تیری روز جزا
فکر اسکی جو میری جان نہیں — سب سے بڑھکر وہ امتحان نہیں
باپ کا منہ علیم نے دیکھا — ہکا بکا ہوا وہ کچھ نہ کہا
تب یہ بولا نصیح نیک انجام — میری جان کچھ نہیں ہے اسمیں کلام

منجھلا بیٹا

سب سے بڑھکر ہے ابا جان وہی — ہے قیامت کا امتحان وہی

باپ

چھوٹے چھوٹے جو امتحان ہیں تمام — حال اونکا میں پوچھتا ہوں مدام
اوس بڑے امتحان کو پھر کیا — حق نہیں مجھکو تم سے پہونچیگا

منجھلا بیٹا

عرض کرتا ہوں میں حضور یہ کب — آپکو حاصل اختیار ہے سب

باپ

خیر اسکا جواب دو بیٹا — کی ہے تیاری اوسکی تم نے کیا

۱ کرسمس ڈے عیسائیون کی عید کا زمانہ ۔

منجھلا بیٹا

گو کہ وہ امتحان ہے دشوار — کچھ ہے لیکن نہین ہون مین تیار
کیا کہون کسقدر ندامت ہے — وجہ سب اوسکی میری غفلت ہے

باپ

میری جان جیسا تم ہو ہوشیار — اور رہے ان امتحانون مین تیار
ہوتی ہے رات دن مشقت بھی — کرتے ہو پیشتر سے محنت بھی
ہے تعجب مجھے یہ جان پدر — غافل اس امتحان سے ہو مگر

منجھلا بیٹا

اپنی غفلت کا کیا بتاؤن حال — شامت نفس و شامت اعمال

باپ

صاف کہتے نہیں ہو تم بیٹا — کچھ سبب اور ہی ہے غفلت کا

منجھلا بیٹا

یہ بھی گردش ہے میری قسمت کی — ہے تساہل ہی وجہ غفلت کی

باپ

میں نہ سمجھا تمہارا کچھ مطلب — یہ تو لفظون کا ہیر پھیر ہے سب
پوچھتا ہون سبب مین غفلت کا — کہتے ہو تم تساہل اے بیٹا
ہے تساہل وہی وہی غفلت — وہی معلول اور وہی علت
اور یہ غیر ممکنات[1] سے ہے — دلکو الجھن تمہاری بات سے ہے

[1] سلہ تر بہونی ۔

منجھلا بیٹا

گھر میں کچھ دین کا نہ تھا چرچا … یہ ہی شاید سبب ہے غفلت کا

باپ

بیٹے پوچھا جو کہو وہ کہو گے سب … قدر طاس کے تھا میرا یہ مطلب
کہو تم صاف صاف اے دلبر … نہیں الزام اسکا کچھ تم پر
ہیں سبب ہم ہی تمہاری غفلت کا … ہوں میں ہی مستحق ملامت کا
اپنے چھوٹوں کے آگے اے دلدار … جرم کا اپنے کرتا ہوں اقرار

منجھلا بیٹا

آپ فرما رہے ہیں کیا یہ حضور … ہے سراسر میرا ہی اس میں قصور
عقل اتنی خدا نے کی تھی عطا … کہ یقین مجکو اپنی موت کا تھا
پھر نہ سمجھا میں واہ ری غفلت … کچھ تو ہے اس وجود کی علت
فرض ہے طاعت خدا اور وہ … تاکہ کھلے فرق عبد اور معبود

باپ

سنکے یہ باتیں خوش ہوا میں خریں … تم تو ہو واقف مسائل دین
مجکو رہتے ہیں عجب اسکا … کسنے سکھلائی ہیں تمہیں بیٹا
نہ کبھی بیٹے کی تمہیں تلقین … مدرسہ میں بھی اسکا ذکر نہیں
ترتیب ہی الگ وہاں کی ہے … فلسفہ[1] ہندسہ[2] ریاضی[3] ہے
اور ہے مسٹری[4] وجاگرفی[5] … نہیں تعلیم ہوتی ہے دینی
مجکو حیرت ہے آنجمہ صفات … ہوئی کیونکر تمہیں یہ معلومات

[1] ایک علم کا نام [2] علم حساب [3] اقلیدس [4] تاریخ [5] جغرافیہ

اسمین کچھ شک نہین ہے ابا جان | سیکھے مکتب مین جب پڑھا قرآن
اک تو یونہی تھی کم سنی میری | دوسرے وہ زبان تھی عربی
رٹ گیا طوطے کیطرح گو سب | سمجھا اک فقرہ کا نہ مین مطلب
درس مین تھی کتابین جتنی | ان مین قصہ کہانیان تھین ہرنیا
الغرض ان سبق مین پڑھتا تھا | بوستان و بہار دانش کا
لعنت ایسی بہار دانش پر | جسکا اخلاق پر برا ہوا اثر
جس مین ہر ایک بات بیہودہ | مہمل اور واہیات بیہودہ
ایکدن راستہ مین جاتا تھا | اٹھکے مکتب سے گھر کو آتا تھا
سنئے اب ایک مرد حق آگاہ | اپنی ڈیوڑھی مین بیٹھے تھے سر راہ
مولوی وضع اور ثقہ صورت | ہمہ تن نیک اور خجستہ سیرت
ایک لڑکا بھی تیرے ہی ہم سن | بیٹھا تھا پاس انکے وہ کم سن
باپ بیٹے تھے غالبا وہ جناب | ہو رہے تھے باہم سوال و جواب
باتین تتلا کے کرتا تھا جو پسر | مین بھی سننے لگا ٹھہر کر

پدر

ہان بتاؤ تو جلد تم بیٹا | دین اسلام کے اصول ہین کیا

پسر

پہلے توحید ایزد غفار | دوسرے عدل خالق مختار
پھر نبوت امامت اور معاد | ہین یہ پانچون اصول مجھے یاد

سلہ سبق سلہ ایک کتاب کا نام ہے جو اخلاق خراب کرنیوالی ہے سلہ نام پیغمبر سلہ خدا ایک ہے سلہ خدا عادل ہے سلہ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ خاتم النبیین ہین سلہ اول امام علی مرتضی دوسرے حسن مجتبے تیسرے حسین شہید کربلا چوتھے علی ابن الحسین بیمار کربلا پانچوین محمد باقر چھٹے جعفر صادق ساتوین موسی کاظم آٹھوین غریب الغربا امام رضا نوین محمد تقی دسوین علی النقی گیارھوین حسن عسکری بارھوین امام زمان مہدی آخر الزمان ادعی ہذا ہم معصومین

پدر

حفظ ہین یہ تو بر زبان شاباش — معنی اسکے کہو تو ہان شاباش

پسر

جو کہ ہے مالک زمین و زمان — جسنے پیدا کیا ہے سارا جہان
باپ اوسکا ہے کوئی نہ بیٹا — وہ ہمیشہ سے ہے رہیگا سدا
بس ان اوصاف کے وہ قابل ہے — وحدہٗ لاشریک و عادل ہے
اور محمدؐ ہیں ہم سبھون کے نبی — قریشی ہاشمی و مطلبی
ہو درود و سلام لیل و نہار[1] — بہ محمدؐ و آلہ الاطہار
ہادی و رہنما ہیں بارہ امام — عرصۂ حشر مین جو آئینگے کام
اون کی طاعت کرین کیون نہ ہم — کہ اولی الامر[2] ہیں وہ خاص اب
کچھ شک اس مین نہ شبہہ مطلق ہے — کہ قیامت کا آنا برحق ہے
پائینگے نیک و بد ثواب عذاب — ایک ایک ذرہ تنک کا ہوگا حساب

پدر

مرحبا واہ یوں ہیں جان پدر — کہہ تو جا فروع دین فر فر

پسر

سنیے سنئے ہین وہ صوم[3] و صلوٰۃ[4] — اور حج[5] و جہاد[6] و خمس[7] و زکات[8]

۱ رات دن ۲ صاحبان حکم ۳ روزے یعنی ماہ رمضان کے ۳۰ روزے واجب ہیں ۴ نماز یعنی پانچ وقت کی سترہ رکعتیں صبح کی دو ظہر کی چار عصر کی چار مغرب کی تین عشا کی چار ہر عاقل بالغ پر واجب ہین ۵ استطاعت اور مقدور ہو تو عمر میں ایک بار حج کعبہ واجب ہے ۶ امام زمانہ کے حکم پر کفار سے لڑنا واجب ہے ۷ مال کا پانچوان سادات کو دینا واجب ہے ۸ اگر سال بھر چالیس روپیہ یعنی زر نقد جمع رہے تو ایک روپیہ خیرات دینا واجب ہے اسی حساب سے زیادہ روپیہ پر فی چالیس ایک دینا لازم ہے

فرض ہیں جو ہر اہل ایمان پر — جو ہیں واجب ہر اک مسلمان پر
خوش ہوا سنکے وہ جو مدعی ہوا[1] — منہ کو بیٹے کے باپ نے چوما
دفعتہ پڑ گئی نظر مجھ پر — ہنس کے کہنے لگا وہ نیک سیر
کیا کھڑے ہو وہاں یہاں آؤ — بیٹھ کر اک ذرا چلے جاؤ
کچھ بھی کہتے نہ بن پڑا آخر — سب کر منہ سے نکل گیا حاضر

شفیق

تمکو کہتے ہیں لوگ کیا بیٹا — نام کیا ہے تمہارے والد کا

یمین

قبلہ من علیم ہے یہ غلام — ہے جناب نصیح باپکا نام

شفیق

دیکھو میں ہاتھ میں کتاب ہے کیا — شوق ہے تمکو لکھنے پڑھنے کا

یمین

گو کہ حاضر ہے لیجیے یہ کتاب — بری باتیں[2] مگر ہیں اسمیں جناب

شفیق

رہنے دو دیکھنے سے باز آیا — ہے یہ بیٹا بہار دانش کیا
تم پڑھا کرتے ہو کتاب ایسی — طرز تعلیم واہ یہ کیسی
ہے بد اخلاقیاں جو سکھلاتا — کون کمبخت ہے وہ کہہ ملا[3]
اس نصیحت کو گوش دل سے سنو — اب نہ پڑھنا بہار دانش کو

---

۱ یعنے مرد پابند احکام شرع وہی شخص جو اپنے بیٹے کو پڑھا رہا تھا
۲ بری باتیں خراب عادت سکھانیوالی ۳ نیم ملا خطرہ ایمان کم پڑھے لکھے استاد

بیٹی

نہ پڑھوں گا اسے میں بار دگر ۔ آپ سچ کہتے ہیں بہت بہتر

قطعہ

واہ تمکو پڑھائے ہے سوا نصیحت ۔ مجھکو کرلی قبول ایسی پند

دو اب اس بات کا بھی کچھ جواب ۔ دیکھی ہے دین کی بھی کوئی کتاب

کبھی یہ بھی سکھائی تھی استاد ۔ ہیں اصول و فروع دین بھی یاد

بیٹی

آپ نے اس گھڑی کی نصیحت ۔ یہ تو باتیں کبھی سنی بھی نہیں

اگر جو کان ہیں [illegible] ۔ نہ مرے گوش زد ہوئے کبھی

[illegible] ۔ [illegible] استاد

[illegible] ۔ [illegible] وہ گئے اور

لا کے پھر ایک کتاب دی مجھکو ۔ اور تاکید بھی یہ کی مجھکو

اسے مریجان گھر میں جا کر تم ۔ دیکھنا اس کو دل لگا کر تم

کرکے تسلیم میں ہوئی رخصت ۔ یاد اتنا ہے مجھکو وہ صحبت

ہو ابھی پہنچے سکے اسکی مجھ پہ عیاں ۔ تھی مری نسبت [illegible] حیوان

دیکھا اپنے گھر کی یہ حالت ۔ ہو لی [illegible] مرے قلب کو وحشت

[illegible] ۔ نہ کیا رخ بھی پھر مکتب کا

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

[illegible]

القصہ یہ بھی ہے عجیب غریب / الغرض تھی جو شب برات قریب
بن رہے تھے پٹاخے اور انار / تھوڑا کاغذ تھا بھائی کو درکار
[illegible] میں کیا کچھ تھے جناب / لگ گئی اوسکے ہاتھ میری کتاب
پھاڑ کر اوسکے ٹکڑے کر ڈالے / آجتک میرے دل میں ہیں چھالے
سینہ پھر آکے سر پٹکا / لیکن اب میرے غم سے ہوتا کیا
دل میں سوچا کہ پھر وہیں جاؤں / اک کتاب اونسے اور لے آؤں
جا کے دیکھا تو وہ مکان میں نہیں / شہر ہی سے چلے گئے ہیں کہیں
ہوکے مایوس جب پھرا میں شتاب / ملکے ہاتھ انکو رہ گیا میں جناب
بھائی سے جب کیا کتاب کا ذکر / مجھسے فرمایا عبث ہے تجھے فکر
نہ رہے وہ تو شکر کی ہے جا / ورنہ ہو جاتا تو بھی کٹھ ملا
اک تو مجھکو الم کتاب کا تھا / سن کے یہ اور ہی ہوا صدما
[illegible] / ہو گیا دوسری طرف مائل

نتیجۂ صحبت

ہائے جو ہیں ہمارے لخت جگر / اون کو مذہب کی کچھ نہیں ہے خبر
اصل میں یہ سبب ہے مطیع شیطان ہیں / ہم فقط نام کے مسلمان ہیں
خیر تو بھی کنارے سے اے بیٹا / اک رسالہ تو دین کا گذرا
تجھکو اسوقت جو ضرور ہے / یہ بھی اوسکے لئے غنیمت ہے
[illegible] / کہ عجب چیز ہے یہ ہمدردی
چاہتا ہوں ان سب میں نور نظر / اسکا تم پر ہوا کیا نیک اثر

ـــــ آتشبازی میں وہ چیز جس میں آواز مثل بندوق کے نکلتی ہے اسے پٹاخہ کہتے ہیں ۔

علیم

مدرسہ کا مرے کوئی لڑکا	مجھسے کچھ پوچھتا ہے یا پڑھتا
سنین کرتا ہون مین دریغ کبھی	یہ بھی ہو کیا عجب ہے ہمدردی
ایک مین اور کرتا ہون یہ کام	امتحان مین جو ملتا ہے انعام
جو محلہ مین ہین غریب و یتیم	سب مین کردیتا ہون اونہین تقسیم
بلکہ ایک مرتبہ اسی مد مین	پڑ گیا تھا مین سخت مشکل مین

نصوح

تجھ سے تفصیل ہے کہو تو ذرا	اے مری جان تھے وہ وقت کیا

علیم

جا رہا تھا مین خالہ جان کے گھر	تھا اسکین کے کوچہ مین گذر
چند چپراسی محکمے کے آئے نظر	جو تھے گھیرے کھڑے کسی کا گھر
جمع تھے اور بھی تماشائی	دیکھون مین بھی کیا شئی آئی
وان جو پہنچا تو یہ کھلا مجھپر	ہو رہا ہے تباہ اون کا گھر
ایک عورت ہے بچہ والی غریب	روز بد دیکھے اوسکے ہائے نصیب
شدت غم سے حال ابتر ہے	کہ گرفتار اوسکا شوہر ہے
قرض بنئے سے کھایا تھا لیکر	اوسکی ڈگری ہوئی ہے جو اوسپر
ہے عدالت کا حکم یہ جاری	اوسی علت مین ہے گرفتاری
کہہ رہا تھا وہ مرد ایک بزاز	کیا کرون آجکل ہون مین ناچار
اسکا قرضہ ہے واجبی مجھ پر	تنگدستی سے ہون مگر مضطر

سلہ محلہ کا نام سلہ ملازم عدالت سلہ مہاجن سلہ وانکو بدیہ فیصلے کے ذریعہ وصول کرنیکا حکم

منشیوں وہ جو ادا کرتا تھا	نہ کوئی نقصان دہر کے تھا سکتا
مگر اک شخص کو جو رحم آیا	بولا لالہ سے وہ سنو تو ذرا
تم نے اتنا کیا ہے صبر جہاں	اور دس پانچ روز ٹھہرو یہاں
تو نہ مچلا سکے بولے لالہ جی	واہ تم نے میاں یہ خوب کہی
اب طرح دیتا ہوں سمجھتا ہوں کھول	برسوں کا قرضہ اور ٹال مٹول
بیٹھے خاں صاحب آج تو بجرت	اب اوتروا کے لیتا ہوں عزت
رہتا گرفتار وہ جو تھا تہمت	گو کہ مفلس تھا پر تھا غیرت مند
سنکر بیٹے نام عزت کا	غصہ آیا اوسے قیامت کا
دیکھے چپراسیوں کو وہ دیگر	جاکے گھر میں پڑا وہ منھ لیکر
چاہتا تھا کہ اک رسید کرے	تھی اوس بیٹے کی پلید کری
گر پڑی اوسکی بیوی پیروں پہ	اور کہنے لگی یہ رو رو کر
ہے یہ غصہ تمہارا بے ہنگام	سوچ تو پہلے اسکا تم انجام
اپنے بچوں کا بھی خیال نہیں	ہے ٹھکانا تمہارے بعد کہیں
بچے بھی جان اپنی کھونے لگے	باپکو روتا جو دیکھا رونے لگے
دیکھکر اپنے بچوں کو روتا	پڑ گیا وہ غریب بھی ٹھنڈا
پھینک کر حقہ کو کہا تم وہ ہیں	بولا بیوی سے بادل غمگین
خیر اس کی کرو کوئی تدبیر	جو بچے میری عزت و توقیر
بولی وہ گھر میں چیز بست ہے جو	دے دلاؤ اوسکو جو کچھ ہو
لے جاؤ نہ تم کسی صورت	پھر تو جو کچھ پڑیگی بنگی بگت
تاشے کی دو پتیلیاں تھیں	اک لوٹا اک کٹورا اک چکی

له بڑا دست کے گھنا یا تا برتن وغیرہ۔

ہاتھوں پاس اس ضعیفہ کی تھوڑا جو تھا
یہی کل کائنات تھی گھر کی
لالا اول تو مانتا ہی نہ تھا
رحم جیسا اسیوں کچھ بھی آیا
راضی اس پر ہوا غرض مردود
پھر یہ دو ن ر دئیے جو سات ابھی
کل اٹھا ڈالے تھے شئے نہ دام مگر
بولا لائی ہے جا کے چرا زیور
آبرو اپنی بچنا مشکل ہے
کانوں میں لڑکی کی فقط اب دو
تھی بعینہ وہ لڑکی بھی ایسی
بالیاں ہاں اوتار لے گئی جب
پھر تو مجھ سے بھی ضبط ہو نہ سکا
اس مصیبت میں آنکھ سے لخت
دھیان آیا جو یہ شبہی کچھ آس
سر پر اک میرے بھاری ٹوپی
نکرون کچھ کسی کا خوف و خطر
کیا عجب ہے یہ فکر چل جائے
تھا وہاں سے قریب ہی بازار
وہاں ایک گوٹے والے سے چلے
بیچ کر لوٹی خوش ہو اس کمال

چاندی کی چوڑیاں بھی جیسے تار
لا کے جو ہم غریب نے رکھدی
وہ سرس کھانا جانتا ہی تھا
اور سمجھوں نے بھی اسکو سمجھایا
دین اگر پانچ اصل اور دو سود
چھوڑ کر خرچہ دو دن نجات ابھی
چار یا ساڑھے چار سے بڑھکر
ابھی ہم ہر طرح سے ہیں مجبور
اور ابھی چاہئے تسے ڈھائی روپے
بالیاں چاندی کی ہیں وہ لو لو
بالکل ابا حمیدہ ہے جیسی
لڑکی اس بیکسی سے روئی جب
سینے اوسوقت اپنے دل کہا
کیا میں کر سکتا ہوں ابھی اسکی مدد
کوئی اتارا آنہ میرے پاس
عید کو اماں جان نے دی ہے
بیچوں بازار میں اوسے چلکر
کام ان لوگوں کا نکل جائے
اک دوکان پر گیا میں جو کھا
اٹھ گئے تو وہ دو آنہ پانچ روپے
سر سے ٹوپی لیا اک رومال

وان جو پہنچا تو دیکھا ہر لڑکیا
اونکو لیجا سکے جیسے تھے جو ایسی
جینے عورت کو مضطرب پاکر
متحیر ہوے وہ پیلے کمال
کچھ نہ سمجھی رقم جو پائی ہے
جان پہچان اک جو وان چلا آیا
اور بچون کو لیکے وہ مضطر
بات کی بات میں وہ خوش ہوا اور
خوش ہوے بچے ماں بھی پر لڑکے
کبھی آپس میں وہ لپٹے تھے
اب مرا وہ میان آیا عورت کو
اسقدر شور کیون مچایا ہے
پھر مری سمت اشارہ کرکے کہا
یہ اسی رحم دل کی تھی ہمت
ترس انکو یہ ہم پر آیا ہے
لکھین لنگر نہ بھیک کا پاتے
کون بیٹھا ہوا اتہار اٹھتا
ہاتھ پیر اونکے چلتے ہین جبتک
تا لی سکے ہماری یہ اہمنت
اسنے اتنا بڑا کیا احسان
مجکو ان بچون سے دیکھیگا

گھر میں ایک روتا پیٹتا ہی پڑا
نہ بچی جان شیخ صاحب کی
دیدی جیکے سے وہ رقم لاکر
فرط شادی سے پھر ہوا یہ حال
کیسی ہے اور کہان سے آئی ہے
وہ روپے سا تون وہ کا دوڑ آیا
ہم بھی دروازہ پر کھڑی آکر
چھوٹ کر آ گیا وہ مرد غیور
تھا ہر اک اپنے جامہ سے باہر
اور کبھی باپ سے چمٹے تھے
بولی بچون سے اپنے کمبخت
کیا کوئی بھوت سر پر آیا ہے
جو کھڑے ہین یہ دو تم انکو دعا
جسکے صدقے میں بچ گئی عزت
اتنی جانون کو جو بچایا ہے
یہی ہوتا کہ بھوکون مرجاتے
باپ کے دم کا ایک سہارا تھا
رو رہی سو رہی یہ پلتی ہے تب تک
سب یہ لڑکا فرشتہ رحمت
رشتہ ناتا نہ جان پہچان
جن نگاہون سے شکر کے دیکھا

کیا بتاؤں جو میری حالت ہے	آج تک دل میں وہ حسرت ہے
دل میں اب تک کئی ہوس گئی وہ فرض	یہ رقم بیٹے انکو دی بہر قرض
میں سمجھتے ہی کو دکان سمجھتا	مگر ان لوگوں نے نہ جانے دیا
منتیں کر کے لے گئے اندر	اور بٹھلایا ایک چوکی پر
پھر یہ بولی میاں وہ عورت	تو جو کوئی لیتا ہے خیرات
تم تو بازاری ہی نہیں جاسکے	اک گلوری بھی لے نہیں آسکے

بین

فائدہ کیا اٹھاؤ گے لیو رحمت	پان کھا لینگی ہے کس عادت

عورت

اپنے محسن کے کام میں تکلیف	کوئی پاجی اٹھائیں ہیں ہم شریف
گر اجازت تمہاری پائیں ہم	آنکھیں قدموں تلے بچھائیں ہم
تیری اس بھولی شکل پر بی بی	دل تو ہی چاہتا ہے ہوں میں فدا
تم پہ میں لاکھ بار ہوں قربان	کچھ بتاؤ تو اپنا نام نشان

بین

یہی صابر میاں کی ہے سرا[1]	بس وہیں رہتی ہیں مری خالہ

عورت

خیر جو کچھ ہے آج ہمکو دیا	اوسکے تم اسکو ہم کب بیٹا
اپنے بچوں کا پیٹ کاٹینگے	اور قرضہ تمہارا پائینگے
ہم تو دو ہی پیسے کے اندر	یہ تمہاری رقم چکا دیتے مگر
آجکل کام کم نکلتا ہے	انکی ہی بس نہ زور چلتا ہے

[1] محلہ کا نام۔

تم نے احسان کیا ہے اتنا بھاتا — اب عنایت کرو تم اوٹھی [illegible]
سمجھیں ہم مول لے لیا ہمکو — دور [illegible] پھوار [illegible]

بین

[illegible] کی [illegible] کیا — اس نظر سے [illegible] دیا
سنتے ہی یہ زبان میری کلام — اسقدر خوش ہوئے وہ لوگ تمام
یوں [illegible] — ہو رہا یوں جسطرح سلطان
جان ہو جیسے جسم انسان میں — پھر ہو حلقہ میدان میں
صورت ایسی تھی میری شکل گذار — [illegible] لیلی کا [illegible]
[illegible] — [illegible] حال
بولی عورت کہ ہوں تم پہ فدا — سر کی [illegible] کیا
پھر تو [illegible] اسدم — [illegible] تھا وہ رقم
[illegible] یہ سنکر — [illegible] تھی اور وہ مضطر
تھا وہ عاجز کی پیش آئی — آنکھ میری حیا سے نیچی ہو گئی
[illegible] عرض رخصت — گو کہ آنے نہ دیتی تھی عورت
ٹوپی پہنے تھا جو میں سر پر — لیں چلا وہاں سے میں تو اپنے گھر
کیا کہوں کسقدر حیا آئی — [illegible]
نظر آئی جو میری یہ [illegible] — دور ہی سے [illegible]
پھر یہ [illegible] — کیا [illegible]
[illegible] اس بات [illegible] — [illegible] کیا
[illegible] زبان سے [illegible] — [illegible] جان سے ظاہر
[illegible] علیم کی [illegible] — ٹوپی [illegible]

نہ سمجھین مولوی جی سمجھتی تھین　　میں چھوڑا کچھ اور لٹنے پڑے کہین
مجھسے جب امّی جان نے پوچھا　　لگے ہاتھونکو جوڑ کر یہ کہا
جس نے یہ آپسے کہا ہے حضور　　پہلے ثابت کرے وہ میرا قصور
کچھ جو ہو ٹوپی چھپا کر کھایا　　جو سزا چور کی وہ میری سزا

اماجان

پھر وہ کیا ہو گئی جو سر پہ نہین　　کہو تو بھیجے نہین تم اسکو کہین

بہن

نہین یہ بھی نہین ہے اماجان　　ٹوپی کھو دون میں ایسا ہون نادان

اماجان

نہیں کیا فہم میں تری گھاتین　　کچھ تماشے کی ہیں تری باتین
کھو رہے ہو نہ کھوئی سے بچی　　نہین کھلتا کہ کیا ہوئی ٹوپی

بہن

آپ کر لیجئے یقین اس کا　　نہین بیچا ہوا ہے صرف اسکا

اماجان

یہی بیٹا ہین گن تمہارے اگر　　خوب روشن کروگے نام پدر

علیم

میں پڑا تھا عجیب مشکل میں　　دھیان کیا کچھ نہ آتے تھے دل میں
کبھی کہتا تھا سچ ہے جو وہ کہون　　کبھی یہ کہتا تھا خموش رہون
مجھکو اس بات کا بھروسہ تھا　　پاک ہے جب معاملہ میرا
معاف ہو جاینگے وہ مجھسے ضرور　　پھر گئی ایکدن یہ بد گمانی دور
کیا تماشہ ہے اسکی قدرت کا　　ابھی اک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا

صالحہ و عفت پڑھی بیاں
سنئے یہ اتفاق ہے حضرت
اور بیٹھا ہوا تھا میں بھی وہیں
مجکو محبوب تھے پر کمال کیا
ہنسکے اماں یہ مجھسے کہنے لگیں
کیوں نہ ان اماں جان ہو کے سوار
آئی خالہ کے گھر وہی عورت
دیکھتے ہی مجھے دعائیں دین
لی بلائیں بیان وہ حال کیا
چوری پکڑی گئی تری کہ نہیں

نصوح

شک نہیں ہے جو بات تم نے کی | یہ تو ہے انتہائی ہمدردی
بیٹے اپنے عزیز سب سے سوا | مستحق اسکے ہیں مگر بیٹا

علیم

فضل پروردگار عالم سے | ہیں زیادہ غنی وہ سب ہم سے

نصوح

کیا فقط ہے سلوک اسکا نام | سب روپے پیسے ہی سے چلتے ہیں کام

علیم

گو مری عقل و فہم کا ہے قصور | میں تو ایسا ہی جانتا ہوں حضور

باپ

نہیں حاجت ہو جستجو جسکی | پورا کرنا ہے اوسکا ہمدردی
سب سے بڑھکر ہے دولت اسلام | بے نصیب اوس سے خاندان تمام
انکو تلقین دین کی حاجت ہے | وعظ اور پند کی ضرورت ہے
تم نے یہ فرض تو کیا نہ ادا | ہمدردی کو فرض عین ہی نہیں سمجھا

علیم

بجا ہے حضور | غلطی یہ مری ہے میرا قصور

نصوح

تمکو الزام دون مین کیا بیٹا | تم سے بڑھکر کہین ہے میری خطا
خیر اچھا گذشتہ را صلوات | چاہیے اب تلافی مافات[۱]
عہد مین نے یہ کرلیا ہے اب | کہ سکھاؤن عقاید مذہب
گو کہ مشکل ہے اس کا بھی اقرار | ان کی اصلاح ہو بہت دشوار
ہان اگر میرا ساتھ تم بھی دو | کیا عجب ہے جو کامیابی ہو

علیم

ہین فرزند ناخلف یہ غلام | بدل و جان ہین تابع احکام
متحیر ہون سر مین حد سے زیادہ | کیا کرون گا مین آپ کی امداد

نصوح

ہے تمہاری مدد یہ اے دلدار | توبہ کرکے ہو تم اب دیندار
مرغ بازی بٹیر کنکوا | مشغلے سب یہ چھوڑ دو بیٹا

علیم

آپ جو کہتے ہو وہ بہتر ہے | فائدہ میرا سب سراسر ہے
ہو جو بالفرض اس سے قطع نظر | تو خرابی ہے میری سرتاسر
اسطرف آپکو کرون مین خفا | مجھسے ناراض اوسطرف ہو خدا
پھر زمانہ میں بھی ہو بدنامی | اور ہو عاقبت میں ناکامی
عبد و مولا دہندہ و سبحان | نوکر آقا رعیت اور سلطان
باپ بیٹے سبھی برابر ہین | نسبتین ایک یہ سراسر ہین

۱ گذشتہ امور کا معاوضہ۔

لاؤنگا حکم آپ کا میں بجا	اگر خدائے کریم نے چاہا

باپ

واہ اے میری جان و نورِ نگاہ	بارک اللہ[1] و جزاک اللہ[2]
مطمئن کر دیا ہے دل میرا	دین و دنیا میں خوش رہو بیٹا
خیر اب تم سدھارو نیک اساس	بڑے بھائی کو بھیجدو میرے پاس

علیم

اون کی بھی ہے اسی سے طلبی	شاید اوس سے بھی گفتگو ہو ہی
سب سے نزدیک تو یہ ہے بہتر	باتیں ہوں بالمشافہ اگر

نصوح

گو تردد تمہارا سب ہے بجا	کر چکا ہوں میں غور اے بیٹا
پر یہی رائے ٹھہری آخر کار	کروں حجت تمام خود ایکبار



نصوح نے بڑے بیٹے کلیم کو بلایا اور ہرچند حمیدہ اور علیم دونوں نے سمجھایا لیکن وہ راہ پر نہ آیا

غرض آیا علیم نزدِ[3] کلیم	اور پیام پدر کیا تفہیم[4]

کلیم

آجکل کیا ہے یہ تو خیریت	جو ہے ہم لوگو پر بڑی شفقت

۱ خدا برکت دے ۲ خدا تجھے اسکی خیر دے ۳ نزد برو ۴ سمجھانا

اتنے مین آگیا سلیم حزین
سر کو منڈوائے تھا وہ اہل یقین

دیکھے جاتا تھا دل مین تھا خیال
نہ بڑے بھائی دیکھین یہ حال

ناگہان دی کلیم نے آواز
کر گئی روح اوسکی لب پہ پرواز

بولتے واسے دلین انکے ہوسے
سر منڈا اٹھتے ہی پڑ گئے اوسکے

منجھلے بھائی کو دیکھ پایا جب
جان مین جان اوسکی آئی تب

پاس آکر کہا بغیر سوال
باپ کے حکم سے منڈائین بال

بڑے بھائی

دیکھتے ہے یہ باپ کی شفقت
خاک مین برسونکی ملی عزت

کیا کہے کوئی اس محبت کو
کیا بگاڑا ہے اپنی صورت کو

چھوٹے بھائی کی طرف مخاطب ہو کر

رنج تمکو بھی بالون کا ہوگا
دل تمہارا بہت کڑہتا ہوگا

چھوٹے بھائی

ایک مدت تک مجھے تھا خیال
کہ منڈا دون مین اپنے سر کے بال

ہوگا ایک مرتبہ یہ آپکو دھیان
سر منڈانیکو تھا مین بھائی جان

آپ اس دن ہوے تھے مجھسے خفا
نام پھر آجتک نہ مین نے لیا

بڑا بھائی

ٹھیک کہتے ہو یاد آیا اب
کیا ہوئے وہ تمہارے ہم مکتب

تھے وہ چارون غریب کے مرجع
مکر کے تھے عناصر اربع[1]

خوب بکتا تھا تمہین مرجان
کہ وہ چارون سے تھا لی شیطان

---

[1] ف مکر [illegible] یعنی جیسے عناصر [illegible] آگ پانی ہوا مٹی یہ عنصر چار

چھوٹا بہائی

کہتے ہین آپ ناحق اونکو بڑا	وہی تو اباجان نے بھی کہا

بڑا بہائی

میرے بیمار دو آسکتے ہیں ابھی	کبھی تھی پہلے بھی یہ بات کبھی
بس سمجھ لو دماغ کا ہے خلل	تم کرو اونکی بات پر نہ عمل
تم سے پہلے بھی عقاید سے کہا	ڈاکٹر نے جو دی تھی اونکو دوا
حبس کے زور حد سے تھے جو بڑہے بھی	وہ بخارات مغز پر ہین چڑھے

منجھلا بہائی

حفظ اداب آپکو نہ رہا	آپ نے سوچے تو کیا کہا
آتا ہون اونکے پاس سے مین ابھی	دیر تک جیسے بات چیت رہی
میرے نزدیک ان کے اب اکثر	ہین خیالات پہلے سے بہتر

بڑا بہائی

سنتا ہون آجکل ہین یہ انداز	کہ پڑہا کرتے ہیں وہ روز نماز

منجھلا بہائی

ہان تو پہر آپ اسے پسند و قلد	دیتے ہین کیا جنون اسکو قرار

بڑا بہائی

تم تو کرتے نہین ہو غور ذرا	سینگ سر مین جنونکی ہوتے ہین کیا
دور کی تھی صدا سے بہاری	ہوتا جلسہ کوئی بڑا بہاری
کرتے تعریف اونکی خاص و عام	کسقدر شہر بھر مین ہوتا نام
یہ گہرانے کے ہین سنے انداز	جاکے مسجد مین پڑہ رہے ہین نماز

ماہ رمضان

سیکھئے اب خدا کی ہے قدرت — آپکے مولوی ہیں ہم صحبت
کرو ذلیل اسقدر ہیں یہ ملّا — کہ ہے خیرات پر گذر جنکا
اسپہ النسابیت سے بھی ہیں دور — کس قیامت کے ہوئی ہیں مغرور
ملتے ہیں راہ میں جو یہ خود کام — اتنی طاقت نہیں کریں سلام
پر کسیکا ادب ہے نے تعظیم — بندگی کورنش ہے نے تسلیم
حد ادب سے گذرتے ہیں — کہ سلام علیک کرتے ہیں

چھوٹے بھائی کی طرف مخاطب ہوکر

حکم کرتا سر منڈانے کی تسلیم — یا عبادت کی بھی ہوئی تفہیم

چھوٹا بھائی

سخت تاکید اسکی ہے بھیّا — کہ خبردار ہو کبھی نہ پھنسنا
(۱) مادر اسکے یہ بھی ہے اصرار — لے چکے ہیں ابھی تو یہ اقرار
تاش (۲) شطرنج اور گلی ڈنڈا — مرغ تیتر بٹیر کبڈا
(۳) غیر بکری بھی سولہ گٹے بھی — دس گھٹرا کا پیتن پچیسی
تختہ نرد و گنجفہ چوسر — ہیں یہ کھیل سب سبھی بدتر
شہدوں میں بیٹھنا قسم کھانا — گالیوں کا زبان پر لانا
کبھی ان باتوں کو نہ تم کرنا — اپنے اللہ پاک سے ڈرنا

بڑا بھائی

یہ نہ کیوں کہدیا کہ مرجاؤ — اس زمانہ ہی سے گذر جاؤ

(۱) اسکے سوا (۲) کھیل کا نام (۳) یہ سب کھیلنے کے نام ہیں (۴) کھیل کرو۔

منجھلا بھائی

سنکے بے اختیار ہنسی ہی پڑا	نہ رہا یہ خیال ہوں گے خفا
پھر یہ کہنے لگا وہ نیک سیر	آپ کرتے ہیں یہ خیال اگر
عمل ان شرطوں پر کوئی جو کرے	بہتر اس جینے سے یہ ہو کہ مرے

بڑا بھائی

چھوڑ دے کوئی کھیل کود بھی سب	نہ ملے یاروں سے کبھی یا غضب
تمہیں انصاف سے کہو یہ ذرا	جیسے مرتے ہیں خاک فرق رہا

منجھلا بھائی

[illegible]	ہے جو یہ طرز زندگی فی الحال
[illegible] اس کے [illegible]	پھر افسوس کچھ ملے گا نہ [illegible]
جس کی تعلیم دیتے ہیں ابا	اک مسرت ہے اوس میں نہ ذرا
جتنے ہیں کھیل کود سب ہیں فضول	کیا سوا کلفت کے ہے حصول
رہے یار آشناؤں کی صحبت	اس سے بڑھکر ہے قابل نفرت
روز گانی کی طرح کشتی سے ہے	معقول وہ پتا ہے دہنگا مشتی ہے
اس زمانہ میں کوئی دوست کب	اک سبھی خود غرض ہیں خود مطلب

بڑا بھائی

کیوں کرو گے نہ اب نصیحت تم	چلے آتے ہو کرکے بیعت[1] تم

چھوٹے بھائی کی طرف مخاطب ہو کر

تم بتاؤ سلیم اپنا حال	کیا ارادہ ہے کیا تمہارا ہے خیال

[1] [illegible] ہاتھ [illegible] بیعت جس سے بیعت لیجاتی ہو اس سے اقرار عہد کیا جاتا ہے کہ ہر حکم کی اوسکے تعمیل کیجائیگی [illegible] جناب امیر علیہ السلام سے تمام مسلمانوں نے بحکم خدا و رسول بیعت کی تھی۔

چھوٹا بھائی

کر چکے ہیں وہ مجھسے بھی تاکید ۔۔۔ میں تو پہلی ہی ہو چکا ہوں مرید[۱]

بڑا بھائی

بچوں کی بات کا شمار نہیں ۔۔۔ کچھ تمہارا تو اعتبار نہیں

منجھلے بھائی کیطرف اشارہ کرکے

ان کو تو ڈرا تو کفر کو توڑا ۔۔۔ سب نے تنہا ہمیں تو اب چھوڑا

منجھلا بھائی

نہیں پاس انکے جائیں جبتک ۔۔۔ آپ ہم سے الگ ہیں بس تبتک

بڑا بھائی

اس کو دل سے تم اپنے رکھو دور ۔۔۔ نہیں میرے دماغ میں ہے فتور
مجھ پہ کچھ حال تو کرو ظاہر ۔۔۔ وہ بنا کر کہینگے کیا آخر

[illegible] بھائی

آپ کو راہ پر وہ لائینگے ۔۔۔ خوب سمجھائینگے بجھائینگے

بڑا بھائی

میں وہ مانوں تو کیا کریگا کوئی ۔۔۔ میں نہ سمجھوں تو کیا کریگا کوئی

منجھلا بھائی

انکی باتوں میں ہے کچھ ایسا اثر ۔۔۔ نرم ہو موم کی طرح پتھر

بڑا بھائی

یہ اگر ہے تو بس میں جا بھی چکا ۔۔۔ کہدیا تم نے خیر خوب کیا

۱ پیروں کی متابعت کرنے والے مرید ہوتے ہیں مگر یہ امر ناجائز ہے۔

منجھلا بھائی

آپ جاتے ہیں اور کریں وہ طلب	نامناسب ہے اور خلاف ادب
شاید ایسا ہو کہئے تو بہ غور	وہ بلاتے ہوں کہنے کو کچھ اور

بڑا بھائی

جاؤ بھی تم پڑھاؤ گے مجھے کیا	نہیں کچھ اور بات اسکے سوا

منجھلا بھائی

نہیں اچھا ہے چاہیئے انکار	یوں نہیں آپ اپنے فعل کے مختار

بڑا بھائی

گو سمجھتا ہوں میں بھی ہے یہ برا	نہیں کرتا پر اس کی کچھ پروا

منجھلا بھائی

ایسی باتوں سے کیا نتیجہ ہے	فائدہ اس بگاڑ سے کیا ہے

بڑا بھائی

نہیں جاتا بلاتے ہیں بہتیرا	اسمیں نقصان ہوگا کیا میرا

منجھلا بھائی

یعنے مانا کچھ اور ہے ضرر زیان	ناخوشی باپ کی ہے کم نقصان

بڑا بھائی

اجی بیکار کا ہے یہ غصا	بے سبب رنج کا علاج ہے کیا

منجھلا بھائی

رنج اول تو ہو خدا نکرے	آئے نوبت وہ کسر یا نکرے
اور آزردگی ہوئی کچھ اگر	سارا الزام ہوگا آپ کے سر
سب کہیں گے یہ کیسا تھا بیٹا	کہ بلانے سے باپ کے نہ گیا

بڑا بھائی

گذشتہ اقبال سے عبرت نہیں لیا | غرض اعمال سے مرادیں ہوں کیا

منجھلا بھائی

ہے نصیحت کا اختیار انہیں | ہے ہدایت کا اختیار انہیں

سنجھلا بھائی

اختیارات اونکو ہیں یہ مگر | لیس سلیم و حمیدہ پر پیر
تمہیں تو کون سے ہے بگاڑ مزاج | کہ یہ جرأت ہوئی ہے اونکو آج

منجھلا بھائی

وہ اکیلے ہیں ہمارے باپ | جیسے فرزند ہم ہیں ویسے آپ

بڑا بھائی

باپ اور ماں کو اختیار تھا پر | ہوتا ہے جیسے چھوٹے بچوں پر
ہے اطاعت انہیں مبارکباد | ہیں خلافت سے اونکی ہوں آزاد

منجھلا بھائی

یہ سنتر یعقوب ہیں باپ آپ کے دوستو نہ | جب جوان ہوں کریں پدر عز و
تو بجا لائیں حکم رب الناس | کریں ماں باپ کا لحاظ نہ پاس
ہے یہ آنکھوں کے سامنے کی بات | جد مرحوم جب تلک تھے حیات
آمنا سامنا ہو جب اون کا | کرتے تھے ابا جان ادب اونکا
اُن کے آگے نہ بیٹھتے تھے حضرت | نہ کبھی پان کھاتے ہی دیکھا

سلہ آدمیون کا عذاب سلہ واد اسلہ رحمت کئے گئے جو مر جاتا ہے اوس کو مرحوم مغفور کہتے ہیں۔

بڑا بھائی

رہے ملحوظ مجھکو بھی آداب | نہ دیا آج تک پلٹ کے جواب
ہے زمانہ میں یہ مثل عالی[1] | بجتی ہے دو نو ہاتھ سے تالی
نہ تعرض ہو میرے حال سے گر | رہے مجھکو لحاظ تہ نظر

منجھلا بھائی

اب نہیں سمجھا یہ آپ کا مقصود | پر اطاعت نہیں ہے یہ محمود[2]

بڑا بھائی

مدح سے ایسے باز ہم آئے | چھوڑیں سب کو وہ حال پر اپنے

منجھلا بھائی

صاف صاف اسکا یہی مطلب ہے | قطع او لنئے تعلقات ہوں سب

بڑا بھائی

کچھ ضرورت ہے اسکی بھی آخر | لڑکوں کیطرح سے پڑے ہوئیں پھر
حق نے جب دی ہے مجھکو عقل و شعور | نیک و بد اپنا جانتا ہوں ضرور
پھر ہے بیکار مجھکو سمجھانا | کیا وہ سمجھے ہیں کوئی دیوانا

منجھلا بھائی

غلطی آدمی سے ہوتی ہے | بعض اوقات عقل کھوتی ہے

بڑا بھائی

یہی ہو سکتا ہے خیال ادہر | یہی مجھکو ہے احتمال[3] ادہر

منجھلا بھائی

ان سے گر گفتگو مدلل[4] ہو | بحث جو کچھ ہے وہ فیصل ہو

[1] روشن ظاہر [2] قابل مدح [3] شک [4] دلیل کے ساتھ

کچھ نتیجہ تو نکلے آخر کار | کہ کوئی بات پا تو جائے قرار

بڑا بھائی

کیوں میں تقریر کرکے جاؤں کہیں | کچھ مجھے اسکی احتیاج نہیں

منجھلا بھائی

بحث پر اپنے ہی شوق اگر | کیوں گریز اسقدر ہے تہ نظر
گفتگو اُن سے جا کے کر لیجیے | دو بدو مسئلہ یہ طے سمجھیئے

بڑا بھائی

مسئلہ کوئی اس جہان میں بھلا | طے ہوا ہے کبھی جواب ہوگا

منجھلا بھائی

ہو سخن پروری کا گر نہ خیال | ختم پر بحث ہو تمام و کمال

بڑا بھائی

کچھ عجیب اونکی بھی طبیعت ہے | نئی عادت انوکھی خصلت ہے
بس طبیعت ہے جس طرف آئی | زرا سی بات کی ہی لگ جائی
آجکل ہے نماز سر پہ سوار | کھائی بیٹھے ہیں اب اسی پہ ادھار
ہوگا وہ دن میں پھر وہی عالم | پھر وہی کھیل کود ہے اور ہم

منجھلا بھائی

ہم سے گو آپ ہیں بڑے بھائی | آپ کو ہے زیادہ آگاہی
لیکن اونکے مزاج سے کم و بیش | آشنا پھر بھی ہے یہ خیر اندیش
جاگزیں ہے بعزم و استقلال | دل میں اصلاح خاندانکا خیال
اب نہیں اور کوئی کام انہیں | اس میں ہے خاص اہتمام انہیں

سلہ مضبوطی۔

میرے دل کو تو اغلبا یقین تھا … کہ یہ عہدہ اونکا استوار نشین
اک فقط آپکے سوا حضرت … نہیں اتنی کسی کی ہمت طاقت
رکھے پان جاوتین سب چھوڑ … نہ وہ پھیرتا پھرانا اب جھوٹے

بڑا بھائی

پہلے تم باتیں اک ذرا دو دو … ابا جان اور مجھ سے سن لی دو
تم پہ کھل جائیگا یہ سب اے سلیم … قصہ کیا ہے اور انکا مستحکم

چھوٹا بھائی

آج باتیں نہ کیجئے گا ذرا … ہیں سویرے سے ابا جان خفا
بڑی بجیا سے چل گئی عزت … اسی روز سے نماز کی بابت
انکو بار کیا کے شرم پڑی … روتی ہیں باجی کوٹھری میں پڑی

بڑا بھائی

عزت اب کسکی رہ گئی ہے بھلا … وہ بھی گیا سبھی سے بچے گویا
ایک تو ہے بڑی وہ نیک نہاد … دوسرے بھائی صاحب آزاد
خوب ہے پاس ان کے پشت ہے … مارنا اسکا کیا شرافت ہے
وا ادرست ہیں واہ رے ایمان … باہر آپے سے جبکہ ہو انسان
وہ میاں اچھا ہے کا کریں نہ شر … ہو نہ دنیا کی نیک و بد پہ نظر
[illegible] … [illegible]
کیا کھینچیگے وہ لوگ پھینکنگے … ناک کٹے ہیں اب بھی کیونکر
انہیں باتوں پہ ان سنو تو سہی … جاؤں میں اونکے پاس خوب ابھی
ہو سلوک ابا جان کا مرے ساتھ … شفقت کا وہ مجھ پہ پھیرنا ہاتھ

پھر تو اوس وقت کچھ کہے نہ بنے | مجکو چاہیے جان ہی دے نہ بنے
ہین نصیحہ کے جان کے لالے | پاس ہے اوسکی زندگی سو جہہ

منجھلا بھائی

تعجب اسکا ہے مجکو بھی بھائی تک | یہ سنین ابا جان نے جب تک
نہین اوس وقت تک یہ کہہ سکتا | قتل سمجھا تھا اونکا یہ کہہ بیٹھا

بڑا بھائی

غم پہ یہ وانسہ اگر ہوتا | رنج چھپ کر دلکو کسقدر ہوتا
رہتے اوس وقت بھی چپ تم خود سر | ہین سمجھتا نہین سعادتمند

منجھلا بھائی

باپ مان دین تجھے اگر تقدیر | کبھی سمجھون نہ اپنی مین تقصیر

بڑا بھائی

ہین وہ ہم لوگون پہ جبہی تو تشیر | انہین باتون نے تو کیا ہے دلیر
کرتے تھے باتین دو تو وہ بھائی | دوڑ کر بابا اسنے ہین آئی
اور اس نے علیم سے یہ کہا | تم یہان بیٹھے کر رہے ہو کیا
لکھ چکے ہین جو بات تم سے یہان | ہین اب اوسکے جواب کے خواہان
بولا بابا سے یہ علیم اختر | عرض کر دے کہ ہم ہین حاضر

بڑے بھائی سے

دیکھتے ہین وہ راستہ بھائی | آپ ہم آئے ذرا بھائی
سوچتے پہلے ہوگا کیا انجام | اس نہ جانے کا ہے برا انجام

بڑا بھائی

یہی تا وہ کرین کے غصہ زیاد | ہین نہ جاونگا ہرچہ بادا باد

منجھلا بھائی

اختیار آپ کو ہے خیر جناب | یہی دیتا ہوں انکو جا کے جواب

اوٹھا آخر کو ہوکے وہ رنجور | جا کے پہر واپس آیا تھوڑی دور

بولا وہ چاہتا ہوں بہترا | نہیں اوٹھتا مگر قدم میرا

ولیکن یہ سوچتا ہوں میں مضطر | کیا کہوں اخر اسنے اب جا کر

اس سمجھانے میں آپکے حضرت | ہے خرابی بڑی بڑی آفت

آپ اسوقت گر چلے جاتے | جو وہ کہتے وہ سنکے پھر آتے

اور نہ کرتے نصیحت انکی قبول | نہ بگڑتی یہ بات جب یہی طول

آپ ہی کر رہے ہیں نزاع ایجاد | ہو رہی ہے یہ ابتدائی فساد

آپکو اک زمانہ رکھے گا نام | ہو گا عاید یہ آپ پر الزام

بڑا بھائی

اپنے ہر فعل کا ہو مختار | تمہیں ان باتوں سے ہی کیا سروکار

منجھلا بھائی

اس قدر وہم میں تھا وہ خوش ایمان | کیا کہے باپ یہ تھا حیران

نہ بجا تھے جو اوسکے ہوش و حواس | گیا دوڑا ہوا وہ ماں کے پاس

بولا بیٹھی ہو مطمئن کیا اب | ہوا جاتا ہے اماں جان غضب

مصنف

مضطرب فرط غم سے تھی خود ماں | تھی لطیفہ کے سوچ میں حیران

کہ سوار اوسکے سر پہ تھا اک جن | روتے روتے کٹا تھا سارا دن

کچھ نہ پیتی تھی اور نہ کھاتی تھی | بس لگاتار روتی جاتی تھی

اک طرف حال لڑکی کا یہ تھا | نہ گھڑی دو گھڑی رہا چپکا

وہ بھی بے دودھ رو کے جاتا تھا نہ زبان تالو سے لگاتا تھا
گود سے وہ نکل نکل پڑتا تلملا کر اوچھل اوچھل پڑتا
نالی دیتی جو اپنا دودھ اوسے پھیر لیتا تھا منہ کو گھبرا کے
تھا سویرے سے سارا گھر بے چین نہ اوسے چین تھا نہ بیٹھے چین
صالحہ کو جو تھا بلا بھیجا اک بوہیں سا تھا کہلا بھیجا
وان سے یہ آگیا جواب پیام شب کو ہے مجلس عزائے امام
آؤں گی پڑھ کے میں نماز سحر کل مگر منہ اندھیرے سے اٹھکر
آیا جب یوں علیم گھبرا کر ہوگیا ہاے دل ہوئی ششدر

ماں

سر پکڑ کر علیم سے پوچھا کچھ بتاؤ تو کیا ہوا بیٹا

بیٹا

کب ہے ابا انہیں بلاتے ہیں پر نہیں بھائی جان جاتے ہیں
ہے یہ انکار ہی فساد کا گھر آپ سمجھائیے ذرا چلکر

ماں

ہیں اگر ماں ہوں تم بھی ہو بھائی نہ رہ رو نیک تم نے بتلائی

بیٹا

کیا کہوں کتنا کتنا سمجھایا نہ مگر اونکو کچھ خیال آیا

ماں

کچھ نعیمہ کا حال تم نے سنا عجب آفت ہے صبح سے بیٹا

بیٹا

کیا ابھی تو جب آرہا تھا یہاں کیفیت سب حمیدہ نے کی بیان

ماں

نہیں انصاف اب کرو بیٹا	میری اس میں زیادتی تھی کیا
دونوں بھائی ہیں نعیمہ کلیم	ایک ہی سانچے میں ڈھلے ہیں علیم
ناحق ہی سے کلیم جائے گا	پہ کبھی راہ پر نہ آئے گا
سیر کے کہنے کا اوسپہ ہوگا اثر	نہ جسے خوف حق نہ باپ کا ڈر
گو نہیں ہے مجھے امید ذرا	تیرے کہنے سے چلتی ہوں بیٹا

بیٹا

آپکی کیا زیادتی تھی حضور	کہ اسیر وہ باجی کا تھا قصور
کرے توہین دین کی کوئی اگر	الٹے کیونکر اوسے بستر شکر
چاہیئے تھی کچھ اس خطا کی سزا	آپ آخر پھر اور کرتیں کیا
خیر اسکا تو کچھ نہیں ہے ڈر	نہ یہ غصہ رہے گا تا بہ سحر
بڑے بھائی سے ہے بڑا کھٹکا	وان ہے وار اپنا راہی ہوتا

ماں

ایک کا ایک سے قدم بقدم	کب کسی بات میں ہے کوئی کم
اس نعیمہ نے کیا اٹھا رکھا	ایک کہرام صبح سے ہے بپا
ماں کو پاتا نہیں تڑپتا ہے	بچہ بے دودھ کے پھڑکتا ہے

بیٹا

کیا تھی اس بے زبان کی تقصیر	جان لینے کی یہ تو ہے تدبیر

ماں

عمدہ پہنچی تھی نیچے کو لیکر	لات ایسی جمائی اک اسپر
آئی اسکی کمر میں چوٹ بڑی	بلدی معتوے ضیجھ میں آ کے سڑی

بیٹا	
آپ فرمائیں گر تو میں جاؤں	منتیں کر کے اُن کو سمجھاؤں
ماں	
کہ نہ بیٹھے کہیں وہ جا بیجا	مفت میں رنج ہو نہیں بیٹا
بیٹا	
ہوتا ہے چھوڑ اُن کی ملال کہیں	کچھ بُرا ماننے کی بات نہیں
ماں	
صالحہ کو کیا ہے بیٹے طلب	آ کے گھر لیگی ٹھیک ٹھاک وہ سب
بیٹا	
واقعی خوب سمجھی ہے یہ بات	کب وہ آئیگی اٹھو ہو گئی رات
ماں	
رات جوں توں یہ کٹ ہی جائیگی	صبح کو شب بخیر آئیگی
بیٹا	
آپ کہئے تو میں چلا جاؤں	اور ابھی صالحہ کو لے آؤں
جب تلک آپ انکو سمجھائیں	راہ پر بھائی جان کو لائیں
ماں	
اوس کو معلوم ہے یہ حال کہاں	وہ ابھی ورنہ دوڑی آتی یہاں
دیکھو ڈیوڑھی پہ کوئی لڑکا ہے	اونکو لیکر سدھار دیتا ہے
الغرض ماں تو آئی نزد کلیم	اور گیا صالحہ کو لینے علیم
فہمیدہ کلیم سے	
وہ بلاتے ہیں کب سے گھر پر	نہیں ہو آتے تم ذرا جا کر

یہ ضد ہیں اپنے باپ سے بیٹا	کیا وہ کہتے ہیں سن تو آو ذرا
	بیٹا
سب کے جانے کی احتیاج نہیں	سن لیا ہمنے بیٹھے بیٹھے یہیں
	ماں
خیر سن بھی چکے ہو گر بیٹا	ہے چلی جانے میں قباحت کیا
	بیٹا
پوچھتی ہیں جناب آپ اگر	مجکو سب کچھ نعیمہ کی ہے خبر
	ماں
اُسکو بیٹا نہیں ہے عقل ذرا	ایسی اولی سمجھ بھی دے نہ خدا
اُسکے بس ہیں زبان پر اوسکی کب	اپنے اللہ کا کیا نہ ادب
گھر پہ اک آفت آچکی ہے ابھی	لاش پر لاش جا چکی ہے ابھی
پر نعیمہ کو خوف ہے نہ خطر	نہیں کچھ بھی خدا کا دلمیں ڈر
	بیٹا
وہ بلا بھی مگر تھی کوئی بلا	اُسنے اچھے برونکو کب دیکھا
	ماں
مرتے اچھوں کو دیکھکر انسان	کیا برا اپنے کا کرے سامان
	بیٹا
نہیں اما یہ کون کہتا ہے	کہ برا ہو تا بھی کچھ اچھا ہے
	ماں
یہ برائی تو سب سے بڑھکر ہے	کہ خدا کو خدا نہ سمجھے بشر

بیٹا

سب بڑا اور بھلا سمجھتے ہین	سب خدا کو خدا سمجھتے ہین
پہر آ نعیمہ محمد پہ بات ذات	منہ سے میرا نکل گئی اک بات

ماں

باپ کے پاس اپنے کیون بیٹا	تمکو جانے مین ہے تامل کیا

بیٹا

مین یہ سنتا ہون لوگون سے برابر	لیتے ہین وہ نماز کا اقرار
ابا جان اوس ہی بڑہے کا کہنا	ہوتا ہے کھیل کود کا قدغن[1]

ماں

جب سمجھتے ہو تم خدا کو خدا	حکم ہے پھر نماز بھی اس کا

بیٹا

ہے یہ بے شبہ حکم رب جلیل	ہو نہین سکتی مجھ سے پر تعمیل

ماں

تم خدا کو خدا سمجھتے اگر	حکم اوسکا نہ مانتے کیونکر
کیون نہین اسے چھوڑ رہو آباد	دین و دنیا سے ہو گئے آزاد
وہ بلایا گئے نہ اودہر	سمجھی توقیر باپ کی نہ مگر
اور نہ حکم نماز کو مانا	پھر خدا کو خدا ہی کب جانا

بیٹا

ہے تعجب یہ سب کے دلگیر تو	لگتے ہین کیون نئے نئے دستور
پہلے کیا تھا طریقہ اب کے کیا	گو وہی ہم وہی رہا ہے خدا

[1] قدغن روک

ایسی شفقت کی مجھ پہ کیوں سرکار — چھوڑ دیں مجھکو میری حالت پر
میرے اعمال سے ہے کیا سروکار — میرے افعال سے بھی کیا سروکار

ماں

کیا یہ مطلب ہے باپ اُن کی تعلیم — فرض اولاد کے ہیں تسلیم

بیٹا

فرض جو کچھ بتاتے ہیں یہ جناب — وحی[1] نازل ہوئی ہے یا کوئی اب

ماں

باپ کا ذکر اس جگہ کیا ہے — ہے بہت دور یہ تو ہر افت سے
یہ کہاوت سنی تو ہوگی ضرور — یا ادب یا نصیب ہے مشہور
تہمت انبیاء کی ہے کیا ر — نہیں وعدے یہ کرتے ہیں تنہا

بیٹا

اونکا یہ نہیں ہے ان کو اگر — پھر مرض کا کچھ ابتک ہے اثر

ماں

گئے ہوتے جو سب جہاں اُن تک — نہیں کرتے تم ایسا شبہ و شک
یہی سودا اُنکے ہوتی ہیں تمام — کرتے فکر مآل اور انجام
اونکی باتیں ذرا سنو جاکر — پھر تو سمجھو گے تم جنون کا اثر

بیٹا

آپ کیا سمجھے ہیں مجھکو بھی سلیم — اُنکی باتوں پہ آئے گا نہ کلیم

ماں

میرے نزدیک تو ابھی بیٹا — تم ہو نادان سلیم سے بھی سوا

[1] منجانب اللہ جو احکام رسولوں پر نازل ہوتے ہیں

بیٹا

کیجئے مجھکو معاف مگر یہ عنایت رہے بغیر پدر

ماں

صرف ہوتی اگر عنایت ہی پھر تو آتی نہ اس کی نوبت بھی
کرتا ہے لطف اوسکی سیاہ تو انسان پھر بھی ہیں جان مانتا ہے جو احسان
یہی مجبوری اوٹھانی ہے کہ نہیں یہ فقط ہی عنایت ہے
یہ جو سرکا اوتارنا ہی ہیں اپنی شفقت سے سنوارنا ہے ہمیں

بیٹا

یہ سنئے ٹھہر ڈالتے جاگتے ہیں اور ٹھیرے چلتے یہ تو جاتے ہیں

ماں

اپنے قبیلے کے کوئی بھی سن ہیں نیک ابھی سنئے ہیں ہم تم سے نزدیک

بیٹا

اماں جان آپ نے یہ خوب کہی خیر ہیں قتل شمشیر خوار سہی
نہ کوئی دق کرے مگر مجھکو چھوڑ دے سیکر حال پر مجھکو

ماں

نہیں بیٹا تمہارے ہم بدخواہ بہتری چاہتے ہیں شام و پگاہ

بیٹا

خیر مجھکو معاف رکھئے حضور بہتری اپنی ہے نہیں منظور

ماں

میری جان ضد سے کہہ رہی ہو تم اب بہتری اپنی چاہتے ہیں سب

بیٹا

کیوں یہ آفت ہے میرے سر ڈالی | کون تم مجکو چھیڑنے والی

ماں

واہ اچھی کہی یہ میری جان | وہ ہیں باپ اور میں تمہاری ماں

بیٹا

خوب چھیڑیں نئی نکالی ہیں | یہ زبردستیاں نرالی ہیں

اس سے انکار ہے مجھے بھی کہاں | کہ وہ ہیں باپ اور آپ ہیں ماں

ہم پہ لیکن کچھ اختیار نہیں | کیا میں بچہ ہوں ہوشیار نہیں

مجکو ہے نیک و بد کا اپنے دھیان | میں سمجھتا ہوں نفع اور نقصان

گر یہ منظور تھا کہ ہو کے بڑا | کسی مسجد کا میں ہوں ملا

تو خبر پہلے ہی سے لی ہوتی | ایسی تعلیم مجکو دی ہوتی

کربلا بھی جا کے ختم پڑھ جاتا | جا کے دو چار حج بھی کر آتا

ورد تلقین کرتا صبح و شام | سیکھتا پنج سورہ بارہ امام

پھر کوئی شہر میں جہاں مرتا | چار پیسوں کی فکر میں کرتا

کیسے کیسے مزے اڑاتا میں | جوڑے چالیسویں کے پاتا میں

مفت کے خوب ہاتھ آتے مال | مجکو قربانیوں کی ملتی کھال

ہوتے پھر مستحق زکات کے ہم | ملتی روزے نماز کی بھی رقم

جسقدر ہیں رئیس اور خوشحال | نہیں اوسنے بڑی مری اقبال

ہیں کھلاڑی جو شاد بیگ مرزا | وہ تو شطرنج میں ہیں جیسے سوا

اور سے مات ہیں اگر کھیلتا | تاش کی راہ سے نکل جاؤں

گنجفہ کی اگرچہ شوق ہے کم | لیکن ایسے نہیں ہیں اوس میں بھی ہم

جو کوئی ہم سے استفسار ہو جائے — کبھی صفحہ پہ نادری چڑھ جائے
تاش چوسر کا بھی یہی ہے حال — کبھی چلتے نہیں کسی کی چال
آج جیتے مرے کبوتر ہیں — ویسے اس شہر بھر میں کمتر ہیں
گھر سے جیدی کے یہ چلے آئے — نہیں چھوٹے سے بھی پھڑک کے لئے
ہاتھ کنکوے میں بھی ہی تیار — کم ہوا ہے کسی سے میں زنہار
جیسے دوسرا ہے آج میرا صاف — پیچ ایسا نہیں کسی کا معاف
یہ میں کہتا نہیں کہ یکتا ہوں — فکر بھی لیتا ہوں پیرا بھی لیتا ہوں
وہ امیروں کا کولتا ہے ہنر — مجھے واقف نہیں ہے یہ خبر
ہے ابھی کل کی اماجان یہ بات — کہ بیان ہوتے تھے ہمارے صفات
دفعتاً انقلاب یہ کیسا — ہو گیا اب میں جیسے تھا ایسا
مجھکو تعلیم کی ضرورت ہے — اب مجھے تربیت کی حاجت ہے
ہے یہ افعال سے خدا کی پناہ — آپ سب پہلے ہی سمجھے آگاہ
نہ بھی اب نے مجھے روکا — کبھی بات سے مجھے ٹوکا
ہے نیا امتحان نئے استاد — کہ سکھاتیں تو مجھے کچھ یاد
اب جو باتیں نئی نکالی ہیں — یہ کوئی مجھ سے ہونے والی ہیں

ماں

تم سے سچ کہتی ہوں میں اے بیٹا — تم سمجھتے ہو جسے کھیل دیوانا
سب یہ باتیں ہیں انکو نقش نظر — تم نے اسدم [illegible]
ہاں وہ اسبات کے بھی ہیں قائل — کہ سنبھلنا تمہارا ہے مشکل
بس یہی تو انہیں ہے رنج عظیم — پہلے ہی سے بڑی ہی کی تعلیم
خود وہ سب کہتے ہیں رو رو کے یہ اکثر — [illegible]

ہے ہمارے ہی تربیت کا قصور — نہیں اولاد کا ہے کوئی قصور
تھی کہاں عقل کیا سمجھتی بچی تھا — ان کا ہیں باپ تھا کہ دشمن تھا
ہائے یہ کھیل میں ہوئے غارت — بیٹے انکے دلائی تو در رغبت
اس ندامت سے کاش مرجاؤں — اب میں کس منہ سے انکو سمجھاؤں
رہا غافل میں آجتک کیسا — نہ کیا اب تلک یہ فرض ادا
اب نہیں مانتا ہے میرا دل — کہ میں اس فرض سے رہوں غافل

بٹیا

ایسا ہی فرض ہے جو سر پہ تمہارا — دوسرے بچے جو فکر کرتے ہیں ادا

ماں

اونکی اولاد تم سے نہیں ہو سکتا — جتنی تم آپ ہی کریں وہ تم سے اگر

بٹیا

جب کہ مجھکو بھی کر چلے وہ خبر — اب نہیں پوچھا اونکی کرنا بہتر

ماں

ہوگی اور دن کو بھی اونکو پتا — پیش کرتے نہیں ابھی جست

بٹیا

خیر اونکا نہیں ہے یہ معقول — فرض ہے جو آپ ہی کریں قبول

ماں

جب کوئی اسطرح سمجھا — اور کہ گھر کا پڑھنا ہو دستور
اسے جب تک دیکھ کر پڑھ کر — کبھی وہ سید ہے ستاں میں تم پر

بیٹا

اپنی کہتے ہیں ہم سنے نہیں — جب سکیں گے تو ہے کہ یہ پنچے

نہیں سنبھلے گا کہتا ہوں لاکھ | جیسے روزہ نماز کا کھٹراگ
سب بجا ہے مرا نہیں انکار | جوتیاں چاہو مار لو دو چار

ماں

ایسی مشکل نماز ہے اللہ | جس سے تمکو ہے اسقدر اکراہ
مار کھانے میں کچھ نہیں ہے عار | پر ہے پڑھنا نماز کا دشوار

بیٹا

سب کے نزدیک ایسی ہی ہے کٹھن | جب تو لایا زبان پر یہ سخن

ماں

باپ ماں کو نہ رنج دو بیٹا | کیا ہوا پڑھ لیا کرو بیٹا

بیٹا

حامی اس کی میں بھر نہیں سکتا | جھوٹ اقرار کر نہیں سکتا

ماں

سمجھی مطلب تمہارا اس رکھو | باپ کے کہنے کی ہے ضد تمکو

بیٹا

خیر مجکو معاف ہی کیجئے | آپ جو چاہئے سمجھ لیجئے

ماں

آخر انجام اسکا کیا ہوگا | یہ برا ہوگا یا بھلا ہوگا

بیٹا

اور کچھ اس سے بیشتر ہوگا کیا | جیسے دو چار دن رہینگے خفا
تا بدن سنگے پھر آپ کو سنکر | دور ہوگا ملال کا سب اثر
ہم سے رہ سکینگے نہیں خفا ہوکر | کیون ہمارے تم ابا جان نہیں

ماں

بات اتنی ہی سی اگر ہوتی | نہ مصیبت میں پھر اسقدر ہوتی

بیٹا

غصہ کیا مجھپہ یوں نکالینگے | پھر وہ کیا مجھکو مار ڈالینگے

ماں

خیر خداوند آسمان و زمین | مار سکتا کوئی کسیکو نہیں
اک ذرا ہاتھ کے لگانے پہ | چھپکر سے نے بپا کیا محشر
جان سے مارنا خدا کی پناہ | جرم حاکم کا اور اسکا گناہ

بیٹا

اور کیا اونکا زور ہے مجہپر | گھر سے کر دینگے یا مجھے باہر

ماں

تم تو بیٹے ہو کہتی ہوں میں صاف | جو کروں اونکی رائے کے ہیں خلاف
وہ ابھی تیس سال کا گھر بار | خاک میں ہیں ملانیکو تیار

بیٹا

غالباً ہے اسیکا خوف و خطر | اونکے کہنے کا ہے جو مجپر اثر

ماں

اتنک آئی نہیں ہے یہ نوبت | گر اب کر رہے ہو تم حجت
کیا عجب ہو جو تجھے خیال نہیں | شاید اب تم سے ہو ملال نہیں

بیٹا

خفگی کا تو اونکی ہے کچھ ڈر | نہیں اس بات کا ذرا بھی خطر
[illegible]

گھر کے لالچ سے اب پڑی جو بات | اور سپہ میں تین حرف[۱] مندہ لوازم
زور اسپہ کا دکھاتی ہیں وہ اگر | ہے گھمنڈ اپنے کمانے کا گھر پر
ہیں مجھ ان اون ایسے دس کو دے سکتا | مجکو اسکی بھی کچھ نہیں پروا

ماں

باپ نے تو تمہارے اے بیٹا | نہیں اپنی زبان سے کچھ بھی کہا
یوں تو پھر اختیار ہے تمکو | اور جو چاہو اپنے دل سے کرو

بیٹا

اُنکے اصرار سے کہا مجھسے | روٹی کپڑے کا زور دکھلا کر
قصد ہے اونکا مجھپہ جبر کریں | دین کا ٹوکرا وہ سر پہ دھریں
تو یہ کہیں وہ اپنے دل سے دور | گھر میں رہنا ہی کسکو ہے منظور

ماں

تم ان تک گئے سنو تو سہی | نہ کچھ اونکی سنی نہ اپنی کہی
فرض بھی بیٹھے بیٹھے کرتی ہو بیان | اور یہ غصہ بھی آتا ہے مری جان

بیٹا

اُنکے الزام میں خطا ہو معاف | بات بڑی کی پہلے سن لی تھی صاف

ماں

خوب انصاف یہ کیا بیٹا | پھر اپنی بھلائی کو سمجھا
ماں بھی یوں اگر ہیں یہ حجت | گھر سے کیوں تمکو ہو گئی نفرت
ہیں جتنی ان بہائی بھی ہیں نہیں بھی | کہ جتنا اندر رہتے گھر میں بھی
کچھ تو اسکا سبب کرو ظاہر | ہم سمجھیں لگا ہے کیا قصور آخر

۱ تین حرف اصطلاح میں لعن کو کہتے ہیں جسکے معنے خدا کی رحمت سے دور رہنے کے ہیں۔

بیٹا

ہے یہ جو تیرا غصہ سب — ہوا ہوں ہی ٹلے ہم تم سب
تمکو اچھا اگر ہے میرا پاس — مت ستاؤ دو میرا جی گیر تو تیرے پاس

ماں

ہوتی اولاد کی زیادہ کچھ اگر — تیرا صبر نہ کرتی میں لیکن
کرتے دنیا میں آدمی وہ کام — نہ جیسے سن کے دو کی تری انعام
اور بیکاری کی اگر ضد پر — تم خفا ہو کے چھوڑ دو گے گھر
جو سے گا کر لگا نہ کسر — پھر وہ سے تجھ قصور وار نہیں

بیٹا

باپ کا جب کہا نہ میں نے سنا — اور کسکی کروں گا میں پروا

ماں

اپنی ہٹ سے نہ باز آؤ گے — گھر سے کیا تم چلے ہی جاؤ گے

بیٹا

اتنی طاقت ہے کون سکتا ہے — کیا کوئی مجھکو روک سکتا ہے

ماں

خاک کیا تو نے مجھ پہ ہی ڈالی — میں تو زندہ ہوں رونے والی
اسکے لئے اس وقت نہ اٹھا تجھ — میرا اتنا بھی حق نہیں تجھ پر
کیوں اسی دن کیا تھا پالنے بیٹا — تجھے رکھا تھا پیٹ میں رکھنا
پالنے کی مصیبتیں مری جان — اسلئے کیا اٹھاتا ہے انسان
جب ہو موسم بہار دیکھنے کا — ماں کو اس وقت چھوڑ دے بیٹا

مگر اس بات کا بھی کر تو یقین — وہ وہ ہیں تجکو سمجھنے کی نہیں
غم جو فہمیدہ پہ ہوا طاری — اشک آنکھوں سے بھی ہے جاری

بیٹا

اماجان آپ خوش ہیں یا ہوں خفا — مجکو اسکی کچھ نہیں پروا
خود بھی او کتا گیا ہے میرا دل — تیرے رہنے سے گھر میں کیا حاصل

ماں

گھر سے بیٹا جو تم ہوئے ہو خفا — نام روشن بزرگوں کا ہوگا

بیٹا

آپ نے جب مری کی عزت — خاندان کی بلا سے ہو ذلت

ماں

اس میں تجھ ہی نے کیا کرو اظہار — چھوڑ کر چین عیش اور گھربار
شہر بھر میں جو تم ہوئے بدنام — پایا ذلت کا خلعت و انعام
ہو ذرا بھی جو عقل سے تا تمیز — وہ نہ اس امر کو رکھے جائز
تم نے مجنون تھا باپ کو جانا — اب تمہارے سے کون دیوانا
میں جو کرتی ہوں اسقدر اصرار — ہے تمہارا ہی فائدہ دلدار
تھے یہ ماں بیٹے میں کلام ادھر — آئی کہنے سے تجھ وہ تمام ادھر
ہاتھ میں خط کلیم کے دیکر — پھری اولٹی پلا میں وہ لیکر
جب تک اس خط کلیم کے وہ پڑھا — رہی تب تک خموش فہمیدہ

بیٹا

اک ذرا مجھ سے بھی کرو تو بیان — کیا انہوں نے لکھے امر نہان

کلیم

وہی اک اڑتے اونکی اور کیا ہے | لکھ کے خط پھر مجھے بلایا ہے

فہمیدہ

میں بھی دیکھوں تجھکو وہ بیٹا | ہے بلا نیکا خط اور اتنا بڑا
خط کو پڑھنے لگی وہ خوش تدبیرا | یہ کیا تھا اطفل جسنے تحریر

خط

اے مرے لکے چین جان پدر | وہ بے ہدایت صفو آہن و بشر
پہلے میں نے علیم کو بھیجا | پھر خادم کو بھی روانہ کیا
تک پہنچے مرے پیام طلب | پھر نہ آنیکا کچھ کھلا مطلب
نہ مرے پاس آئے کیوں آخر | نہ ہوئی وجہ عذر بھی ظاہر
صاف ہیں یہ امور اسپہ دلیل | تم سمجھتے ہو مجھکو خوار و ذلیل
کی مرے حکم کی نہ جب وقعت | پھر مری خاک تم نے کی عزت
ہے کوئی کام اس کبھی بڑھ کر | کہ بلائے پدر نہ آئے پسر
تھی ضرورت بغرض ایسی بھی | جو طلب پر مرے مقدم تھے
ہو سکے ظاہر نہ کیوں وہ مجبوری | کیوں بیان کی نہ وجہ معذوری
ہاں اگر اس سے بھی ہو قطع نظر | کہ پسر تم ہو اور میں ہوں پدر
ہے یہ طرز معاشرت[۱] کے خلاف | ہے یہ رسم موانست[۲] کی خلاف
کہ بلائے کوئی کسیکو اگر | نہ بلا وجہ رخ کرے وہ ادہر
اس سے واقف ہو تم بھی اے ریحان | یوں ہی ہوتا ہے انتظام جہان
ایک ہی گھر میں ہوتا ہے سردار | ایک ہی فوج میں ہے سپہ سالار
ہے ہر اک ملک میں بھی اک سرور | اور اک ہر گروہ میں افسر

[۱] : میل جول کا طریقہ ۔ [۲] : محبت ۔

ایک حاکم ہر ایک شہر مین ہے — اب یہی انتظام دہر مین ہے
چھوٹی اسی سلطنت ہر اک گھر ہے — جو بزرگ اسمین ہے وہ سرور ہے
اور جو چھوٹے ہین وہ رعیت ہین — اوسکے سب تابع حکومت ہین
جب ہو غافل کسی دیار کا شاہ — ملک اوسکا ضرور ہوگا تباہ
اسی حالت مین مبتلا ہے یہ گھر — اور الزام اُس کا ہے مجھ پر
مجکو تسلیم یہ ہے یہ حسرت ہے — بیشک اس کی بڑی ندامت ہے
کہ اب افسوس سے ہی کیا حاصل — کہ مین تھا ایک حاکم غافل
میری غفلت کا یہ ہوا انجام — ہوا برباد میرا ملک تمام
سب رعایا ہوئی سقیم الحال — اب پنپنا غرض ہے انکا محال
میں بھی آخر ضعیف و زار ہوا — سلب میرا ابھی اختیار ہوا
جیسے سلطان وقت کے آگے — چھوٹے چھوٹے رئیس جوار کے
اونکے ملکون مین ہو جو بدنظمی — ہوتی ہین مورد جواب وہی
پیش سلطان جن و انس و ملک — ہوگا جیسے مواخذہ بیشک
اپنی گھر کی خبر ابھی ہو نکا ضرور — ہونگا وان ڈر سے زار مین رنجور
ہوئی غفلت میں آجتک تو بسر — اب تنبہ ہوا ہی مجکو مگر
قصد یہ کر لیا ہے مستحکم — چین اوس وقت تک نہ لون اک دم
بند جبتک نہون وہ سب رخنے — ہین پڑے میرے ملک مین جتنے
ملک میں میری خانہ داری کے — اک قیامت بپا کیے یہ سب ہے
میں بھی خود اور مری رعایا بھی — کرتی ہے سرکشی و سرتابی
نہین سلطان وقت کا ہے خطر — بلکہ آمادہ ہین لبغاوت پر

---

۱ چین لینا ۲ راجہ ۳ جواب طلب ۴ تنبیہ ۵ مغرور ۶ انحراف

یعنے جو کچھ خراج طاعت کا — وقت پر چاہیئے ادا کرنا
ایک مدت گئی ہے اسکو گذر — کہ وہ باقی پڑا ہے ہم سب پر
گو کہ عاید ہے جو کہ ہم پر ہوا — اسقدر وہ خراج ہے ہلکا
ہم توجہ ذرا بھی کرتے اگر — قسط چڑھتی نہ ایک بھی ہم پر
ملک شاہی مطالبہ جو ہوتا — سب وہ داخل خزانہ مین ہوتا
بے سبب کی یہ ہمنے کوتاہی — ہمنے بے وجہ ناو مندی کی
نہین وہ حال سے ہو خالی اب — یا بقایا خراج ادا ہو سب
اور آیندہ کا کرین اقرار — کبھی باقی نہ رکھینگے زنہار
یا کرین اپنے بادشاہ سے جنگ — ہون مقابل بغیر خوف و درنگ
ہو سکے گر تو اپنی قوت سے — ہوں ہم آزاد اسکی طاعت سے
ضعف لیکن ہمارا ہے ظاہر — اور طاقت سے اسکی ہین ماہر
ہم تو کیا ہین ہماری کیا بنیاد — مثل فرعون و صورت شداد
گذرے ہین کتنے مفسد و باغی — ایک کا نام پر نہین باقی
پھر کسے سرکشی کی طاقت ہے — نہین چارہ بجز اطاعت ہے
مجکو یہ فکر ہے جو دامنگیر — کہ بتاؤں کسے یہ اپنا ضمیر
تمکو سونپا ہین پھر دل آزردہ — ہو رہا ہوں مین سر بسر آزردہ
تمکو اپنا صلاح کار کرون — راہ پھر کونسی اختیار کرون
تم نہ آئے تو یہ کھلا مجھپر — تمکو سرکار کا نہین کچھ خطر
اینک سے اسے خجستہ خصال — ہمنے تمثیل مین کہا ہے مقال
اس سے تاکہ تم پہنچے آخر — میری مجبوریان ہون سب ظاہر

ورنہ افعال ہین ترے دلدار
دخل دیتا کبھی نہ مین زنہار

یہ تعرض تو میرا اے بیٹا
تجھکو معلوم ہوتا ہوگا برا

جن شرائط کا منکر اے فرزند
چاہتا ہون کہ مین کرون پابند

نہین اسمین کوئی بھی مستثنے
مین ہون یا اور کوئی ہو بیٹا

پھر شکایت ہے کیا گلا کیا ہے
عذر کی اسمین تجکو جا کیا ہے

پھر جو انکو قاعدگی ہی بات
دین و مذہب مین ہوین مقدسات

خدشہ بھی ہے جستجو کی دلیل
جستجو اک حصول کی ہے سبیل

ایسے شبہ کا دل مین ہو جو وجود
مین ہون اوسکے جواب کو موجود

میرے نزدیک اصول مذہب کے
ہین کچھ ایسے بدیہی اور سچے

سب وہ عقل و قیاس کے ہین قرین
رد و انکار کی جگہ ہی نہین

چونکہ غافل رہے ہین ہم بیشک
ابتدائی شعور سے اینتک

بلکہ اپنے خدائے برحق کی
ہم نے کی ہے عدول حکمی بھی

جرم شرک و گنہ مین اے دلبر
اجتک کی ہے ہمنے عمر بسر

ایک مدت مین ہے یہ بات ضرور
دل سے وہ زنگ جہل ہوگا دور

پر یہ بالفعل ہے مرا مطلب
سمجھ کر مین فکر اپنی اپنی سب

اپنی اور سب کی پچھلی بات پر
کبھی کرتا ہون جب بغور نظر

کیا کرون کیفیت بیان اپنی
پوچھتا ہون مین یو بیان اپنی

کیونکہ سمجھ حیران مین پڑی
ہائے اون سب کا مین ہی بانی

کاش ہوتی لب آتش برق جلا
مجرم اپنے گناہون کا ہوتا

مجھپہ لیکن نئی مصیبت ہے
سبکے جرمون مین میری شرکت ہے

مسلہ علیحدہ سے شبہ مسئلہ صاف صریح ـ

ہوں خدا کا گنہگار الگ | اور تمہارا قصور وار الگ

اب تلافی بھی اسکی ای مریجان | مجھ سے تنہا ہے خارج از امکان

ہاں اگر رحم تم کرو مجھ پر | زہد و تقوے پہ باندھو اپنی کمر

کیا عجب ہے سزا سے بچ جاؤں | اپنے جرم و خطا سے بچ جاؤں

یہ گوارا ہے کیا تمہیں بیٹا | کہ قیامت کے دن ہوں میں رسوا

کیا حمیت تمہاری اے فرزند | کبھی اس بات کو کریگی پسند

حشر میں پیش خالق داور | مورد قہر ہو تمہارا پدر

چونکہ تم ہو مرے بڑے بیٹے | سب سے بڑھکر تھا آسرا تم سے

مرے کام آؤگے اس آفت میں | ساتھ دوگے مرا مصیبت میں

تم نے ملنے سے جب کیا انکار | آس ٹوٹی وہ میری اے دلدار

دلشکستہ ہوں اس مہم کا کیا انجام | میں اکیلا اور اتنا مشکل کام

تم نے گر مجھ سے انحراف کیا | خلل اس انتظام میں ہوگا

تم کروگے اگر نہ میری مدد | تم کو گردانے گا ہر ایک سند

گر اسی مصلحت سے اے دلبند | مانتے تم ہماری وعظ و پند

اک ذرا دل میں سوچو اے مریجان | کچھ تمہارا نہ اس میں تھا نقصان

ترک کرنا بھی اس ارادے کا | گر مرے اختیار میں رہتا

تم پہ یہ بوجھ ڈالتا نہ کبھی | اس کو منہ سے نکالتا نہ کبھی

مجکو اس بات کا ہے خوب یقین | کہ انوکھا کچھ آدمی میں نہیں

دار فانی سے کوچ کرنا ہے | آخر اک روز مجکو مرنا ہے

جس طرح سے یقین ہے اسکا | یونہی شک اسمیں بھی نہیں ہے ذرا

اپنے اعمال کا بروز حساب
دینا ہوگا تجھے ضرور جواب

بلکہ افغان کی تمہارے بھی
کرنی ہوگی تجھے جواب دہی

اب بجز اس کے کچھ نہین چارا
بدلون مین طرز زندگی سب کا

تم مرے پاس آئے ہوتے اگر
ہوتی کچھ بات چیت اے دلبر

چشم و ابرو مین نظر کرتا
گفتگو خاص طور پر کرتا

نہین آگاہ اس سے مین دلگیر
اب یہ باتین ہوئی ہین جو تحریر

اس مین اقرار کیجئے تم کہ ہے
اور انکار کیجے تم کہ ہے

نہین ذی فہم کو پسند ہے طول
اب ہے لکھنا زیادہ اس کے فضول

فرض جو ہم پہ تھا کیا وہ رسم
متقاضی نہین جواب کے ہم

سمجھے تم میری بات کا مطلب
ہے تقاضا نہ کرنیکا یہ سبب

طیب خاطر سے ہون جو سن سکتا
وہی اک جواب ہے اسکا

یعنی شرطین ہوئی ہیں مسطور
کرو اُن سب کو دل سے تم منظور

مجکو ہے حشر کے عذاب کا ڈر
اپنے خالق کے ہے عتاب کا ڈر

اسکے آگے نہین مین کر سکتا
عار و ننگ رشتو ں کی بھی کچھ پروا

ہے یہ تدبیر ہارے درجے کی
ورنہ و ہے یہ آرزو ہی مری

اپنے اللہ سے مین صبح و مسا
روز کرتا ہون گڑگڑا کے دعا

یہ جو ہے میری آخری تدبیر
ہو ضرورت نہ لینے دامنگیر

ختم کرتا ہون اس دعا پہ کلام
نیک توفیق دے خدا انام

قصیدہ

پڑھ کے خط جیسے ہوئی گویا
مین نہ کہتی تھی مرجان دیکھا

ماں میں اک بات اور پوچھتی ہوں	اب کہو کہتے ہیں اسکو جیتوں

بیٹا

خود کو جب بادشاہ لکھا ہے	نہیں سودا ہے یہ تو پھر کیا ہے

ماں

فضل اپنا کرے خدائے احد	تیری بدقسمتی کی ہو گئی حد

بیٹا

آپ افسوس کیجئے نہ ذرا	جو مقدر میں ہے مرے ہوگا

ماں

باپ کے پاس کیا نہ جاؤ گے	اب رہ راست پر نہ آؤ گے

بیٹا

میرا انکار اماں جان اگر	اب تو ان پر بھی ہو گیا ظاہر
اب کسی طرح میں نہ جاؤں گا	خیر جو ہوگا دیکھ ہی لوں گا

ماں

دیکھو کہتی ہوں تمکو اے دلبر	پھر کرو غور خط کے مطلب پر
دل میں انصاف تو کرو بیٹا	اس میں آخر لکھا ہے کیا بیجا
خط کو دیکھے گا جو بھی عاقل	وہ کرے گا تمہیں کو بس قائل



نعیم کی خالہ زاد بہن جمیلہ نے آکر ہنسایا کھانا کھلایا اور بعد اسکے
نعیم تماشے کے میدان میں چلا گیا

ابھی فہمیدہ خجستہ صفات | پوری کرنے نہ پائی تھی یہ بات
صالحہ ڈولی سے اوتر آئی | پاس خالہ کے دوڑ کر آئی
سر جھکا کر سلام کرکے کہا | کہیے باجی نے کچھ پیا کھایا

خالہ

ابھی بیٹا سوار ہے وہی جھک | نہیں منہ میں گیا ہے دانہ تک

صالحہ

مدد اللہ نے جو کی میری | میں کیے لیتی ہوں ابھی راضی
پر کوئی واں مرے سوا نہ رہے | میں رہوں کوئی دوسرا نہ رہے
کیونکہ جو لوگ گھر میں ہیں اکثر | حال یہ ان سبھوں پہ ہے ظاہر
رائگاں بات میری جائیگی | شرم باجی کو ان سے آئیگی
سنکے فہمیدہ بھی ہوئی خورسند | انتظام آیا یہ اسے بھی پسند
پھر یہ تاکید اُسنے کی سب پر | نہ خبردار کوئی جائے اُدہر
جاتی ہوں واں میں وہ بھی ہیں بگڑے | کہ بھگتنا کلیم سے ہے مجھے

صالحہ

کیا بڑے بھائی جان بھی ہیں خفا | اُنسے بھی کچھ ہوئی لڑائی کیا

خالہ

سب پہ غصہ ہے سب سے اینٹھے ہیں | وہ تو گھر چھوڑ کے بیٹھے ہیں

صالحہ

ہے یہ کس بات پر بگاڑ آخر | کوئی باعث تو کیجیئے ظاہر

خالہ

[illegible] | [illegible]

صالحہ

طلب ان کو جو غالو جان کرین | اور جانین نہ وہ خدا سے ڈرین

خالہ

اک نہ جانے پہ ہی عجب حیران | اور باتین سنو تو ہو حیران
باپ مین تو جیتون گے ہین اندازِ | اور کہتر اگ ہی وہ روزہ نماز
پیشوا ہین جو دین و مذہب کے | مردہ شو ہین سب ادر بیک مانگے

صالحہ

نہ کسی نے کہا ہو جھوٹ کہین | آپ نے اون سے خود سنا کہ نہین

خالہ

تم بھی کرتی ہو کیسی اب باتین | مرے منہ پر ہوئیں یہ سب باتین

صالحہ

پھر کسی نے نہ ان کو سمجھایا | نہ کوئی راہ راست پر لایا

خالہ

کہتی ہو کیا تم ایک سمجھانا | وہ تو ہے اچھا خاصہ دیوانا
سر کھپایا علیم نے بھی ہزار | مین بھی بک بک کے ہو گئی بیزار
اس کو بس خوب جانتا ہے خدا | آج کا دن ہے کس طرح سے کٹا
ہے حمیدہ کا اور ساتھ مرا | نہین دانہ تک اڑکے منہ مین گیا
رنج دلکو علیم کا ہے ادہر | اور تردد نعیمہ کا ہے ادہر
سب سے بڑہ کر مجھے ہے اسکا ملال | اس نعیمہ کے بچے کا ہے خیال
صبح سے ایک حشر برپا ہے | دن بھر آج اسکو روتے گذرا ہے

صالحہ

خیر اب آپ کھائیے کھانا — اب تو جو کچھ کہ ہوتا تھا وہ ہوا
اور میں باجی کے پاس جاتی ہوں — کھانا اون کے لئے منگاتی ہوں

خالہ

کوشش اون کی کر دل نازکی — کون جلدی ہے میرے کھانیکی
تم حمیدہ کے صبر کو دیکھو — میرے بچے کے جبر کو دیکھو
کل اسی وقت سے کھایا تھا — نام اتنک لیا نہ کھانیکا
کس قدر کڑھ رہا ہے میرا جی — سو رہی وہ غریب بھوکی ہی

صالحہ

آپ کیا اوسپہ کچھ ہوئے ہیں خفا — کھانا اتنک اوسنے کیوں کھایا

خالہ

نہیں بیٹی تو کچھ کہا بھی نہیں — کی کچھ اوسنے مری خطا بھی نہیں
کھانا کھاتی نہیں جو وہ پرخشم — مجھکو کاہے کا ہے بس کے الم
مگر اوس تک چڑھی ہی ہے یہ حال — یہ جو مرجائے بھی تو ہو نہ ملال

صالحہ

خالہ اماں نہ آپ گھبرائیں — اسکو کھانا منگا کے کھلوائیں
الغرض اس طرح سے کہکر — جا پہنچی دالان میں وہ نیک سیر
بولی چندرا سے پھر کہ اے لوگو — میری باجی کدھر گئیں بولو
سن جو پائی نعیمہ نے یہ صدا — رہ سکے غیرت سے پھر نہ ہوش بجا
جا کے لیٹی پلنگ کے اوپر — اور منہ سے لپیٹ لی چادر
کوٹھڑی میں جب صالحہ پہنچی — پہلے انجان ہو کے کہنے لگی

کیون چپ چپ پلنگ پر ہے پڑا
سنتین مین کنکھیان بھری ہوئی کیا

آپ ہی آپ پھر وہ یون بولی
یہ تو آنا ہین میری ہی باجی

واسطے تیرے پھر پریشان
اور اس کو ہڑی ای ہین یون تھنا

اتنا کہتے ہی دوڑ کے لپٹی
وہ نعیمہ کے سینے سے لپٹی

جب سے سن لی تھی صالحہ کی صدا
تھا نعیمہ کو اک تعجب سا

سکے آنیکا دھیان وہم و گمان
ابکا ایکی یہ کیونکر آئی یہان

نہ گیا اس طرف خیال مگر
یہ طلب آئی ہے یہ نیک سیر

فیل او سدم نعیمہ نے یہ کیا
سو لی ہے میٹھی نیند مین گویا

بہاری آواز کرکے یون بولی
سو سلنے دو وق کرو نہ کیو بہی

صالحہ

اے بی آنکھین تو اک ذرا کھولو
مین ہون اے باجی جانی دیکھو تو

سو رہین کیون سویرے سے کیا ہے
یہ تو بتلاؤ جی تو اچھی ہے

گو نعیمہ نے پہلے چاہا تھا
نہ مرا راز اس پہ ہو افشا

پر جو کی صالحہ نے ہمدردی
نہ ہوا ضبط اس سے رونے لگی

یون جو رونے لگی وہ زار و قطار
پڑ گیا صالحہ کا اوسان حرار

بولی وہ خیریت تو ہے باجی
کیون طبیعت تمہاری کیسی ہے

کہو بچہ تمہارا کیسا ہے
شب مجھ اسکا جی تو اچھا تھا

ساس نے مجھ سے کہلا بھیجا
دولہ بھائی نے بابا بلا بھیجا

یہ سخن صالحہ کے لب پر آئے
نہ بتاے تو میری ہتی لیا ہے

نعیمہ

دل دکھونکو ستانے آئے ہو
مجھسے باتین بنانے آئے ہو

مل گئی پہلے ہی خبر سب کچھ ۔۔۔ کیا بتاتی ہیں جا کر سب کچھ

صالحہ

گھر میں تھی میرے مجلس شاہ دین[۱] ۔۔۔ میں چلی آتی ہوں وہاں سے بہن

فقط اس گھر میں آکے یہ تو سنا ۔۔۔ کہ بڑے بھائی جان کچھ ہیں خفا

مستعد گھر کے جب ہوئے پر ہیں ۔۔۔ سب کے سب خیرا رہیں ملکہ بہن

خالہ اماں بھی ہیں اونھیں کے پاس ۔۔۔ فرط غم سے بجا نہیں ہیں حواس

گھر میں آتے ہی بس یہ کام کیا ۔۔۔ سب کے جا کے اونھیں سلام کیا

تمکو پایا نہ واں تو بے وسواس ۔۔۔ سیدھی آئی یہاں تمھارے پاس

جن پہ کیسا سوار ہے سر پر ۔۔۔ نہیں مجکو فرشتوں کو بھی خبر

نعیمہ

آپا کس بات پر انھیں غصا ۔۔۔ یہ بڑے بھائی جان کیوں ہیں خفا

صالحہ

خالو ابا نے سنتی ہوں ہیں شدید ۔۔۔ کی تھی اونکو نماز کی تاکید

اور یہ بھی تھا کہا اچھا ۔۔۔ نہ بجا لائیں گر وہ حکم مرا

عمر بھر منہ نہ مجکو دکھلائیں ۔۔۔ سب کے گھر سے بھی وہ نکل جائیں

نعیمہ

واہ ایسی نماز بھاڑ میں جائے ۔۔۔ جس کے گھر میں نہ کوئی رہنے پائے

یہ سمجھی کہ بجز حمید کے ۔۔۔ بس نکالا اسے گیا اب اس گھر سے

صالحہ

کیا بڑے بھائی کا ہو غم تمکو ۔۔۔ کیا انہیں کا ہے یہ الم تمکو

---

۱ یعنے مجلس امام حسین علیہ السلام سنتی تھا

نعیمہ

مجکو ادن کی خبر نہین ہے مگر … اُلٹے پھالے ہیں چھوڑینگے ہونگھر

صالحہ

باجی توبہ کرو خدا کی پناہ … فال بد کیا نکالتی ہو واہ

کسی اشراف کی ہو بیٹی … گھر سے نکلے خدا کرے نہ کبھی

نعیمہ

ہے یہ چپ رہا نماز کا جیسے … سب شرافت بھی مٹ گئی تب سے

تم بھی دو چار روز رہکے دیکھ … دیکھ لو رنگ ڈھنگ اب اس گھر کا

وہ زمین اور وہ آسمان نہ رہا … ابتو وہ لوگ وہ مکان نہ رہا

چہچہے وہ نہ دلگی ہی رہی … وہ مذاق اور نہ وہ ہنسی ہی رہی

خامشی ایسی سب کو بہائی ہے … سارے گھر مین اداسی چہائی ہے

اک جہنیہ ادہر تھا یہ عالم … رہتے تھے کیا چہل پہل ہر دم

عورتین اس محلہ بہر کی تمام … جمع رہتی تھین صبح سے تا شام

کوئی تو ڈھول لیکے گاتی تھی … اور کوئی قہقہے لگاتی تھی

چھوٹی خانم ہین یہ جو ہمسائی … کیا طبیعت اُنہون نے ہے پائی

روز نقلین سنا کے جاتی تھین … کیا کہون کسقدر ہنساتی تھین

اب بھی اگلی سی ہے وہ باتین … کوئی اس گھر مین تھوکتا بھی نہین

اب کوئی یہان قدم بھی دہرتا ہے … گھر پڑا سائین سائین کرتا ہے

صالحہ

مین نے دیکھا تمہارا سب یہ سنا … پر کہو تو سبب ہے اس کا کیا

نعیمہ

پڑ ہا ہین اک تمہاری خالہ کا — ایک حمیدہ کے باپ کا غصا
اپنا گھر ہے کسیکو کیا دوبھر — کوئی کیون آئے یون پرائے گھر
وہ محبت سے پیش آتی تھین جب — دوڑے آتے تھے لوگ بھی سب
ابتو ہر وقت ہے یہ حال انکا — منہ ہے کیسے کسطرح سی پھولا
کیا غرض پھر کوئی اودھر آئے — چلتے پھرتے تھے جو نظر آئے
اچھے ہوتی ہے اباجانکے یان — کرگئین کتنے پھیرے ڈومنیان
سب سے سمجھایا منتین بھی کین — وان تھا سب کا جواب ایک نہین
رتجگا تو جو ہوتا تھا ہوا — نگر اسکے عوض مین گل یہ کھلا
شہر بھر کے نگوڑے سب ملا — مفت مین آکے کھا گئے کھانا
رات دن ابتو ہے یہی دہندا — سے وظیفہ نماز روزے کا
ہوئی جب کام کاج سے فرصت — بندھ گئی بس نماز کی نیت
اور پھر یہ حمیدہ کٹنی بھی — ہے کچھ ایسی غضب کی اونکی ملی
ہین ابھی سے سراے اسکے طور — اونکو اوکسایا کرتی ہے یہ اور
اگر اس کٹنیا پہ ہو بس میرا — ایسا کچلون کہ کرتو یاد ذرا

صالحہ

اے ہے باجی حمیدہ کو نکہو — ایسی بھولی غریب ہے وہ تو
آجتک اوسکی سنیے وہ شوخی — دیکھنا کیا نہین سنتی بھی کبھی
اور تم پر تو ہے فدا وہ غریب — ایکدن کا ہے واقعہ یہ عجیب
رمضان کا ہے ذکر اگلے سال — گئی تھی میرے گھر وہ نیک خصال
ہوئی تقسیم جبکہ افطاری — آئی اسکے بھی ملنے کی باری

مجھکو سب بچوں میں جو تھی یہ عزیز / تھی اسکو زیادہ دی ہر چیز
کہتے کہتے اسے سبھی گئے تھک / منہ میں اسنے رکھا نہ دانہ تک
میں نے پوچھا نہ کھانے کا جو سبب / مجھکو رو کر دیا جواب یہ سب
باجی ابا لعنبر کوئی سے تھے / تب مرے حلق سے اوترتی ہے
بچے کو بھی تمہارے آٹھ پہر / لئے رہتی ہے وہ خجستہ سیر
وہ بھی آگو کیسا ہی پھڑکتا ہو / کیسا ہی روتا ہو بلکتا ہو
گود میں اپنے لیتی یہ ہے جب / بھول جاتا ہے رونا دھونا سب
اک تمہاری ہے کیا خصوصیت / ہے سبھی سے اوسکو میں الفت
بھولا پن اوسکا مجھکو بھاتا ہے / کیا کہوں کیسا پیار آتا ہے
جب کبھی اوسکو دیکھ پاتی ہوں / خوب ہی سینے سے لگاتی ہوں

نعیمہ

جسکو دیکھو یہ ماجرا کیا ہے / کلمہ وہ اوسی کا پڑھتا ہے
میں تو جب اوسکو دیکھتی ہوں ہنسا / خون اترتا ہے آنکھوں میں [illegible]

صالحہ

کچھ کہو تو تمہیں یہ کیا ہے / باعث آخر ملال کا کیا ہے

نعیمہ

ہو میں مجھپر جو ابا جان خفا / مجھکو اونسے بڑا اسی نے کیا
آجتک ورنہ میری اماں نے / نہ کبھی ہاں بھی تو کہا تھا مجھے
آج بالکل ہی بات چیت نہ تھی / دے وہ بیٹھیں طمانچہ چھوٹا ہی

غصہ مین غائب کو مخاطب کرکے

تو کہان اے حمیدہ جاتی ہے	رہ تو جا وہ گہڑی بہی آتی ہے
خوش ہون جب پہر دلکو چین آئے	انہین ہاتہ لئے جوتیان تو کہائے

صالحہ

کب یہ خالہ نے تمکو مارا ہے	غصہ کس بات پر اوتارا ہے

نعیمہ

سارا قصہ زبان پر لائی	صبح کی سرگذشت دہرائی
نہ لیا اک نماز کا پر نام	سب حمیدہ کے سر دہرا الزام

صالحہ

کیا کہون مین حمیدہ ایسی نہین	کسطرح سے ہو میرے دلکو یقین
بہائی بچے کو زمین پر پٹکے	دے وہ اتنی سی جانکو جہٹکے
اوس پہ طرہ کہ خالہ اماں بہی	اوسی ہمیشہ پچ کرین حمیدہ کی
پاس مین خالہ جان کے جاون	اک ذرا اوسکے جی مین بہی آون

نعیمہ

وجہ اوسکی مجہی سے سن لو اب	بچے کے تہا ستانے کا یہ سبب
بی حمیدہ کو آیا خوف خدا	کہ ہوئی جاتی تہی نماز قضا
اور بان اون کی اسلئے بگڑین	مین سے کیون ان کی نماز کی آہٹین

صالحہ

تم سے سہو اگر ہوئی تہی کیا یہ خطا	اٹہہ دیا تہا نماز کو جو برا

نعیمہ

ہین مجھپر وہ اسقدر جو خفا	کیا انہین تمنے کچھ کہا تھا کیا

صالحہ

کوئی مان باپ کو تمہاری اگر	کچھ کہے تو نہ کیا ہو تم پر اثر

نعیمہ

شوق سے میرے منہ پر امان کو	کچھ کہے کوئی شاد ہون مین تو

صالحہ

یہ تو فرماتے ہین نہایت کہ آج	اس گھڑی تو بہت ہے تیز مزاج

نعیمہ

سنکے یہ مسکرا کے کہنے لگی	کیسی کمبخت بیحیا ہے ہنسی
تیوریان پھر بدل کے اُسنے کہا	تم سے بھی چپ رہا نہین جاتا

صالحہ

ایسے غصہ سے مین نہین ڈرتی	نہین اتنا لحاظ بھی کرتی
گر خفا ہوگی تو کروگی کیا	اک طمانچہ سے مارو گی نہ سوا
امان باوا کا پاس تھا نہ اگر	آتین اپنے میان کیون لڑکر

نعیمہ

کوئی ہر دم سے کہے جو انکو بُرا	پھر کہانتک جلے نہ جی میرا

صالحہ

سچ ہے یہ پھر تمہاری توہین	کیا بُرا ماننے کی بات نہین

نعیمہ

مجھپہ غصہ تھا سخت نادانی	ہے تماز ان کی ابا یا نانی

صالحہ

سب سے بڑھکر نماز ہی پیاری | گر ذرا بھی ہو پاس دینداری

نعیمہ

اس سے ظاہر ہے یہ تمہارا گمان | تم سمجھتی ہو مجھکو بے ایمان

صالحہ

جو کہ ایمان اپنا کھوتے ہیں | آدمی ہی تو وہ بھی ہوتے ہیں
کام کرتا ہے جو کوئی جیسا | اُس کو ویسا ہی کہتی ہے دنیا

نعیمہ

صالحہ دیکھ کبریا کی قسم | میں بگڑ جاؤنگی خدا کی قسم
ایسا میری طرف کرو جو گمان | ہوتے ہوتے ہوں اُسکی بے ایمان
تم نے بے دین جو مجھکو سمجھا ہے | کون سی بات مجھ میں ہے کیا ہے
مرے عیب کو چھپاؤ تم | اپنے ایمان سے بتاؤ تم

صالحہ

پوچھتی ہو جو تم خطا ہو معاف | پھر خفا ہوگی میں کہونگی جو صاف

نعیمہ

کہہ نہ ڈالو جو دل میں آئی ہے | نہیں سچ کہتی ہیں بُرائی ہے

صالحہ

اپنے افعال پر ہے داور | چشم انصاف سے کرو تو نظر
گھر کے دھندے تمام کرتی ہو | کچھ خدا کا بھی کام کرتی ہو
مجھ سے پوچھنے کی حاجت کیا | تمہیں للہ یہ بتاؤ ذرا
کونسا کام کرتی ہو بولو | شان اسلام جس سے ظاہر ہو

نعیمہ

عورتوں کو تو جانتے ہیں سبھی ۔ نہیں حاجت نماز روزے کی
گھر کے دہندے ونکی جو عیب ہے ۔ فقط اونکی یہی عبادت ہے
کیونکر اللہ کی کریں طاعت ۔ کہ نہیں کام کاج سے فرصت
یہ عبادت ہے مردوں ہی کا کام ۔ رہتی ہے مہلت اونکو صبح و شام
فکر بچے نکے پالنے کی نہیں ۔ محنتیں گھر سنبھالنے کی نہیں

صالحہ

غور اس بات پر کیا نہ مگر ۔ ہے کمانے کا بار مردوں کے سر
بوجھ گھربار کا سنبھالتے ہیں ۔ بال بچوں کا پیٹ پالتے ہیں
پھر بھی جیتنا ہے انکے پاس دین ۔ اوتنا کمبخت عورتوں کو نہیں

نعیمہ

مجھکو اس بات کا یقین نہیں ۔ ہونگی یکسان ہیں مردوزن بھی کہیں
کچھ نہ کچھ ہوگا فضل سبحانی ۔ ہوئی عسم عورتوں تو انکو آسانی
نہیں ان میں ہے اسقدر طاقت ۔ کیا کرینگے نگوڑیاں محنت

صالحہ

نازکی کا غلط بہانہ ہے ۔ کوئی چہیز نہیں اٹھانا بھی
بلکہ انصاف سے اگر پوچھو ۔ مردوں سے بڑھکے چاہئے انکو
کہ بجا لائیں طاعت خالق ۔ رہیں محو عبادت خالق
کیونکہ اول تو یہ سہولت ہے ۔ عورتوں کو زیادہ فرصت ہے
دوسرے حصہ بھی تو ہے ان کا ۔ نعمتیں ہیں خدا کی سب سے سوا

کیجیے کپڑے کی طرف جو نظر — یہ پہنتی ہیں مردوں سے بڑھکر
کلیوں دار ایک پائجامہ ہو یہاں — سال بھر کا ہے لباس وہاں
نہیں سکھ چالیں انہیں مطلب — اور اطلس گرنٹ انہیں مرغوب
اس پہ زیور کی ہیں حریص اتنی — دفن ہوں کان میں جو سونے کی
خاصہ ہے یہ واقعی ان کا — سیر اس پر بھی ہو نہ جی ان کا
مرد جو ہیں ثقہ اور اہل دین — سونے کا چھلہ تک پہنتے نہیں
اسپہ بھی عورتیں نہ سمجھیں جو کبھی — نہ کریں طاعت خدا جنکی
پھر مثل ٹھیک صادق آئیگی — کام چور اور نوالہ حاضر کی

نعیمہ

واہ اچھی تم آج میرے لئے — مولویصاحب آکے ہو بنکے

صالحہ

تو بہ تو بہ میں کر نہیں سکتی — ہمسری اونکی جو ہیں نیک بھی

نعیمہ

البتہ افسوس مجکو ہے اسکا — ہوئیں اماں کی ہاں تم پیدا

صالحہ

میرے سر کی قسم ہے چپ نہ رہو — تم اس افسوس کا سبب تو کہو

نعیمہ

ہوتیں تم اور وہ جو ہاں بیبی — پھر تو دونوں خوب ہی ہنستی
مثل بیٹی کی انکے ہے حسرت — تکو تو وہ سمجھتیں اک نعمت
اور تم بھی اسیر گھر پاتیں — عیش و آرام و مال و زر پاتیں
فکر کوئی نہ عمر بھر ہوتی — زندگی چین سے بسر ہوتی

صالحہ

اس خوشی کا نتیجہ ہے یہ اگر — بھول جائے خدا کو اپنے بشر
میرے نزدیک پھر تو یہ زر و مال — سب ہے دنیا آخرت کا وبال
چار دن کی خوشی کیواسطے ہم — کیوں ہمیشہ کا مول لیں ماتم
اس سے قطع نظر کمی ہے کیا — سبھی کچھ ہے ہمیں خدا نے دیا
پیٹ بھرنے کو موٹا جھوٹا بھی — تن بدن ڈھانکنے کو کپڑا بھی
رہنے کو ہے مکان بفضل خدا — خوشگوار آب پاک صاف ہوا
بجز اسکے نہیں یہ سمجھا دو — اور کیا چیز چاہیئے ہم کو
یہی نا تم نے مجھ سے کہا ہے اگر — لادا ہے سونا چاندی اور پتھر
ایسی زینت کی بن گئی قربان — پیٹ پڑے سونا جس سے ٹوٹے کان
مفت تکلیف ایسی کون اٹھائے — چھد گئی ناک کان بھی تھک آئے
یہ تو ہرگز میں کہہ نہیں سکتی — کھانے پینے کی کچھ بیان کمی ہے
دیکھتی ہوں تمہاری پر حالت — ہاتھ اور پاؤں میں نہیں ہے سکت
ناتوانی کچھ اسقدر ہے بڑھی — نہیں بوٹی ذرا بدن پہ چڑھی
خاک ہے ایسی زندگی میں مزا — ہر برس مسہل[۵] آئے دن ہے دوا
مجکو دیکھو تو موٹی تازی ہوں — تم سے دونی نہیں تو ڈیوڑھی ہوں

نعیمہ

ہے امیری کا نازکی تقاضا — آدمی کیا ہے وہ جو ہو بھدا

صالحہ

ذکر تجھسے کیا ہے نہ قناعت کا — بلکہ تذکرہ رنج و راحت کا

۵ جلاب ۔

نعیمہ

خبر تم اپنا خوش تو کر لو جی — ہے غریبی مین عیش یون ہی ہی
یہ مثل تم پہ صادق آتی ہے — گر پڑی آگہی او بالی بہاتی ہے

صالحہ

مین برا سمجھون جسکو تم اچھا — اپنی اپنی سمجھ ہے اس سے کیا
تم جسے جانتی ہو راحت ہے — میرے نزدیک وہ مصیبت ہے
کھانے پینے کا واہ رے آرام — جسکا آخر ہوا ہے یہ انجام
عیش ہی جاے بہار مین ایسا — اک نہ اک روگ ہے لگا رہتا
ہے یہ پوشاک جسم کی حالت — ایسے ننگے پہناوے پر لعنت
ابھی آ جاے مین جا تو جہان اگر — سامنے بیٹھ سکتی ہو کیونکر
واہ زیور کی آپکی کیا بات — جسکی خیرات ہے نہ جسکی زکات
سچ کہتی ہون تم برا نہ مانو اگر — ہتکڑی طوق اس سے ہین بہتر
زیست کا میل جول مین ہے مزا — وہ بھی حاصل نہین ہے تمکو ذرا
بیر ماں سے حمیدہ کی دشمن — ساس سسر سے رہتی ہے ان بن
تم سے راضی نہین تمہارے میان — جتنے نوکر ہین وہ بھی ہین نالان
عیش و راحت کے ہین یہی انداز — کیا اسی زندگی پہ ہے تمہین ناز
ابھی غم تھا کہ شاد ہوتی تھین — پڑی ہنستی تھین یا کہ روتی تھین

نعیمہ

تم بھی کیا آدمی ہو خوب کہی — کیا لڑائی تمہین نہین ہوتی
پاس رہتے ہین چار برتن اگر — وہ بھی کھا جاتے ہین کبھی ٹکر
مار بیٹھو مجھے وہ بے تقصیر — عالم الغیب ہے خدا سے قدیر

صالحہ

تجھ سے جھگڑ بھی منہ کو کھولتی ہو — سچ نہیں کہتی ہوں جھوٹ بولتی ہوں

نعیمہ

ہے مری چپ پر ادھر سب کہنا — مجھکو جھوٹا کبھی نہ اب کہنا
نہیں یہ دلگی مجھے بھاتی — تن بدن میں ہے آگ لگ جاتی

صالحہ

جھوٹ ہے یہ ابھی جو تم نے کہا — تم سمجھتے ہو کب خدا کو خدا

نعیمہ

کوئی ایسا بھی ہوگا بندہ بشر — جو نہ رکھتا ہو اعتقاد اس پر

صالحہ

ایسی ہی ہو تمہیں جو اہل یقین — بات بیجا کبھی نہ بول اوٹھتیں
اوسکی توہین جو ہے حکم خدا — خفگی خالہ جان کی تھی بجا

نعیمہ

ہوئی سہواً وہ مجھ سے بے ادبی — کی تھی کچھ جان بوجھ کر تھوڑا ہی

صالحہ

خالو ابا کی شان میں یہ بات — منہ سے نکلی کبھی نہ ایسی بات
تم بڑے بھائی جانکے نزدیک — ایسا کلمہ کہو اونہیں بھی اگر
دیکھیے آجاتا ہے ابھی غصا — ابھی سب جانتے ہو وہ تم سے خفا
پھر بھلا وہ خدا پاک جلیل — ہوئے جسکی شان کی تذلیل
اب یہ انصاف ہے بتاؤ ذرا — تم سے ناراض کس قدر ہوگا
[illegible] — [illegible]

توبہ توبہ نعیمہ نے کہکر | ہاتھ آہستہ مارکے گالون پر

صالحہ

پھر اگر خالہ جان کبھی یون ہین | تمکو مارا تو کیا ہوئی توہین

نعیمہ

اون کا غصہ بجا تھا یا بیجا | نہ مین کچھ کہتی ہون نہ تمنے کہا

صالحہ

کاش تم کچھ زبان سے کہہ لیتین | سارے گھر کو نہ رنج یون دیتین
ہاے معصوم بے زبان لڑکا | دودھ کو وہ تمام دن پھڑکا
عمدہ تھا تم غریب ہارتی ہے | ابتلک ہاے ہاے کرتی ہے
بی عکّہ ایسی پڑ گئی ہے لات | اسکے منہ سے نہین نکلتی بات
بچہ کو ن مارا تمام گھر بھر کو | اب کچھ اور اس سے بڑھکے چاہتی ہو

نعیمہ

خیر ہوتا تھا ہو چکا جو کچھ | اب تم اپنی عمر بن کہو تو کچھ

صالحہ

ہو چکا یا کہ ہوتا ہے ابتک | بچہ بے دودھ روتا ہے ابتک
صبح سے لوگ تکو بیٹھے ہین | ٹھیک ہوش و حواس کسکے ہین

نعیمہ

یہ نہ ہو دستیان ذرا دیکھو | واہ مارو بھی اور رونے نہ دو

صالحہ

نام رونے کا لب پہ ہو لی | بیٹی اس سن مین تمکو شرم آلی

نعیمہ

مار کھانے مین جب آئی حیا   رو کے نین پھر حجاب آئیگا کیا

صالحہ

باپ مان ہی کے مار تیسے گر   جاتی ہے عزت اے خجستہ سیر
پھر ہے دنیا تمام بے غیرت   نہین ملتی ہے کسکو یہ ذلت

نعیمہ

مار کھاتین بری طرح سے جب   قدر ہوتی نہین کچھ اسکی تب
جانتین شرم کیونکر آئی ہے   آبرو کس طرح سے جاتی ہے

صالحہ

بارہا ایسی نوبت آئی ہے   بیسیون بار مار کھائی ہے

نعیمہ

ذکر جو کرتی ہو یہ کب کا ہے   ہوش جس وقت سے سنبھالا ہے

صالحہ

اب مین کرتی نہین ہون ایسی بات   مار کھاؤن جو اے خجستہ صفات

نعیمہ

کون کمبخت جانتی تھی بھلا   مانین گی اماجان اتنا برا
اتنا پاس ادب ہے انکو کمال   پہلے کب یہ تمہارا تھا خیال
خیر اب سے تمہاری کیا غرض   لکھدو تم صاف صاف سب دلکی

صالحہ

میری مرضی یہ ہے کہ جو تم تھی ہو   لو اٹھو آؤ میرے ساتھ چلو
سامنے خالہ جان کے ملکے   ہاتھ جوڑ اور رکھو قدم پر سر

کھانا خود کھاؤ دوسروں کو کھلاؤ	ننھے بچے کو اپنے دودھ پلاؤ
ہاتھ سر پر حمیدہ کے بھی دھرو	حمیدہ کو بھی بلا کے عذر کرو

نعیمہ

بھی تمکو تو شرم آئے گی	آنکھ کیونکر ملائی جائے گی
آج جس بات کا ارادہ ہے	کل پہ رکھیں اسے برا کیا ہے

صالحہ

تمکو آتا نہیں ہے رحم مگر	آج فاقہ سے سو رہے گھر بھر
شب کو کھانا جو تم نہ کھاؤ گی	صبح کو دودھ کیا پلاؤ گی

نعیمہ

خیر کھانا نہیں منگا بھیجو	ہاتھ کونکی جوڑنے کو رہنے دو

صالحہ

کھلنے ہی پر تمہارے کیوں نہ چلو	مجھکو کیا کھانیکا بھی نام نہ لو
پھر ہے نقصان میرا کیا اسمیں	سمجھو کی تم ہو تمہاری بات میں
کھانا کھانے کا اسطرح اڑ کر	ہے صفائی جو مہمان کے لطف نہ
دل تمہارا ادھر ہے افسردہ	اودوسر غالباً ان آزردہ
غم سے منہ کو کلیجہ آئیگا	کھانا کیا خاک کھایا جائیگا
شرم کیسی اب اسکا نام نہ لو	ساتھ سب کے ذرا چلی تو چلو

نعیمہ

دوستاؤ مجھے زیادہ اب	کھانا کھانے سے ہی نہیں مطلب

صالحہ

ایک ہو تم بھی اپنی ضد کی مگر	ہوگا احسان کھانے کا تم کو

ہاں چلی چلتیں جو مرے ہمراہ — ہوتی ممنون بہن خاطر خواہ

نعیمہ

تم غنیمت نہین سمجھتین اسے — بہن کچھ تمھاری خاطر سے
مین نہ آتی کسی کے کہنے پر — ہوتی دنیا اگر ادھر کی اُدھر

صالحہ

گئی ہے خراب زیادہ رات — ورنہ سنتی نہین تمھاری بات
اُٹھی بیٹھ کے پھر وہ نیک اساس — اور گئی اپنی خالہ جان کے پاس
بیٹھی تھی چپ اکیلی فہمیدہ — تھی وہ فورِ الم سے رنجیدہ
صالحہ
کیا کہوں آپ بیٹھی ہین چپکے — کھانا باجی کہا بھیجئے جلدی

فہمیدہ

بولی گھبرا کے آیا دم مین جو دم — سچ کہو تم کو میری سر کی قسم
بیٹی تم نے بڑا کمال کیا — ایسی ضدّن کو بھی منا ہی لیا

صالحہ

کیا کہوں ہوگئی ہے دیر جناب — لوگ ہین بھوک سے بہت بیتاب
لائے کھانا جلد بڑھتی ہے رات — دیکھا جائیگا پھر بشرطِ حیات
مین حمیدہ کو اب جگاؤں شتاب — ہوگا اُسکا تو اور حال خراب
کھانا فہمیدہ نے نکالا اُدھر — صالحہ نے اُسے جگایا اُدھر
کب وہ تھی محو خواب راحت مین — شدت ضعف سی تھی غفلت مین
صالحہ کی سنی جو اس نے صدا — آنکھین ملکر اُٹھی سلام کیا
گود مین اس کو صالحہ لیکے — پیار کرنے لگی لگا کے گلے
بولی کیون غافل السحر ہوتی ہن — واہ اتنے سویرے سوتی ہن

حمیدہ

پوچھ لیتی ہوں ابھی وہاں جب / اور وہ کہدیتی ہیں کہ سوتی ہوں اب
پڑہکے اسوقت بس نماز عشا / کرلی ہوں میں ارادہ سونیکا

صالحہ

خیر اب یہ بتاؤ سچ تو رہن / تمنے کھانا بھی کھایا یا کہ نہیں

حمیدہ

خیریت تا وہ شرم سے چپ مار جوش [?] / سر جہکا کر وہ پہر ہی خاموش

صالحہ

بھوک سے ہوش ہیں تمہارے گم / کھانا کھالیں چلیے اٹھیے ہم تم

حمیدہ

کھانا جب تک نہ کھائینگی باجی / حلق سے میرے اترے گا نہ کبھی

صالحہ

ہے غرض اپنے پیٹ سے تمکو اب / تمکو دنیا جہان سے کیا مطلب
کوئی فاقے سے گر رہا تو کیا [?] / بھوک ہوگی تو آپ کھائیگا

حمیدہ

اے ہے باجی ہماری بھوکی ہیں آج / اٹھتے ہیں ہم پر ہم اپنا پیٹ بھریں [?]
انکو سمجھائیے خدا کے لئے / جلد وہاں جائیے غذا کیلئے
آج دن بھر ہی سے زبان پر ہے گلا / قابل رحم حال ہے اسکا
کہتے ہی یہ حمیدہ رونے لگی / صالحہ نے اسے تسلی دی
رات گذری تھی کوئی ڈیڑھ پہر / کھانا کھانے لگا غرض سب گھر
سو رہے بعد اسکے سب جلدی / صالحہ اور نعیمہ جاگی

نعیمہ

اب تو دل آپ کا ہوا ٹھنڈا | جو کہا آپ نے وہ ہم نے کیا

صالحہ

شاد و خرم ہیں اس گھڑی ہوتی | گر صفائی بھی ہو گئی ہوتی

نعیمہ

اب صفائی میں کیا رہا باقی | کچھ دنوں بعد باتیں بھی ہونگی

صالحہ

کچھ دنوں بعد واہ کیا کہنا | کل پہ رکھو ابھی تھا تمنے کہا

نعیمہ

کل پہ رکھو اسے کہ پرسوں پر | اب نہ اس گھر میں ہوگا میرا گذر
رنگ کچھ اور یاں پان کا ہے | ڈھنگ بدلا ہوا یہاں کا ہے
مجھ سے اب تک نماز روز یکا | گو نہیں تذکرہ کسی نے کیا
پہنچی جب بہائی جان تک نوبت | پھر میں کیا چیز ہوں کہوں عورت
ایک تو وہ بڑے ہیں ہم سب سے | دوسرے مرد ہیں خدا رکھے
تیسرے فضل حق ہے یہ اونپر | نہیں چنداں وہ انکی دست نگر
اونکا حاصل ہے سب جگہ مقصود | ہے رکابی پلاؤ کی موجود
جس ریاست میں جا کھڑے ہونگے | اونکے اعزاز وہاں بڑے ہونگے
شاعری کے جو فن میں ہیں کامل | ہونگے مد میں رفیقوں کے داخل
ہو رسائی اگر بقدر کی | ان کو ملسکتی ہے نظامت بھی
کون بد بخت مجھ سے ہے بڑھکر | نہیں آتا ہے جسکو کوئی ہنر
[illegible] آتا [illegible] کے سامنے [illegible] | [illegible] ساختہ و السان [illegible]

کیسے کیسے ہیں پر سکھ لئے ہیں — جس سے محتاج وہ کسی کی نہیں
کر لی ہوں اپنے مال پہ جو نظر — کچھ نہیں میرا ٹھکانا ہے نہ گذر
گھر میں ماں باپ کے پڑی ہوں سوا — جیسے کتا ہو کوئی خوار و زبون
کھا لیا جب ملا کوئی ٹکڑا — ورنہ کیا تھا نہ میرا کوئی کیا
پہلے ہی سے تھا ابا جان کو پیار — لڑکیوں سے نہ رکھتے تھے سروکار
اتنا ہی تھا کہ کچھ سہارا تھا — زور اُن پر ذرا ہمارا تھا
اُنکی بھی اب یہ ہو گئی حالت — آگئی مار پیٹ کی نوبت

صالحہ

ہو گئی ہو کیوں تم اسقدر بیدل — اتنا روزہ نماز ہے مشکل

نعیمہ

خشک ہوتا ہے اس سے میرا تو تن — آدمی ہوں ہنسی مذاق کی دھن
مجھکو روزہ نماز سے مطلب — بہہ سکی کی او اس زیست کے سب

صالحہ

مجھ سے آخر کہو برائے خدا — تم نے تدبیر سوچی ہے پھر کیا

نعیمہ

یہی آتا ہے دل میں دو دیکھو — کر چلی جاؤں میں تمہارے گھر
صالحہ سنکے یہ ہوئی خاموش — کچھ بھی منہ سے نہ بولی وہ ذی ہوش
دیکھ کر یہ نعیمہ کہنے لگی — دم بخود تم تو ہو گئیں ایسی
تم نے گویا یہ کر لیا باور — میں چلی جاتی ہوں تمہارے گھر
میں فقط تم کو آزماتی تھی — نہیں آتی تھی اور نہ جاتی تھی
ہو جو تکلیف اس سے بھی بڑھکر — لوں نہ احسان کسیکا میں سر پر

صاحبہ

ہر گھڑی چھیڑ چھیڑ کر لڑنا — واہ کیا خوب ہوش پکڑو ذرا

بیبیاں گو اٹھی ہیں ہوں بچا ہے گھر — تم مگر بیٹھی لئے ہو بڑھ کر

کسکا احسان پھر اٹھاؤ گی — اپنے خالہ کے گھر میں جاؤ گی

میں تمہیں منع کرنے والی کون — تم پہ احسان دہرنے والی کون

نعیمہ

یہ بتاؤ میں جاؤں گی جب آن — دیکھکر کیا کہیں گی خالہ جان

صاحبہ

یہ ہیں سمجھائیں گی تمہیں وہ بھی — کہہ چکی ہوں جو میں کہیں گی وہی

نعیمہ

بے جواب اور کچھ کچھ اور سوال — اجی گھر سے تو دو نہ دینگی نکال

صاحبہ

شکر اسکا ہے کیوں خیال وہاں — کون گھر سے نکالتا ہے یہاں

نعیمہ

آپ عشر[سلہ] نہیں کرتیں وہ بسر — خرچ میرا اٹھائیں گے کیونکر

نہیں ایسے بھی آج تک گذرت — عفا — رکھ سکیں جو نہ تمکو دن بھی

نعیمہ

تم تو تھوڑے دنوں کے دہیاں ہیں آئی — جانتی ہو میں تو زندگی بہر کو

صاحبہ

کہیں ایسا بھی کبریا نہ کری — تم سدا وان رہو خدا نہ کرے

سلہ افلاس تنگدستی ہے

کرے خالق تمہارا گھر آباد
دل ہو ماں باپ کا تمہارا شاد

نعیمہ

سو چکر جاتی ہوں یہی ہے ٹھان
نہ رہونگی جو چند روز یہاں

نہ رہے گا پھر اتی جان کو یاد
یہ لڑائی یہ جھگڑا اور یہ فساد

رکھیں گی نہ تو نہ دور سے مجھے
دو بلا ئیں بھی گی منھ پر مجھے

صالحہ

نہیں اس میں کوئی قباحت ہے
اُن کی درکار پر اجازت ہے

نعیمہ

تم وہاں تک ذرا چلی جانا
اور میری طرف سے پوچھ آنا

ہے چکیں جب یہ باتیں بستر پر
سو رہے دو نو تان کر چادر

نظر آئے جو صبح کے آثار
صالحہ خواب سے ہوئی بیدار

اُٹھی پڑھنے کو یہ نماز سحر
خواب غفلت میں تھی نعیمہ مگر

جب فراغت نماز سے پائی
پاس اپنی خالہ کے آئی

صالحہ

کچھ دنوں بعد میں پھر آؤنگی
لیجیے رخصت اب میں جاؤنگی

خالہ

اتنی جلدی ہے جانیکی جو بھلا
آگ لینے کو آئیں تھیں تم کیا

کچھ نعیمہ کا ٹھیک ہو تو کرو
شوق سے پھر سدہارنا گھر کو

صالحہ

وہ بھی ہوئی ہیں میرے ساتھ سوار
بس اجازت ہے آپ کی درکار

خالہ

سچ کہو خود یہ اسکی ہے مرضی — یا ہے اُسکو صلاح تم دیتے

صالحہ

مجھسے خود چاہتے کو انہوں نے کہا — نہیں کچھ اس میں مشورہ تھا ہمارا

خالہ

کچھ وہان جانے میں نہیں ہے ضرر — بڑھ کے رکھنا نہ آٹھ دن سے مگر

بس زیادہ پڑے نہ اوپر بار — ہیں ہماری بہن بہت نادار

صالحہ

مجکو کیا دخل ایسی باتوں مین — آئیں گی جب بلا سکیگا انہیں

خالہ

لے جاتی تو ہو تم اسکو مگر — رہے اسکا بھی دہیان کچھ پہر

باتوں باتوں میں یہ نصیحت بھی — دین و ایمان کی کچھ ہدایت بھی

صالحہ

خوب سمجھاؤں گی بجھاؤں گی — نیک رستہ پہ انکو لاؤنگی

یہ کہلا اسپہ بعد استغفار — ڈولیا لیکے آگئے ہیں کہار

گئی دوڑی ہوئی نعیمہ کے پاس — تا جتنا گئے اوسے یہ نیک اساس

ہوا وان جاکے اوسپہ یہ حالی — ہے کچھ نا نعیمہ کا خالی

چپکے سے آٹھ کے بیچ کو لیکر — ہوئی لڑکی سے وہ رخصت ہیکر

اس طرح ڈولی میں سوار ہوئی — چھٹے وہ جیسے فرار ہوئی

خالہ کے گھر سبھی پہ یہ حرات — گئی وہ باپ ماں کے بے رخصت

صالحہ وان سے یا دل ناکام — آئی خالہ کے پاس کرنے سلام

خالہ

ایسی بلا گر پڑی ہے کیا بیٹھو   اٹھو تو لینے دو تم تشبیہ کرو

صالحہ

میں ابھی اسلئے گئی تھی وہیں   پر شاہین نے دو چلی ہے گئیں

آئی تھی لینے جب اجازت ادھر   وہ اُسی دم ہوئیں سوار ادھر

خالہ

اسطرح چپکے سے سوار ہوئی   مجھ سے رخصت ہوئی نہ ملی گئی

صالحہ

گئیں کھڑکی کی راہ سے وہ تو   گو میں لیکے اپنے پیچھے تو

خالہ

صالحہ دیکھتی ہو یہ غصہ   ہم نے لاکھ اسکے ساتھ سر مارا

باتیں سب سن رہی تھی میں چھپکے   لیکن اسپر ہوا نہ کچھ بھی اثر

کہیں ایسا غضب بھی دیکھے ہے   گھر سے پیدا ہا نسکر پیدا فا ہر کیا

اسکی باتوں پہ جاؤں گر میں بھی   کبھی صورت نہ دیکھوں لندن کی

دل نہیں مانتا مگر کمبخت   کیونکر اسکی طرف کروں تخت

ایسے ہی گن نہ انہیں گر ہوتے   اسکی حالت پہ سب پھر روتے

مگر اسکو ذرا خیال نہیں   کچھ بھی پروا نہیں ملال نہیں

دیکھئے کیا نصیب میں ہے بدا   اس کی تقدیر میں ہے کیا لکھا

نہیں اس سوچ میں مجھے آرام   کیا اس غم نے میرا کام تمام

صالحہ

دل کو اپنے سنبھالئے تو حضور   فکر اندوہ و رنج کیجئے دور

جائیگی ایک آن میں سب ہی سنبھل	آئینا تا کہوں آج کبھی کل
ہم نعیمہ کو چھوڑتے ہیں یہاں	اور سنیا انجام پھر کلیم کا بیان



کلیم باپ سے ناخوش ہوکر گھر سے نکل گیا
نصوح نے کلیم کا بیہودہ کتب خانہ اور اسباب
لہو و لعب جلا دیا

مولوی رخصت نعیمہ وقت سحر	نصف شب ہی کو چلدیا کلیم گھر
ساتھ ہی ماں کا باپ کا چھوڑا	اور دروازہ بھی کھلا چھوڑا
کھانے پینے کی آئی نوبت	تب یہ فہمیدہ پر کھلی حالت
لیکن اسوقت کچھ نہ تھا یہ گمان	کہ نہ آئیگا پھر کلیم یہاں
یہ سمجھی پھر اک [illegible] رہنا	تا منا سے اسکا باپ [illegible]
پڑھ کے مسجد میں جب نماز سحر	آرہا تھا نصوح اپنے گھر
پہنچا ہی تھا گلی کے سر پر	کہ نعیمہ کی ڈولی آئی نظر
آیا ڈیوڑھی میں جب یہ [illegible]	دیکھا مولی سے صاحبی [illegible]
تھا تصور جو کل کی باتوں کا	سخت غصہ اسے کلیم پہ تھا
اول سے اپنے یہ بات کرلی	دیکھتے ہی سمجھا کہ البتہ یہ بھی
اسے بھی گر نہ آئے پھر [illegible]	پھر یہ کمبخت اپنا سر کھائے

پیدا ہوا جب سے اقبال آیا ... جب نظم میں کلیم کے آیا
وہ مثنوی گھر جو اس کی تفسیر ... تب پایا نیا نیا ابر ... لو گھر
خوب ان کو [illegible] دکھایا ... [illegible] کلیم کا پایا
وان سے آیا غرض تصریح انداز ... [illegible] کا تعارف یہ اشعر
لوگ اس کے [illegible] ... سب [illegible] سلام کے
بیٹھی [illegible] ... [illegible] تلاوت قرآن
وہیں آ کے تصریح [illegible] گیا ... [illegible] وہ تو [illegible] کیا

تصریح

کہا کیا ہے [illegible] صاحب ... یہیں وہ روز کی [illegible] صاحب

قصیدہ

بیٹھی [illegible] دولی ... [illegible] وہ [illegible]

تصریح

پھر [illegible] ... دوسری ڈولی تھی وہ [illegible] اور

قصیدہ

ہاں نعیمہ کی تھی سواری وہ ... اپنی خالہ کے گھر سدھاری وہ

تصریح

[illegible] ... وہ گئی ہیں کے [illegible]

قصیدہ

کیا [illegible] خدا کی [illegible] ... [illegible] کچھ ہیں کے کچھ [illegible] سوا

تصریح

[illegible] صاحب صاف وہ ... [illegible]

فہمیدہ

خوب جب صاحب نے سمجھایا
مجھ کچھ اسکی سمجھ میں تب آیا
کھانا کھایا اٹھ بیٹھ آخر
دودھ بچے کو بھی پلایا پھر
فضل ایسا ہوا اُس کا شفا تھا
اب بگڑے کا حال سنئے ذرا
صبح کو صاحب جو آئے اودھر
لے بلائے مجھ سے آپ جلدی ادھر

نصوح

خیر شکر خدا سے ہے ایسا
ہیں سب یہ دس ایک سے تو ہوا
اب کرو دوسرے کا حال بیان
سب سے بھلا رات ہے کلیم کہاں

فہمیدہ

کھانا کھانے کا وقت جب آیا
دس بجے شب کے بیمار نے بلوایا
اُس گھڑی یہ کہا کہ گھر میں تھا
جانتی ہوں نکل گیا وہ کہیں

نصوح

خیر فضل خدا سے پھر تجھے
دو سہ بیٹی بلا ہو لی گھر سے
مجھکو اتنا فکر ہے تا وہ ذرا
اس میں ہے میری بات اصلی جتا

فہمیدہ

جب سے عقل کا ہے اوسکی نہ تیز
ہے اوسکا گناہ اوسیکا قصور
کم سے تو ایک چھوڑ دو دو یا
طلب اسکو کیا الصبح اصرار
خط بھی لکھنے میں سعی محنت کی
انتہا ہو گئی نصیحت کی

نصوح

ملیا اس نے مجھے ستایا ہے
جیسا مجھ سے پیش آیا ہے

ادا دل جو تا محمد نے اُسکا انساکی ہی ہو ہے

اسکی چوتھائی بھی نہ گستاخی	ختم ہے صاحب انصیر نے خیس کی

علیم سے مخاطب ہو کر

تم نے دیکھا تو ہوتا کتبہ پر	نہیں رکھ گیا ہو کچھ لکھکر
اسکے غصے نے اوسپہ قہر کیا	کسیکے پاس تک نہ آنے دیا
ورنہ میں تو برغبت خاطر	عذر سنتے کہ اس کی تھا خاطر
نہ کہا مجھسے اس کا کچھ مقصود	مطمئن ہوکے میں تھا موجود

علیم

ٹھیک کہتے ہیں قبلہ حاجات	آگئی تھی میرے ذہن میں یہ بات
مگر اب جاکے دیکھی لیتا ہوں	آپ کو اطلاع دیتا ہوں
گو کہ ان سے مجھے امید نہیں	کہ وہ کچھ لکھکے رکھ گئے ہوں کہیں
لکھنا ہی ہوتا انکو گر منظور	کیوں نہ لکھتے جواب خط و حضور

نصوح

احتیاطاً یہ چاہتا ہوں مگر	آؤ میں بھی خود دیکھ لوں چلکر
کیونکہ یہ تھا علیم کے دل میں	باپ دیکھیں نہ بہائی کی چھینٹیں
کسطرح پر وہ روک سکتا تھا	ساتھ چلنے سے جھجکتا تھا
غرض آکر نصوح نے باہر	کہا یہ نوکروں کو بلوا کر
ساتھ چلکر کلیم کا اسباب	اس جگہ رہتا ہے بتاؤ شتاب

نوکر

سنئے گھر سے شمال رخ میں جو	خاص ان کے ہیں بیٹھنے کے دو دالان
ہیں بڑے شوق سے حضور بنے	نام بھی رکھ رکھے ہیں دونوں کے
ہیں جہاں کھیل کود میں سبسے	عیش منزل وہ اسکو ہیں کہتے

لکھے تھے جو شخص کی بہت کتابیں جہاں   اور سیکھا تھا بہت کچھ بھی نام پڑھا

قصہ

وہاں سے شخص ہی جو تھے پہچانتا   عاشق منزل سے پہنچے تو پڑھا

اسی طرح سے تو پہلے کہا کر   دیکھا کیا سب وہ جب گیا اندر

بہشت منزل غلط کہا کیا ہو   وہ مقام اسم یا مستی ہے

تخت بچھے ہیں کرسی کے اندر   اور دری چاندنی بچھی سے اوپر

اس سلیقہ سے فرش بچھا ہے   شکن ہو کہیں نہ وہ سیاہی

سب عجب کا نقش اک قالین   گاؤ تکیہ سے اس پہ بانسری

سب قالین اور اگالدان ہے ایسا   متصل آ کے بچھوان سے ایک

کرسیاں گرد تخت کے ہیں بچھی   آئینہ کی سمت بھی ہوئی

چھت میں لٹکا ہوا ہے اک پنکھا   سرخ جھالر میں سب لٹکا ہوا

سب لگی اک سفید چھت گیری   لٹکا ہیں جھاڑ اور ہانڈیاں بھی

جب یہ سامان لطف سے دیکھا   پھر لا انفس سے وہ مرد خدا

ہے [illegible] یاد نہیں [illegible] دولت   ایسے بھی وہ شوق [illegible]

کاشکی یہ مال جو ہوا ہو یاد   اس سے ہوتی غریبوں کی امداد

ابھی اس فکر میں تھا یہ ناگاہ   جا پڑی اک طرف کو اس کی نگاہ

دیکھتا کیا ہے اک پلنگ ہے   آگے سامنے [illegible] میں

اک [illegible] تاش تختہ جو [illegible]   ہے اور اک کتاب [illegible] پر

[illegible] اس [illegible] اٹھا ہے   [illegible] اٹھانی [illegible]

کھولکر دیکھا جب کہا اسلام   اور وہ تصویر تھی جو السلام علیکم

[illegible]

اور جو تھے وہ پڑھا ہے سب اُس نے یہی … رد کتابوں کی تہیں ساری تحریریں
اِن تینوں مذہب کی کوئی حد نہ تھی … ذکر دین سے یہ اُس کی بات کبھی
حسب خواہش وہ تمام پڑھ کے کتاب … رکھ کے پاس اُسکے پاس آس کی شتاب
جب ہوا جب وہ جب گیا سب پڑھ کر رکھ … خوش ہو کر اُٹھا لگا دی آگ
فرصت اس سے جو ملی بھی ہر کے لیے … ہوا خلوت کدہ میں وہ داخل
ایک الماری وہاں پہ آئی نظر … جو کتابوں سے پڑ تھی سرتاسر
جلد وہ کی عمدگی مذہب کی تھی … رنگ اور تھی ایک سب کی تھی
خوش ہوا اُٹھا مرد حق آگاہ … کی مضامین پہ کہو نظر جو لگاہ
جو ہے قصہ ہیں واہیات تماق … ساری باتیں بعید از اخلاق
نہ تامل ذرا کیا اُس نے … سب کو آخر جلا دیا اس نے
دو ملک نے دو ایسی بہن تھے جیسے خبر … خوف سے تہلکہ میں تھا گھر بھر
نام اُسکا علیم سے ہے کیا … دوڑ کر دو کتابیں لے آیا
یہی بس وہ بچی تھا اس نے بنائی … زینت اک بہار عشق اک تھی
غرض کی آئے ایسے اُسے … آگ میں آپ انہیں بھی رکھ دیجیے
اُنکو دیکھا تو صبح سے پڑھ کر … اور مطالب پہ کی بہ غور نظر
کیا اُسدم علیم سے یہ خطاب … گو مضامین اسکے بھی ہیں خراب
پر بہ فضل خدائے ذو الاحسان … ہے تمہاری طرف سے اطمینان
نہیں ہم سے خیال کچھ مجکو … ان کتابوں کو چاہیے رہنے دو
ہے اگرچہ مطالعہ ان کا … خالی از مصلحت نہیں بیٹا

علیم

دیکھنے سے ان کتابوں کی حاصل … جو نمونے دیکھنے کے ہی قابل

نصوح

اسے سن کر ولی کے چین بہ نگاہ | یہی مرضی ہے گر تو بسم اللہ
لایا فوراً علیم جس کو ملا | ان کتابوں کو آگ میں جھونکا
دیکھا دیکھی علیم بھائی کی | کی یہ تیزی میاں سلیم نے بھی
آپ کو بھی کلیم تھا دیا | کہیں واسوخت اک امانت کا
دوڑ کر یہ اوسے اٹھا لائے | تاکہ پیار انسے باپ کو آئے
آگ کا شعلہ جو بھڑکتا تھا | اُسمیں واسوخت[1] کو بھی ڈالدیا
غرض بس عشرت کلیم اوسر | ہو چکا جبکہ جل کے خاکستر
پاکے فرصت نصوح نیک نہاد | آیا بیوی کے پاس با دل شاد

بیوی

تمکو جس کی تلاش اتنی تھی | کہو پھر بھی وہ ہاتھ آیا بھی

نصوح

گو کہ کاغذ نہ میں نے وہ پایا | مدعا پر مرا نکل آیا

بیوی

ہاں ابھی کوئی کہہ رہا تھا یہاں | یہ لگا دی تھی تم نے آگ کہاں

نصوح

کچھ کتابیں کلیم کی تھیں بہم | میں نے ان کو جلا دیا بیگم

بیوی

ایسے غصے سے بھی خدا کی پناہ | کہ جلا دیں کتابیں تم نے واہ
ہے جلانا گناہ کاغذ کا | پھر بھلا ذکر ہے کتاب کا کیا

[1] واسوخت امانت ایک نظم عاشقانہ مخرب اخلاق ہے۔

کوئی پرزہ پڑا جو پاتے ہیں ۔ لوگ اسے آنکھوں سے لگاتے ہیں
قاعدہ ہے کسی کتاب کا گر ۔ لگتی ہے بھول سے کہیں ٹھوکر
چوم کر توبہ توبہ کرتے ہیں ۔ سب سر آنکھوں پہ اسکو دھرتے ہیں

نصوح

کہتی ہو سچ تم اے خجستہ سیر ۔ لوگوں کی یہ زیادتی ہے مگر
اُسکی بیکار اتنی عزت ہے ۔ کیونکہ کاغذ ہے ایک بیجان شے
وہ کتابیں ہیں قابل توقیر ۔ جسمیں مضمون عمدہ ہوں تحریر
نعت یا حمد خالق باری ۔ حق پرستی خیال دینداری
جو کتابیں جلائیں بیٹے ابھی ۔ تھیں پُر از شرک و کفر و بیدینی
بیحیائی میں سکھتی تھیں نہ جواب ۔ فحش سے تھی بھری ہر ایک کتاب

بیوی

لکھی ہوئی ہیں کیا کتابوں میں ۔ سچ کہو یہ بری بری باتیں

نصوح

کیا فرشتے فلک سے لاتے ہیں ۔ آدمی انکو بھی بناتے ہیں
پھر یہ سمجھو کہ حضرت انسان ۔ کیسے سرکش ہیں اور نافرمان
ہے کتابوں میں شرک و کفر بھرا ۔ یوں دکھایا ہے زور طبع رسا
واقفیت نہیں ہے کیا تمکو ۔ جانتے شعر و شاعری کو تو ہو

ہمیدہ

اس قدر حال ہے مجھے معلوم ۔ دیکھیں اکثر کتابیں ہیں منظوم
پر بڑی بات انہیں کوئی بھی ۔ دیکھنے میں سمجھ نہیں آئی
سنتی ہوں میں کلیم کو تھا یہ ذوق ۔ شعر اور شاعری کا تھا کچھ شوق

اور ہے یہ بات قابل تعریف | اسکی ہر ایک کرتا ہے توصیف

نصوح

ہو جسے فن شاعری فاضل | ہے وہ البتہ قدر کے قابل
شاعری اک مذاق علمی ہے | واقفیت زبان کی ہوتی ہے
واقعی اس لحاظ سے یہ فن | قابل قدر ہے بوجہ حسن
قابلیت کو اپنے لوگ مگر | صرف کرتے ہین بہ محل شر
حسن کو عیب یہ بناتے ہین | کہ برے راستہ پہ جاتے ہین
کیون نہو ایسی شاعری مذموم | جن مین ہو کذب و افترا منظوم
مدح بے جا ہے باعث ذلت | ہجو مومن ہے داخل غیبت
شاعرون کو نہین خدا کی پناہ | اور بے عیسیٰ و کلیم اللہ
ہین یہ مضمون خلاف شرع نبی | نہین اس معصیت کی حد کوئی
ہے اُچھلتا عمامہ زاہدون کا | کرتے ہین اہل دین سے استہزا
ہوتی ہے دین و شرع کی توہین | خوف کچھ کفر و معصیت سی نہین

فہمیدہ

ہے اگر شاعری اسی کا نام | تو پھر اس شاعری کو میرا سلام

نصوح

کیا نہین یاد واقعہ وہ اب | پڑھتی تھین مجھ سے تم گلستان جب

فہمیدہ

دو وہ جس دن حمیدہ کا تھا چھٹا | تھا اُسی دن اُسے شروع کیا

ف شاہ دہ حد ث للہ ہمت شہ یعنے حضرت موسی پیغمبر علیہ السلام مرشد ہیں ۔

نصوح

یاد ہے یہ بھی جا بجا اکثر — پھیر تا تھا قلم میں سطروں پر
بلکہ تھے بعض صفحے بھی ایسے — سادہ کاغذ سے جو چھپاکے تھے

فہمیدہ

رتی رتی تمہیں ہے سب کچھ یاد — یوں وہ چوتھائی لکھی تھی زیادہ

نصوح

باتیں ایسی لکھی تھیں بیہودہ — جنکو یوں تم سے میں چھپاتا تھا

فہمیدہ

سچ کہو ہم تو یہ سمجھتے تھے — کہ ہو مشکل سمجھ کے چھوڑ جاتے

نصوح

پھر ہے یہ اس کتاب کی حالت — ہند میں جسکی ہے بڑی شہرت
اور ہے اس بزرگ کی تصنیف — جسکی ہر ایک کرتا ہے توصیف
جو ہے دنیا میں باعث برکت — نام کی جسکی کرتے ہیں عزت
کیسے مسلمان خموش رہتے ہیں — رحمۃ اللہ علیہ[سلہ] کہتے ہیں
بس یہ عز و وقار ہے ان کا — اولیا میں شمار ہے ان کا
جو کتابیں کہ دین میں ہیں جلا — ہیں خرافات سب وہ اس سے سوا

فہمیدہ

کیوں جلائیں کتابیں وہ تم نے — ایک بیکار جانیں کچھ تو قیمت سے
تھیں وہ داموں کی چیز یا کہ نہیں — کسلئے پھر پڑی نہ رہنے دیں

سلہ رحمت اللہ کہا [illegible]

نصوح

یاد ہے کوٹھری میں گئے تھے کمال / سانپ نکلا تھا اک خجستہ خصال
کہتے تھے سب خیال سے نکلو / جس طرح ہو سکے اسے مارو
میں نے اس سانپ کے لئے کہا / مارتے کیوں ہو رہنے بھی دو پڑا
اسکی خاطر یہ بات تھی نہ کہی / رہنے بھی دو خبر لیے گا کوئی
ٹھیک کہتا ہوں تم سمجھ ہیں تجدا / وہ کتابیں تھیں موذی اس سے سوا
پاس کے جو ہاتھ آتے اسکے دام / بڑھ کے چوری کے مال سے تھے حرام
اور کیا ہے کلیم کو پہنچا / زہر اسے سانپ کا ہے اسپہ ہوا

فہمیدہ

کچھ ہے اس زہر کی دوا آخر / کوئی منتر بھی ہے بھلا آخر

نصوح

کون سے درد کا علاج نہیں / دین و اخلاق کی کتابیں تھیں
ہے مگر کون دیکھنے والا / اترے پھر زہر کس طرح سے بھلا



کلیم کا پہلے اپنے دوست شیخ ظاہر دار بیگ اور پھر اپنے ایک قرابت دار
فطرت کے یہاں جا کر رہنا اور دونوں سے زک اٹھانا اور قید ہونا
اور آخر کار باپ ہی کی سفارش سے رہائی پانا

کیا کلیم و نعیم کا تھا حال / اب سنیں ان دونوں کا سارا حال

کی نہ تھی اس نے بات کوئی نئی
تھا ہمیشہ سے اسکا وہ عادی

ایک اک بات پر وہ ہوکے خفا
آئے دن گھر سے بھاگا کرتا تھا

اپنے گھر سے مگر چلا وہ جہاں
دوڑے جاسوس اسکے پیچھے وہاں

پتہ ملے ہوتا تھا بس یہی اکثر
لاتے سمجھا بجھا کے تھے لیکر

بعد چندے طریقہ پھر یہ رہا
خود منانے نصیح جاتا تھا

کچھ دنوں بعد یہ ہوئی حالت
اس عمل کی بھی گھٹ گئی طاقت

ابنو خود آتا عصبان کی ڈولی
در بدر ماری ماری پھرتی تھی

اب کبھی اپنے گھر سے ہو کے خفا
اسی امید پر وہ نکلا تھا

کھینچ آتا نہ ہو کوئی لیکر
دیکھتا تھا وہ پیچھے پھر پھر کر

تھی مگر اسکی یہ غلط فہمی
اب ہوا اور کچھ تھی اس گھر کی

دوست تھے ان کے ایک ظاہردار
آیا ان کا خیال آخرکار

ان کے گھر کی طرف کو منہ موڑا
جیسے ہو سلہ مطلق العنان گھوڑا

سچ ہے یہ اسم با مسمیٰ تھے
شیخ صاحب بھی ایک تماشہ تھے

ظاہری دوستی سے آفت کا
دے رکھا تھا کلیم کو دھوکا

کہ بہن بھائی باپ ماں سے سوا
وہ اُنھیں اپنا دوست جانتا تھا

خالی از عقل تھا وہ سادہ دل
کہ بغیر امتحان کے تھا قائل

رکھتا تھا خاک بھی نہ فہم سلیم
کچھ بھی مردم شناس تھا نہ کلیم

شاعری پر بھی اپنی تھا مغرور
ویسے ہوتا نہ تھا خیال یہ دور

گو ہے یہ امر ہم کو بھی تسلیم
قابل قدر ہے کلام کلیم

ہے طبیعت میں بھی غضب کا مزا
سلہ بندش اچھی معاملہ چھوتا

سلہ ماک خبط الحواس ہو بارست ۱۲ مختل ۱۲ صحیح سے شاعری کی بندش مضمون کا عمدہ طرز بیان اندر بیان ۱۲ تمیز کا عمدہ تور

ہے ہر اک صنف شعر پر قادر
کہ رسا طبع فکر ہے ماہر

شاعری کو ابھی کلیم کے بس
گذرے ہیں کوئی سات آٹھ برس

اتنے عرصہ میں کچھ نہیں آسان
ختم اک مثنوی ہو دو دیوان

شہر میں سو پچاس غزلیں بھی
ہیں زبان پر تمام لوگونکی

مبتدی کوئی ہو کہ کامل فن
پر خدا داد ہے قبول سخن

مگر اس شاعری پر اور یہ غرور
سر بسر اسکی عقل کا تھا فتور

کہ ہیں دیسی ریاستیں جتنی
متمنی ہیں میرے آنے کی

جا کھڑا ہون گا جس ریاست مین
اسکا والی بچھائے گا آنکھیں

سینکڑون گو کہ لائق و فاضل
کیسے کیسے مقرر و قابل

اس زمانہ مین نوکری کے لئے
در بدر مارے مارے ہیں پھرتے

اسکے سر مین ہوا جو ہے یہ بھری
نوکری کی نہین ہے مجکو کمی

امر مشکل کو اسنے سہل سمجھا تھا
گر یہ سودا نہ تھا تو پھر کیا تھا

قابلیت پہ تھا جو اپنے غرور
گھر سے نکلے تھے خالی ہاتھ حضور

مست تھے اس خیال مین حضرت
ملتی ہے کوئی دم مین اب دولت

شیخ چلی کی طرح منصوبے
سوچکر شیخ کے گھر پہنچے

لاکھ ہر چند کلیم چلایا
نہ مگر وان سے کچھ جواب آیا

اول اس بات کی ہے اب حاجت
شیخ صاحب کی کچھ لکھوں حالت

انکے تھے ایک رشتہ کے نانا
تھا بہت کچھ کما کے جمع کیا

اک رزیڈنٹ کے وہ نوکر تھے
جمعدارون مین وہ مقرر تھے

اک تو تھی زبندا سے انگریزی
دوسرے کچھ تھی بدانتظامی بھی

[illegible] سنہ ۵۷ء [illegible] سرکار [illegible] مین منجانب سلطنت انگریزی [illegible] اسے

خوب رشوت کا گرم تھا بازار — ہو گئے جمعدار بھی زردار
تھے جو دہلی میں یوں عزت دار — انھیں اشخاص میں تھا اک نادار
شیخ صاحب کی ماں کا حال یہ تھا — ہو گئیں تھیں شباب میں بیوا
تھا جدا کا جو جمعدار کو ڈر — رکھتا تھا اس غریب کی وہ خبر
اس جمعدار کی جو آئی قضا — تب مصیبت کی اُنپہ چھائی گھٹا[1]
تھا بڑا جمعدار کا گھربار — بیٹوں پوتوں نواسوں کا انبار
سب تھے مست غرور مال و زر — لیتا ان بیکسوں کی کون خبر
گو کہ مرحوم کی وصیت تھی — بھولے تھے سب مگر یہ غفلت تھی
پھر بہ مشکل یہ اہتمام ہوا — کھانے پینے کا انتظام ہوا
چھوٹا سا قطعہ اک مکان کا تھا — ان غریبوں کے رہنے کو دیا
کچھ دکانوں کا دینا بھی ہوا طے — جنکی تھی ماہوار سات روپے
تھی یہ اوقات تین آدمیوں کی — شیخ جی شیخ جی کی ماں بیوی
اسپہ شیخجی کا شیخ کے تھا یہ حال — دل میں اس مسخرے کے تھا یہ خیال
اور ہیں جمعدار کے جو پسر — مرتبہ میں ہوں اونکا میں ہمسر
گو کہ کوئی نہ منہ لگاتا تھا — پر یہ ان میں گھسا ہی جاتا تھا
دیکھتا دیکھی تھا انکی دیوانہ — ٹھاٹھ اسکے بھی تھے امیرانہ
جس کی آمد تو کم ہو خرچ زیاد — پھر وہ کمبخت کیوں نہ ہو برباد
مفلسی کی گھٹائیں چھائی تھیں — رہن وہ دکانیں ہوئی جاتی تھیں
شیخ جی اور کلیم دونوں کا — تھا گذر اک مشاعرہ میں ہوا
بس ملاقات کی بنا تھی یہی — رسم الفت کی ابتدا تھی یہی

[1] کثرت زیادتی

جیسے آتے تھے روز شام و سحر ۔ شیخ صاحب میان کلیم کے گھر
پھر تو دونو سے خوب چھننے لگی ۔ کچھ دنون بعد گاڑھی چھننے لگی
دونون مطلوب دونون تھے طالب ۔ ہوگئی ایک جان دو قالب
شیخ جی سے کیا نہ تھا جو بیان ۔ حال انکا کلیم سے تھا نہان
بلکہ کرتا تھا یہ کلیم خیال ۔ جتنا تھا جمعدار کا زر و مال
شیخ صاحب ہی کے وہ ہاتھ آیا ۔ اسکا ترکہ[1] انہون نے ہی پایا
اور ان کی محلسرا کو سدا ۔ بلکہ ملکیت[2] ان کی جانتا تھا
اس نے جاکر جہان صدا دی تھی ۔ ڈیوڑھی جمعدار ہی کی تھی
نعرے خوب اسنے جب بلند کئے ۔ آئین دو لونڈیان چراغ لئے
بولین پہلے بتاؤ اپنا نام ۔ پھر کہو کیا ہے اتنی رات کو کام

کلیم

نام اور کام پوچھتی کیون ہو ۔ بھیجدو جاکے شیخ صاحب کو

ایک لونڈی

ہیں خدا جانے آپ کیا کہتے ۔ شیخ کوئی نہیں یہان رہتے

کلیم

تم بتاؤ تو مجھکو یہ اول ۔ کیا نہیں جمعدار کا یہ محل

لونڈی

اس سے انکار کا ہے کب مقدور ۔ ہے انہین کی محلسرا یہ ضرور

کلیم

پھر میرے دوست شیخ ظاہر دار ۔ کیا نہیں اسکے وارث و مختار

[1] جو مال وارثو کو میراث کا ملے [2] جسکا کوئی مالک ہو وہ جائیداد

لونڈی

اونکے وارث جو ہین ہیں وہ شاد — حق تعالے رکھے انہین آباد
ہے مواکون شیخ ظاہر دار — انکا وارث بنا جو نا ہنجار

دوسری لونڈی

شیخ بانکے کے بیٹے کو تو ہین — مالک اس گھر کا سب سمجھتے ہین
ہان وہی جمعدار کا بیٹا — آگے ہر ایک کے ہے بنا کرتا

کلیم کی طرف مخاطب ہوکر

کیون میان وہی شیخ ظاہر دار — آنکھین لمبی بھرے بھرے رخسار
ہے چہرا سا ڈیل قد کوتاہ — چھوٹی آنکھین ہین جنکی رنگ سیاہ
ہین ہمیشہ بنے ٹھنے رہتے — اکڑے رہتے ہین اور تنے رہتے

کلیم

سچ کہا ٹھیک ہے وہی ہان ہان — سمجھا تھا [illegible] یہ مکان

لونڈی

تو میان اس مکان کے پیچھے — چھوٹے سے قطع مین ہین وہ رہتے
اس پتے سے کلیم نے جاکر — دی صدا شیخ جی کو چلا کر
لائے تشریف وہ بغیر درنگ — جانگیا پہنے اور ننگ دھڑنگ
دیکھکر وہ کلیم کو شرمائے — اور اسیدم سخن زبان پہ یہ لائے
سوتا ہون رات کو ہمیشہ یونہین — نیند لیٹے ہی پھر کر آتی نہین
کپڑے جاکر ذرا پہن آؤن — آپکے ہمرکاب پھر مین چلون

کلیم

کہین جانیکا قصد ہے میرا — پالکی مین پہنچکے آیا تھا

شیخ صاحب

پھر پھڑتا ہو تھوڑی دیر اگر — جلکے پردہ کرادوں میں اندر

کلیم

اب بھلا جاؤں گا میں آج کہاں — رات بھر رہنے آیا ہوں میں یہاں

شیخ ظاہردار

یہ ارادہ ہے گر تو بسم اللہ — ہے یہ مسجد بڑی فضا کی جگہ
آپ چلئے ابھی میں آتا ہوں — گھر میں کچھ کام کرتے جاتا ہوں
جا کے دیکھا کلیم نے جو وہاں — ایک مسجد ہے چھوٹی سی ویران
ٹوٹی پھوٹی او جاڑ وحشت ناک — جمع ہے جسمیں سیکڑوں من خاک
نہ موذن ہے کوئی نہ ملا — گھر میں اللہ کے ہے سناٹا
شیخ جی دیر تک نہ آئے وہاں — اور رہا منتظر کلیم یہاں
سخت تھی انتظار کی تکلیف — لائے آخر کو شیخ جی تشریف
کرنے پایا نہ تھا کلیم گلہ — وضع دغل اس طرح سے جتنے لگا

شیخ ظاہردار

گھر میں حالت عجب مزاج کی ہے — کہ شکایت کچھ اختلاج کی ہے
آپ کے پاس سے جو لب میں گیا — تو انہیں غش کے حال میں دیکھا
کیجئے گا معاف یہ تقصیر — ہوئی اس وجہ سے مجھکو تاخیر
ہوا بندہ جو آج سر افراز — سبب اسکا بتاتا ہوں بندہ نواز
شیخ جی پر کلیم نے آخر — سرگذشت اپنی ساری کی ظاہر
باپ کے وہ بلانے پر انکار — ماں کا سمجھانا بھائی کا اصرار

شیخ جی

خیر جو کچھ کہ ہونا تھا سو ہوا | اب یہ فرمائیے ارادہ ہے کیا

کلیم

اور جو رائے آپ کی ہو مگر | قصد اب جانے کا نہیں ہے گھر

شیخ جی

خیر آرام کیجئے اب تو | شب کی نیت بخیر صبح تو ہو
سب ضرورت کی چیزیں اور بستر | بھیجے دیتا ہوں میں ابھی جا کر
ہے مریضہ کا حال آج زبون | گھر میں رہنے کا اذن چاہتا ہوں

کلیم

کچھ سمجھ میں مری نہیں آتا | تم کہا کرتے تھے جو مجھ سے سدا
کیا وہ دوسری محل سرا ہے یہی | اور وہ دیوان خانہ کیا ہے یہی
حوض اور باغ پر فضا ہے کہاں | گنج بازار اور سرا ہے کہاں
اک میرے رہنے کی بھی یاں نہیں جا | کچھ کہو تو یہ کیا ہے وہ کیا تھا

شیخ جی

اک زمانہ سے ہے جو رسم و راہ | ہیں طبیعت میری آپ آگاہ
نہ میں لیتا ہوں ڈینگ کی حضرت | نہ تعلی کی ہے مجھے عادت
سچ کہتا ہوں میں سنئے اب | اختلاف سخن کا یہ ہے سبب
وہ جو اک جمعدار تھے مشہور | متبنّی ہوں اُن کا میں رنجور
تھی یہ امید بالیقین مجھکو | کر گئے تھے وہ جانشین مجھکو
زر و املاک اُنکا ہے جو تمام | اُس کا مالک ہے آپ کا یہ غلام
[illegible] | [illegible]

الغرض بعد انکے مرنیکے / رخنہ انداز لوگ آئین ہوئے
آپ واقف میرے مزاج سے ہین / جھگڑے سے کوسون بھاگتا ہون مین
استری پر سر ایک کام مین ہے / دخل وان کسکو انتظام مین ہے
ہاتھ جسدن سے مین نے ہی کھینچا / باہر اندر مچی ہے وا ویلا
مشورے ہو رہے ہین سب یا آپس ان / اور ستاکر حقیر کو نکالین

کلیم

آپ نے لیکن آجتک چلا / ذکر مجھ سے کبھی نہ اس کا کیا

شیخ جی

اس سبب سے کیا نہ عرض یہ حال / ہوے مانع حیا و استقلال
آپ سب کیسے کھڑے ہیں زحمت سے / اپنے گھر جاؤن مین اجازت ہے
آپکو تو بھیجونا بھیجو اودن / اور مریضہ کی وان خبر لین ان

کلیم

نہین منظور گر مجھے دوری / ہائے خیر ہے یہ مجبوری
پہلے جا کر یہ کام کیجیے آپ / کہ چراغ ایک بھیج دیجیے آپ
تاکہ ظلمت یہ دور ہو فی الفور / اس سے گھبرا گئی ہے طبیعت اور

شیخ جی

واہ حضرت چراغ ہے کیا مال / لیمپ روشن کراؤن تھا یہ خیال
پر نہ تکلیف آپ اٹھائیں کہین / جمع پروانے ہو نہ جائین کہین
گر نہین وان ہین یہی تو دقت ہے / بن نہین پڑتا کچھ قیامت ہے
خیر اب تو نکلتا ہے مہتاب / چاندنی کرتی ہی کیفیت شباب
[illegible]

بھوک سے مجھے بچا ہوا اس نہین تھا — اچھا ہو واللہ آنتین بہی پھٹین
شیخ جی سے امید تھی یہ قوی — ہو گی بیشک صلاح کھانے کی
قصد اغماض تھا جو مد نظر — جب یون پوچھا شیخ جی نے مگر
دیکھی جب یہ کلیم نے یہ حالت — ہوتے ہین رات بہر کو یہ رخصت
تب یہ شرمندہ ہو کے خود آ کہا — نہین کھانا ہے یار ابھی کہایا

شیخ جی

سچ کہو جھوٹ بولتے تو نہین — مجھکو اس بات کا نہین ہے یقین

کلیم

ضعف سے جسم مین نہین ہے دم — مین ہون بھوکا تمہاری سر کی قسم

شیخ جی

اگر ایسا ہی تھا تو مرد خدا — آتے ہی تم نے مجھ سے کیون نہ کہا
رات اتنی گئی ہے کیا ہو اب — بند بھی ہو گئین دوکانین سب
اور دو ایک گھڑی ہون گی — باقی سب چیزین رہ گئی ہونگی
کیا مزہ اسمین بندہ پرور ہے — ایسے کھانے سے فاقہ بہتر ہے
مضمحل ہے طبیعت کا جو مزاج — گھر مین سلگی نہین ہے آگ تک آج
ہو گی پر تمکو بھوک کی نہ سہار — رخ سے ظاہر ہین ضعف کے آثار
کرتے ہین دیو اشتہا کو جو زیر — ہوتے ہین اور وہ شجاع و دلیر
ایک تدبیر ہے مگر سوچی — جاؤن بہبہوجے کی دکان تا ابھی
کچھ تکلف مجھے بھی تم سے نہ شرم — لاؤن خستہ چنے مین گرما گرم
کیا کرون گا زیادہ مین لیکے — ہین بہت مجکو تمکو دو پیسے
[illegible] تھا گلہ جو اسا — جا سکے [illegible] آنے دو [illegible]

لیکے آئے غرض چنے فورن	رکھدے آگے کھولکر دامن
لانے کو کہہ گئے تھے جیسے	پر وہ دو مٹھی سے زیادہ نہ تھے
یا لو کم دامون ہی کے لائے تھے	پھنکے دو چار یا لگلے تھے

شیخ جی

ٹل گیا پہاڑ بارے قسمت سے	بچ گئے بھوک کی تم آفت سے
اک ذرا دیکھو ہاتھ سے واللہ	گرم ہین ابتلک خدا آگاہ
نہین نزت پر ابتو قابو ہے	کچھ عجب سوندھی سوندھی خوشبو ہے
خامے پر بھی حضور والا کے	سُنتا ہون ڈر جاتے ہین یہ چنے
اب نمک مرچ مل نہین سکتا	دیکھیے آپ ورنہ اس کا مزا
خستہ ہین ایسا سوندھا پن ایسا	ہے کبابون سے بھی کہان پایا
مدح المختصر کچھ ایسی ہوئے	بڑھ گئے وہ چنے پلاو سے بھی
چونکہ از حد کلیم بھوکا تھا	دے گئے وہ چنے اوسے بھی مزا
بھیجا پھر شیخ جی نے جاتے ہی	تکیہ اک میلا اک کثیف دری
ہو نہ کیونکر کلیم کو عبرت	کیسی جلدی بدل گئی حالت
عیش منزل مین جو کہ رہتا تھا	ٹوٹی مسجد مین بادہ اب ہے پڑا
بدلے نعمت کے رنج کھانے پڑے	شکر کرکے چنے چبانے پڑے
نہ چراغ اور نہ شمع پالی ہے	نہ بچھونا نہ چارپائی ہے
کوئی مونس ہے نہ کوئی غمخوار	کوئی ماما ہے اور نہ خدمتگار
نہ بہن ہے نہ مان نہ ہے بھائی	ٹوٹی مسجد ہے اور تنہائی
اور جو اس مقام پر ہوتا	سُنئیے وہ کچھ مگر ہوتا

عقل ہوتی تو اوسپہ تھا لازم — ہوتا وہ اپنے فعل سے نادم
پھر کے جاتا ابھی وہ اپنے گھر — رکھتا قدموں پہ انکے باپ کے سر
نہ گیا پر اودھر کلیم نے غور — کہ سمائی تھی اوس کے دل میں اور
یہ نگر ہو کے بیخبر سویا — خوب ہی لمبی تان کر سویا
اُٹھتے ہی سر پہ ہاتھ رکھکر روئے — یہ مثل ٹھیک ہے جو سوئے وہ کھوئے
بیخبر پا کے لے گیا کوئی — دری رومال ٹوپی تکیہ بھی
حال معلوم چور کا نہ ہوا — شیخ جی تھے کہ اور کوئی تھا
تھی جو کروٹ اودھر اودھر کو لی — خمسہ بہر میں ستون سے گردپھیری
تھی جو چمگادڑ و کلی بیٹ زیاد — بیٹھے بیں اس کی ہو گیا تھا فساد
رکھ کے سر زانوئے تحیّر پر — دفعتاً بول اُٹھا وہ گھبرا کر
ہوئی کیسی یہ قلب ماہیت — آدمی ہوں کہ بھوت ہوں حیرت
شیخ جی کو اودھر اودھر دیکھا — نگران کا کہیں پتہ نہ ملا
تھی وہ مسجد بھی اک عجب ویران — نہ جہاں پانی کا تھا نام و نشان
صبر کر کے غرض وہ مرد خدا — ہو کے چپ اس امید میں بیٹھا
مرتا جیتا جو کوئی آجائے — شیخ جی کو وہ اُس سے بلوائے
سقوٹا پانی کسی سے یا منگوائے — ہاتھ منہ دھو کے خود ہی اُن تک جائے
گئی اسطرح دوپہر بھی گزر — بارے اک لڑکا آیا اُسکو نظر
جیسے ہے لوٹے گنگوا — صحن مسجد میں وہ غریب آیا
شاد ہو کر بڑھا کلیم اودھر — پڑی اُس بچہ کی جو اسپہ نظر
برزخ الیسی تھی کچھ عجیب و غریب — ڈر گیا بھوت جانکر وہ غریب

لہ سبب سکہ اصلیت کا بدل جانا سکہ شکل

گو کہ چیخا کلیم بیچارا | اُس نے پھر کر نہ پھر اِدھر دیکھا
فاقہ سے دن تو اسکے ڈھلنے لگا | شب کا یہ انتظار کرنے لگا
پھر اسی بیت[1] کذائی سے | شام کو شیخ جی کے گھر پہنچے
دی جو آواز تو ملا یہ جواب | شیخ سے وہ نہیں گئے ہیں جناب
اس نے چاہا کہ کچھ کرے آخر کار | شیخ جی سے خلوص کا اظہار
کام تھوڑا بہت نکل آئے | پانی منہ دھونے کو تو مل جائے
اک پرانا سا جو تا لڑکی تھی | یہ نہیں شاید کہ شیخ کی بیوی
تا یہاں سے نجات ہو دل کی | ہوں ان آنکھیں اور یا سینے قابل
دل میں لیکن شکر یہ سمجھے | آپ گھر والی سے یہ کہنے لگے
یہ تو فرمائے پہلا حضرت | مجھ سے واقف ہیں آپ کیا حضرت
آئی اسکے جواب میں یہ صدا | اپنا نام و نشان بتاؤ ذرا

کلیم

اسی دہلی میں ہم ہیں رہتے جناب | لوگ ہم کو کلیم کہتے ہیں
دوستی ہم سے شیخ جی کی ہے | نہیں یہ رسم نو کسی کی ہے
بلکہ یہ ذکر ہے ابھی شب کا | گھر ہی مسجد میں ان کا مہماں تھا

گھر والی

تم وہ تکیہ وری بھی لائے تھے | جو کئی تھی تمہارے سونے کو
نام تکیہ وری کا سنتے ہی | تب بہت ہی کلیم چکرایا
فکر و تشویش پیچ و تاب میں تھا | سائل ابھی جواب میں تھا
آئی اندر سے اسکے جورو صدا | ہاں زبردست یاں اسے لینا

[1] شکل و حالت یہ جو دہ سنتا شعر گذشتہ ادا

اسکی نیت ہے بد ارادہ برا
اُسنے دیکھا کچھ آؤ تاؤ نہ پھر
نہ یہ مسجد نہ اک ابھی تھے گئے
غل ہوا ہاں پکڑنا چور ہے چور
لاکھ کوشش کلیم نے پھر کی
نہ زبردست بیگ نے مانا
ہو کے مایوس وہ اسیر بلا
ای زبردست زیردست آزار
ہو کے مجبور پھر بحال سقیم
ماما سا کوتوال کا جو ہوا
بن گیا بت کلیم بھانے ہیں
چار ناچار پھر بتانا پڑا
اُس کی حالت پر ایسی تھی ابتر

تحسین لاؤ ذرا دریں تکلیف
خیر تب بس کر گیا کلیم آخر
کہ زبردست بیگ آ پہنچے
بس گرفتار کر لیا فی الفور
دوستی شیخ جی کی ظاہر کی
چھوڑ رہی اس غریب کو جانا
شیخ سعدی کا شعر پڑھنے لگا
گرم تا کے باندان یا نزار
کوتوالی ہیں وان سے آیا کلیم
چھوٹتے نام باپ کا پوچھا
اور لگا چھپنے بتانے ہیں
اپنا نام ونشان چھپانا پڑا
نہ ہوا کوتوال کو باور

کوتوال

یہ جناب نصیحت نیاب انجام
باپ جن کو بنایا ہے تم نے
گھر محلہ پتہ نشان ان کا
بڑے بیٹے کا بھی ہو نام یہی
وہ تو معروف آدمی ہے ضرور
دیکھو تم اپنی حیثیت تو ذرا

ابھی جن کا لیا ہے تم نے نام
اُنکو میں جانتا ہوں مدت سے
تم نے جو کچھ کہا وہ ٹھیک کہا
پر تعجب کا ہے مقام یہی
شاعری میں کلیم ہے مشہور
سر پہ ٹوپی نہ پاؤں میں جوتا

کس طرح پھر ہو یہ مجھے باور
تمکو سمجھوں کلیم مین کیونکر

ایک پولیس کے جوان سے مخاطب ہوکر

یہ حوالات مین رہی شب بھر
ہوگی تفتیش اسکی وقت سحر

ان کے والد سے جب کرون تحقیق
تب ہو انکے بیان کی تصدیق

کلیم

سن کے یہ کوتوال سے رویا
خاک مسجد کو رخ سے یون دھویا

ہوا گویا پھر اس طرح وہ حزین
گر مرے کہنے کا یقین نہین

کہ وہی بدنصیب ہے بندا
شعر گوئی مین جیکا ہے شہرا

گر اشارہ ذرا بھی پاؤن مین
فکر تازہ سے کچھ سناؤن مین

تھے جو آمادہ بہ شوق تمام
کہ سنایا غرض کچھ اپنا کلام

کی رعایت یہ کوتوال نے پھر
دو جوان ساتھ کر دیے آخر

ان سے بولا کہ ہمراہ اسکے رفیق
کرو جاکر نصوح سے تصدیق

ہو جو ثابت رہین یہ اونکی پسر
چھوڑ آنا نصوح کے گھر پر

ورنہ قید انکو رات بھر رکھنا
چل نہ دین یہ کہین خبر رکھنا

باپ کے آگے اس طرح جانا
شاق بے حد کلیم پر گذرا

کر ہی کیا سکتا تھا یہ وہ مجبور
یونہین جانا پڑا پدر کے حضور

گھر مین لگتا تھا کم نصوح کا دل
اسکی عادت مین بس یہ تھا داخل

ایک مسجد تھی اسکے گھر کے قرین
پڑھتا تھا روز یہ نماز وہین

صحن مین اک چمن بھی تھا شاداب
جو ارم کا تھا مختصر سا جواب

مرتفع[1] خوشنما مقام و فضا — پست تھا جس سے اوج بام فضا[2]

تھا ہمیشہ نصوح کا دستور — کہ عشا کی نماز پڑھکے ضرور

چاندنی راتوں میں وہ نیک انجام — کرتا تھا اُس چبوترہ پہ قیام

دیکھتا تھا بہار صنعت حق — ہوتا تھا وہ نثار صنعت حق

ہر گل و برگ پر وہ کرکے نگاہ — کہتا تھا لا الہ الا اللہ[3]

محو تفریح جب اُسے پاتے — کچھ نمازی بھی جمع ہو جاتے

تب نصایح نصوح کرتا تھا — پند سے کان اُنکے بھرتا تھا

تھے ابھی چند سامعین آئے — کہ سپاہی کلیم کو لائے

کچھ عجب حس اتفاق یہ تھا — ہیہ کیا سر غرور کا نیچا

تھے جو نزد کلیم اس سے حقیر — کرتے ہیں طاعت خدائے قدیر

کرکے با محنت اور مزدوری — کھلاتے ہیں وہ حلال کی روٹی

انہیں بھاک منگوں کے آج آگے — لیکن حراست میں ہیں کلیم کھڑے

سر پہ ٹوپی نہ پاؤں میں جوتا — خاک میں ہے تمام جسم اٹا

نہیں دو وقت سے جو کچھ کھایا — کیا ذری سا ہی منہ نکل آیا

ایک ہی دن میں غم سے ہو بدتر — حلقے آنکھوں میں ضعف سے ہیں پڑے

لیکن جو بیٹے کو باپ نے دیکھا — تیر سا اک جگر میں جاکے لگا

بہا اسا اس کا دل اگر ہوتا — خوب ہی ڈاڑھیں مار کر روتا

نے تقدس نصوح کا ظاہر — ابتو اندر پردہ ہے شاکر

بجز افسوس اور کیا کرتا — بھرکے اک آہ چرخ کو دیکھا

---

[1] یعنی بلند [2] کوٹھا [3] کلمہ شہادت یعنے نہیں ہے کوئی پیدا کرنیوالا سوا اللہ کے [4]

سپاہی

یہی بیٹے وہ آپکے ہیں حضور　　شہر میں جو کلیم ہیں مشہور

نصوح آنکھیں جھکا کے

اس سے انکار کر نہیں سکتا　　غلط اظہار کر نہیں سکتا

یاں ہے تم کو نوح کا قصا　　اس نبی خدا پہ کیا گزرا

جب سنا یہ سپاہیوں نے کلام　　ہوئے رخصت وہ اسکو کر کے سلام

رفقائے نصوح نے آ کر　　پاس بٹھلا لیا کلیم کو پھر

نصوح

دو جواب اس کا تم کلیم ذرا　　کونسا تھا میرا قصور ایسا

جس سبب سے تم اے مرے دلدار　　میری صورت سے ہو گئے بیزار

غالباً اس کو تم کبھی نہ پاؤ گے　　جو میں کہتا ہوں ٹھیک جانو

کہ جہان میں محبت اولاد　　ہوتی ہے باپ ماں کو حد سے زیاد

ایسی الفت نے کی تھی یہ تحریک　　ہوا اسدم جو میں تمہارا شریک

درد و غم میں اگر نہ پاتا میں　　کیوں تمہیں قید سے چھڑاتا میں

وہی الفت اس امر پر بھی سدا　　مجھکو مجبور کرتی ہے بیٹا

وانکو کیونکر میں اپنی جلنے دوں　　اور تمہیں ایسی راہ چلنے دوں

جسکے ہو سبب غم ابدی　　وجہ ہو دائمی تباہی کی

اب کہاں بیٹے تم مصیبت اٹھاؤ　　کچھ مرے واسطے کما کر لاؤ

گر میں فرمائش ایسی بھی کرتا　　تو یہ حق تھا مجھکو حاصل تھا

میری خواہش ہے جس بھلائی کی　　وہ تمہارے ہی کام آئے گی

تم ہو افسوس کسقدر نادان ۔ دوست کو جانتے ہو دشمن جان

ہان ہین اک بات یہ بھی سنتا ہون ۔ تم سمجھتے ہو کچھ تجھے ہے جنون

اس کی تردید مین نہین کرتا ۔ حرف تشخیص پر نہین دھرتا

مگر اسبات کو ذرا سمجھو ۔ کوئی دیوانہ ہے کہ پاگل ہو

جانتے ہو جس طرح سے تم ریحان ۔ ہو اسی راستہ مین کوئی کنوان

اور نہ اسپر پڑے تمہاری نگاہ ۔ وہی پاگل کرے تمہین آگاہ

نہ کلام اوسکا تم سنو ہیہات ۔ عقلمندی کی یہ بھی ہے کوئی بات

ہے جنون طاعت اسکی کیون نادان ۔ جو کہ ہے خالق زمین و زمان

رزق جو سب کا دینے والا ہے ۔ جو خبر سب کی لینے والا ہے

سب ہین جسکے مطیع اور منقاد ۔ چاند سورج ستارے ابر و باد

کی عطا جس نے ہمکو گویائی ۔ جس سے آنکھون نے روشنی پائی

ہین زمانہ مین جسقدر اشجار ۔ اگر اون سب کی ہون قلم تیار

ہے سمندر مین جسقدر پانی ۔ ہو سیاہی وہ کل اگر پانی

انس و جن و ملایکہ باہم ۔ حشر تک وصف حق کرین جو رقم

فضل و احسان و لطف باری کا ۔ ایک شمہ بھی ہو سکے نہ ادا

کیون ریحان ہے واقعی یہ بات ۔ کہ ہر اک ذی حیات کو ہے ممات

مانتا ہے قضا کو ہر انسان ۔ اس سے انکار کی مجال کہان

پر ابھی کل کی بات ہے بیٹا ۔ اسی دہلی مین آئی تھی جو وبا

کیون تمہارے ہی سامنے لگتی ۔ ہنستے کھیلتے ہی بھلے چنگے

عالم و جاہل و غریب و امیر ۔ سینکڑون وان کو دکھا جوان و پیر

۱ پہچاننا ۲ بانٹنے والا ۳ عقلمندی

دیکھتے دیکھتے فنا ہوئی سب — ہدف ناوک قضا ہوئی سب

سچ ہے اللہ کا سدا ہے نام — نہیں اس کے سوا کسی کو قیام

موت سے زور چل نہیں سکتا — وقت آیا تو ٹل نہیں سکتا

یون تو برحق ہے اک دن مرنا — حشر مین بعد مرگ کیا ہوگا

ہے وہی زیرک و عقیل فہیم — بس وہی ہوشمند بھی ہے کلیم

اس معمے کا حل جسے سوجھے — اس پہیلی کو جو کوئی بوجھے

دے جواب اسکا جو کوئی معقول — کرے عقل سلیم جسکو قبول

خلق انسان کی کچھ تو ہی علت — متعلق ہے کوئی تو خدمت

صرف اسکا اگر یہی ہے کام — پیٹ بھر کے کیا کرے آرام

خرد و ہوش اس لئے سے پائے — سرد و گرم جہان سے خود کو بچائے

عقل حیوانون مین بھی ہے اتنی — رہے تخصیص خاک پھر باقی

گو کہ حیوان خرد سے ہین خالی — اور انسان کی عقل ہے عالی

کب ہے یہ اقتضائے انسانی — ذمہ واری نہ اپنی کر جانی

ہوا یہ سن کے جوش دینداری — گریہ تھا سامعین[1] پر طاری

تھا مگر اک کلیم کا وہی رنگ — نرود میخ[2] آہنی در سنگ

سر نگون[3] عالم سکوت[4] مین تھا — وہ تو فکر لباس و قوت مین تھا

پھر مخاطب کلیم سے ہو کر — ہو اگر یا نصوح نیک سیر

حال دل اپنا بھی کرو ظاہر — کیا ارادہ ہے کچھ کہو آخر

کلیم

دین بس اتنی اجازت آپ مجھے — چند چیزین منگا لون مین گھر سے

[1] سننے والے [2] تھین یانی میخ لوہی کی پتھر مین [3] سر جھکائے [4] خاموشی

نصوح

واہ ان عارضی مزدوروں کا — تمکو یہ انتظام ہے بیٹا

دین کی جو بڑی ضرورت ہے — کسقدر تمکو اس سے غفلت ہے

اذن میرا ہے تمکو کیا درکار — کہ تمہارا ہی وہ تو ہے گھر بار

اب چلو میرے ساتھ واں بیٹا — منتظر ہے تمہاری ماں بیٹا

ہے یہ انصاف سے میری جان دور — وہ سزا پائے اور کروں میں قصور

کلیم

میں سمجھتا تھا یہ خطا ہو معاف — نہ یہ کہنا ہے کچھ ادب کے خلاف

بلکہ میرے گزرتے ہیں ہر بار — ہوتا تھا میری رائے کا اظہار

مگر اب چپ رہے نہیں بنتا — بے زبان سے کبھی نہیں بنتا

اہتو اس گھر کے کچھ دنوں سے حضور — ہیں طریقے نئے نئے دستور

ہے نرالا یہ شوق و دینداری — نئے احکام ہوتے ہیں جاری

یہ بھی مشہور خاص و عام میں ہے — آپکو کد اس انتظام میں ہے

پھر کسیکو مخالفت ہو اگر — کمئے ہو سکتی ہے کب اسکی بسر

میں تو یہ چال چل نہیں سکتا — وضع اپنی بدل نہیں سکتا

جبر ہے اس پہ ہوں جو میں راضی — کہ مری چھنی جائے آزادی

تف ہے میری عزم و ہمت پر — اور تفریں ہے میری غیرت پر

نہیں اس میں کلام میرے تمہار — کہ حضور اپنے گھر کے ہیں مختار

وہی ہو سکتا ہے مگر پابند — جسکو یہ انتظام آئے پسند

یا وہ اشخاص بدلیں اپنے خیال — ہو نہ جسکو مخالفت کی مجال

اور [illegible] مشغولیٔ خانہ [illegible] — کام میں [illegible] کسی کے خارج ہوں

عافیت آلی ہے اس مین نظر | یہی بہتر ہے چھوڑ دون مین گھر
کھین ہی سہی ہون تو مین رخصت | دیکھہ ہی لیجئے گا پھر حضرت
ہو گیا یہ حقیر کیا سے کیا | مین ابھی منہ سے کچھ نہین کہتا
سُننے ارشاد بھی وہ حضرت کا | جو کہ محتاج ہو ہدایت کا
گھر مین اس شرط سے ہون چل سکتا | وقعہ میرا ہے یون بدل سکتا
عہد یہ کر کے پھر نہ توڑین آپ | میری حالت پہ مجھکو چھوڑین آپ

نصوح

چھینے لیتے ہو تم سنو تو سہی | اختیارات منصب پدری

کلیم

نہین رہنا ہے بلکہ میرا شاق | کئے دیتے ہین آپ مجھکو عاق
بعد کچھ دیر کے وہ مرد خدا | گھر کے جانے کے قصد سے اُٹھا
سنتے اُسدم نصوح کی یہ بھی | ساتھ لیتا چلے کلیم کو بھی
یہ ارادہ کلیم تاڑ گیا | کی جو اک جست وان سے صحن مین تھا
صحن مین بھی نہ ٹھیرا یہ دم بھر | نظر آیا احاطے سے باہر
پھر جو لوگون نے دوڑ کر دیکھا | تب یہ بازار کے سرے پر تھا
ہوئی کچھ حالت نصوح عجیب | ہکا بکا سا ہو گیا وہ غریب
اسکے جانے سے قبل اسکے گھر | پہنچی تھی یہ کسی طرح سے خبر
عید تھی آمد کلیم کی وان | مضطرب تھے خوشی مین پیر و جوان
تھی جو نشستہ نشینان بچے و نین بڑی | کوئی کچھ نکڑ سے قریب در تھی کھڑی
نکلی پڑتی تھی پردہ کے باہر | اتنے مین آ گیا نصوح اندر

فہمیدہ

ہو گئی اسکو دیکھکر وا ہائے | اور گھبرا کے یہ لگی کہنے
کیون نہ ہمرہ کلیم کو لائے | خوب مسجد ہی مین اسکو چھوڑ آئے

نصوح

وہ تمھارا کلیم اگر ہوتا | گھر مین رہتا نہ دربدر ہوتا
باپ بھائی کا وہ کہا کرتا | کوچۂ ذلت مین کیون قدم دہرتا

فہمیدہ

اب بہت مضطرب ہے قلب و جگر | جلد دکھلا دو مجکو ایک نظر
سنتی ہون مین یہ شکل ہے اسکی | سر پہ ٹوپی نہ پاؤن مین جوتی
بھر گئی ہوگی خاک بالون پر | چبھ گئے ہونگے تلوون مین کنکر
کون ہے وہ موئی سپاہی تھے | مرے بچے کو جو پکڑ لائے
وہ موا کوتوال بھی درگور | سمجھا تھا کیا مرے کلیم کو چور

نصوح

کیسی باتین ہین کہوئی عقل کدہر | ساری آواز جاتی ہے باہر
کیا تمہین ہو گیا ہے کچھ خفقان | میری ساتھ آؤ کیون کہڑی ہو یہان
ایسی لعنت سے تو کیا برباد | مفت مین ہاتھ سے گئی اولاد

فہمیدہ

پاس ابھی تو تمہارے بیٹھا تھا | پھر کدہر چل دیا کلیم میرا

نصوح

میری جوتی کو بھی نہین یہ خبر | کہ گیا ہے وہ بدنصیب کدہر

سلہ گو حدہ

کوئی بندے کو علم غیب نہیں — پوچھکر مجھسے کیا گیا ہی کہیں
رہی عزت بزرگوں کی خاک آج — گئی ہفتاد پشت کی ناک آج
کب ہوں گھر سے نکلنے کی قابل — منہ دکھانا ہے شہر میں مشکل
یا اسی کو خدا ہدایت دے — یا مجھی کو اٹھا لے دنیا سے

فہمیدہ

ایسی حالت میں جب اوسے پایا — صبر کس طرح سے تمہیں آیا

نصوح

جس طرح سے بنا رہا خاموش — اس کی گستاخیوں پہ اڑ گئے ہوش

فہمیدہ

لیکن اتنا نہ ہو سکا تم سے — تم اسے میرے پاس لے آتے

نصوح

اسکے پہلے تم اسکو لا نہ سکیں — کیوں مرے پاس تک بلا نہ سکیں
ماں ہیں تم بھی نہ کس لیئے ٹوکا — کیوں نہ جانے سے تب اسے روکا

فہمیدہ

مجھے کیوں اپنی دیتی ہو نسبت — تم کہاں مرد میں کہاں عورت

نصوح

پوری ہوتی تمہاری تب مرضی — لڑتا میں اس شقی سے جب کشتی
یوں ہی سمجھا بجھا کے بہلا کر — اپنی بی بی کو لے گیا اندر
کر دی یہ بات اسکے ذہن نشین — رونے دھونے سے کچھ حصول نہیں
چاہیے ہے رجوع دل سے دعا — کہ اسے بامراد لائے خدا
جب یہاں سے گیا کلیم ادہر — قصد کرتا تھا جاے خالہ کے گھر
گر وہیں وہ چلا گیا ہوتا — اسکے حق میں یہی بھلا ہوتا

مل گئے راہ میں میاں فطرت
کیا کروں اونکی میں بیان فطرت

گوکہ تھی یہ برادر عمزاد
لیکن ان سے نصوح کو تھا عناد

چونکہ آپس میں رشتہ داری تھی
کچھ کی راز اس لئے نہ تھا مخفی

کب نہاں تھا نصوح کا یہ خیال
ظاہر اصلاح خاندان کا حال

پیش آئیں جو تین اکثر
سب تھی فطرت کو ساری کی خبر

غرض اس کو کلیم پہ کردار
نظر آیا جو یوں سر بازار

تن پہ لٹکا نہ پاؤں میں جوتا
تب تو حضرت نے ٹھیر کر پوچھا

کیا ارادہ کلیم حج کا ہے
جو یہ احرام[1] ابھی سے باندھا ہے

کلیم

نہیں احرام حج ہے اے حضرت
بلکہ احرام رخصت ہجرت

فطرت

واہ بھائی نصوح کیا کہنا
نہیں تم سے کسی کو بھی کہنا

ایسے لائق سے یہ سلوک و عناد
ہم تو سمجھے غیر تو ہے اولاد

بدمزاجی بھی نہ گر ہوتی
کیوں نہ مل جل کے پھر بسر ہوتی

کھاتے ہیں تاؤ پیچ آپ ہی آپ
کنبہ والوں سے میل ہے نہ ملاپ

طور دنیا سے ہے الگ انکا
عمر کے ساتھ بڑھتا ہے غصا

آفریں ہے تمہاری ماں کو مگر
ایسے موذی سے کر رہی ہیں بسر

بھائی تم لوگوں کی مصیبت پر
رات دن روتا ہے مرا جگر

خون کے جوش کی یہ وجہ ہے سب
ورنہ باہم ہے ملنا جلنا کب

خیر اتنا تو کر دو مجھ سے بیان
ایسے حالت میں جا رہے ہو کہاں

[1] احرام حج میں جو لباس پہنا جاتا ہے وہ ایک کپڑا ہوتا ہے سر کھلا ہوتا ہے بے سیتی کی ہے

کلیم

قصد ہے جاؤن خالہ جانکے گھر | پھر وہان سے کرون مین عزم سفر

فطرت

باپ کا ڈر تمہارے ہوگا نہین | دیکھیے اپنے گھر مین گھستے ہی بنا

کلیم

واہ ہو سکتی ہے یہ بات کہین | نہین اون سے تو یہ امید نہین

فطرت

روک سکتی ہے کیا وہ ذات شریف | خود ہی لیجاہین گروہان تشریف

کلیم

فطرت

کچھ نہین اونسے دور ہو بیٹا | خدشہ یہ ضرور ہے بیٹا
غیر سمجھو جو مجھکو تو ہے ستم | کوئی دشمن نہین تمہارے ہم
ہوئی آپس ہی مین تو کھٹ پٹ | اور پھر مل بھی جاتے ہین جھٹ پٹ
اپنون سے گلا بھی ہوتا ہے | شکوے ہی مین مزا بھی ہوتا ہے
درد مسکو تمہارا جو ہوگا | خالہ خالو کو ہو نہین سکتا
ابھی عرصہ نہین کچھ اسکو ہوا | حبیب بھائی کو صبح سے تھا کیا
دن مین دو تین وقت اوسکے جاکے | پوچھ آتا تھا مین خبر جاکے
پھر ترا لی ہے اماجان سدا | پوچھا کرتی ہین حال سب اُن کا
نہین دل کو ہے اب شکیبائی | کہ گوارا کرون یہ رسوائی
ایسی حالت مین مین بھلا کیونکر | جانے دون تمکو خالہ جانکے گھر
آؤ تم سب کے ساتھ آدمیان | کرو آرام شاد میرے یہان
[illegible] | [illegible]

سے کر باندھ ہمراہ دو پہ تو — سو چلتے کیا ہو میرے ساتھ چلو
کر کے یوں لنگوٹا پٹکا او بھگت — لے گیا گھر کلیم کو فطرت
پھر چلیں یوں نصوح کے آخر — کی مدارات ایسی اور خاطر
باپ ماں کو کلیم بھول گیا — ہو گئی ایسی خوشی کہ پھول گیا
جب سے تھی اسکی چھیڑ چھاڑ شروع — باپ اصلاح حال پر تھے رجوع
تب سے تھی یہ کلیم کی حالت — اپنے گھر بھر سے تھی اسے نفرت
اسکا دل کسطرح سے ہوتا صاف — کہ نصیحت مزاج کے تھی خلاف
اب جو فطرت نے اپنی فطرت کی — دلدہی خوب ہی کی حضرت کی
اور اسنے ملائی ہاں میں ہاں — خوش ہوا اسنے دلمیں وہ نادان
ابتو ٹھہرا نصوح فرزانہ — احمق و سخت گیر و دیوانہ
آجتک خلاف اسکا تھا — دشمن اب باپ کو سمجھنے لگا
فطرت بیبا کی تھیں گھاتیں — کہیں کچھ ایسی چلی کئی باتیں
باپ کے سب نصائح معقول — وحشتی پر کے گئے محمول
دلمیں اپنے کلیم یہ سمجھا — حیلہ تھا اک خدا پرستی کا
میری رخصت ہو گئی تھی دلسے دور — گھر ہی سے تھا انکا لینا منظور
حالت اس دن کلیم کی یہ تھی — کشمکش میں تھا دو مخالفوں کی
جیسے تھا پدر سوئے جنت — اور گمراہ کرتا تھا فطرت
اسطرف خود کلیم راغب تھا — اس سے فطرت فریق غالب تھا
لیجاتا تھا اسے نصوح جدہر — سخت دشوار تھی وہ راہ گذر
سختیاں شہر کی بلا کی تھیں — مشکلیں زہد و اتقا کی تھیں

۱؎ عقلمند ۲؎ ظالم ۳؎ بہے کئے ۴؎ پرہیزگاری۔

اور جدھر جا کے تھے میاں فطرت — تھی وہ اک راہ عیش اور عشرت
جس میں ہر ہر قدم پہ راحت تھی — عیش و آرام تھا مسرت تھی
الغرض جب کلیم و فطرت ادھر — یوں رہے جسطرح سے شیر و شکر
ماجرا یہ نصوح نے بھی سنا — دل میں بیحد کراہت ہوا صدمہ
اس سے فطرت کو جو عداوت تھی — غم کی یہ وجہ تھی نہ غائت تھی
جانتا تھا نصوح سب یہ نہاد — مجرم خالق ہے دشمن عباد
مگر اسکا غلط نہ تھا یہ گمان — کہ یہ فطرت ہے ثانی شیطان
اور بھی وہ خراب جائے گا — کبھی اصلاح پر نہ آئے گا
تھا جو آسیب وہ گھر میں فطرت کے — سب ہی سامان تھے یوں تو راحت کے
اسکی مرضی کی پر کتابیں تھیں — اسلئے رہتا تھا کلیم جس میں
اسنے فطرت سے ایکدن یہ کہا — خالی بیٹھے سے دل ہے گھبراتا
آپ کا اذن پاؤں اگر پاؤں — کچھ کتابیں میں گھر سے منگواؤں

فطرت

باپ سے کیا اسے ہے تحقیق — آپ کی بابت وہ اتنی سی بھی کریں
کان جو سنتیں تمہاری بات پہ پھر — کبھی کرتیں نہ وہ پیچ مگر
خیر ٹھہرو ابھی میں جاتا ہوں — اور کتابیں تمہاری لاتا ہوں
اس سے لب کھلے یہ بصد عجلت — پہنچے گھر تک نصوح کی فطرت
گھر لیا یہ کسی سے استفسار — وہ کتب خانہ ہی جدا تھا اسرار
اُف رے شعلہ زبانی فطرت — اُف رے آتش بیانی فطرت
اسی طرح سے جو کی کلیم کو خبر — کہ وہ اور آگ ہو گیا جل کر

بھڑکا تھا شعلۂ غضب ایسا — اُس گھڑی گر نصیحؔ ٹل جاتا
کرتا پاس ادب نہ وہ مردک — پیش آتا بڑی طرح بیشک
پھر بھی جو منہ میں آیا اوسکو کہا — کچھ زبان سے اُٹھا نہیں رکھا
دفعتہً ہو گیا یہ پھر خاموش — آگیا دل میں انتقام کا جوش
کی جو اسنے صلاح فطرت سے — وہ یہ بولا بڑی محبت سے
اسکا بدلا ہے سیدھے سے یہ بہتر — گاؤں پہ قبضہ کر لو تم جا کر
ہوگا ہم خرمہ ہم ثواب یہ کام — ہے قبالہ میں بھی تمہارا نام

کلیم

گو بظاہر درست ہے یہ خیال — پر مری رائے میں ہے امر محال
قبضہ انکا ہے تم انہیں کی ہے — نام درج قبالہ فرضی ہے
انہیں حضرت کے نوکر او رچاکر — سب مسلط ہیں گاؤں کے اوپر

فطرت

تم سے اس سہل کام کا ہو یار — جب سرانجام ہوتا ہے دشوار
پھر اس آفت میں خود کو ڈالا کیوں — تم نے گھر سے قدم نکالا کیوں
اتنا موقع اگرچہ پاتا میں — سیر اسکی تمہیں دکھاتا میں

کلیم

فرض کر لیجئے یہ اے حضرت — کہ بجائے کلیم ہیں فطرت

فطرت

فرض کرنے سے نکلے گا کیا کام — کر دو تم منتقل اور مرے نام
یوں جو اک انتقال فرضی ہو — میری حالت تمہاری ایسی ہو

کلیم

ملک فرضی کا انتقال اگر — ہے یہ کار آمد اے خجستہ سیر
پھر تو اک گاؤن کیا ہین حاضر یہان — سلطنت روم کی کہو لکھون

فطرت

نفع اس مین نہین تمہارا مگر — کہو کرتے ہو جمع کتنے پر

نصوح

بیعنامہ ابھی لکھا لیجئے — بس فقط سو روپے مجھے دیجئے

فطرت

سو نہین بلکہ اک ہزار روپے — لیجئے نقد بندہ دیتا ہے

کلیم

لائیے لائیے ابھی بیجا — آپ مجھسے مذاق کرتے ہین کیا

فطرت

منہ نہ فطرت نے عہد سے موڑا — رکھدیا لا کے سامنے توڑا
ہوا فوراً ادھر روپیہ نثار — بیعنامہ ہوا ادھر تیار
اپنے دل مین کلیم پھر سوچا — مفت کا مال یہ ملا اچھا
بات کی پیچ مین دے دی اسلام — چین کر کے نہ پھیر لین یہ رقم
اب توقف ذرا نہ یہان کیجئے — اس سے بہتر یہی کہ چل دیجئے
داب کر پھر بغل مین وہ توڑا — مڑ کے دیکھا نہ پیچھے گھر چھوڑا
وان توقف نہ ایکدم بھی کیا — چاندنی چوک مین دم آ کے لیا
ایک کمرہ نفیس وان لیکر — اور کرایہ بھی پیشگی دے کر
جمع کرنے لگا یہ شوق تمام — جملہ اسباب راحت و آرام

دوسرے روز کے لئے ہیرا
کیجئے اک مشاعرے کی بنا

بعد ازاں دلگی کا ڈھنگ بھی ہو
کچھ تماشا بھی ناچ رنگ بھی ہو

تھا جو سب گرم اہتمام کلیم
رقعے لکھ لکھ کے ہو گئی تقسیم

دوسرے دن غرض دم موعود
ہو گئے احباب دوست آ موجود

بیحیائی کا ان کی کیا ہے شمار
بے طلب آ گئے شیخ ظاہردار

سخت احمق کلیم تھا بیشک
لیجئے صاف ہو گیا [illegible]

یوہیں چلتے رہے جو آٹھ پہر
دو مہینے ہوئی مزے میں بسر

نہ رہا کچھ بھی پاس آخر کار
ہو گئے خرچ پورے ایک ہزار

بنئے بزاز درزی اور قصاب
باقی انکا تھا پہلے ہی سے حساب

خرچ جاڑے کا کب تھا پڑا
نوکروں کا بھی تھا دو مہینہ چڑھا

ابتو نوبت پہونچ گئی یہانتک
قرض آتا تھا آٹا دال نمک

پس تقاضے شروع ہونے لگے
عقل و ہوش و حواس کھونے لگے

لائے لائے کی تھی جو پکار
بیٹھنا گھر میں ہو گیا دشوار

آخر کار اب ہوئی یہ گت
آئی اسباب بکنے کی نوبت

قرضخواہوں کا رہتا تھا جو ہجوم
در دولت پہ صبح رہتی تھی دھوم

ایکدن دل میں اپنے لی ٹھان
بھاگ ہی کر کہیں بچا دیں جان

نوکروں سے ہوا یہ راز افشا
گھر کے بھیدی ہی ڈھاتے ہیں لنکا

گھر سے نکلے ہی تھے بدل کر بھیس
چھوڑ کر دلی جاتے تھے پردیس

ہو گئی گرمی تھی آپ پر جاری
ہوئے وہ باعث گرفتاری

پھر سپاہی انہیں حراست میں
لیکے پہونچے ادھر عدالت میں

واں پہنچتے ہی آپ سے پہلے
ہو گئی مڈبھیڑ باپ سے پہلے

اشکوں سے منہ کلیم دھونے لگا | باپ کو دیکھتے ہی رونے لگا

کچھ ندامت کا بھی تھا دل پر اثر | اور کچھ تھا سپاہیوں کا بھی ڈر

مثل تصویر بس خموش رہا | کچھ بھی اُس نے نصوح سے نہ کہا

لائے تھے جو نصوح یاں تشریف | اُسکے باعث ہی تھی ذات شریف

بیعنامہ جو اُس نے لکھا تھا | سارا طومار یہ اُسی کا تھا

بالا فطرت نے تھا اس آفت میں | کہ نصوح آیا تھا عدالت میں

پیچ ایسا مقدمہ میں پڑا | فیصلہ سیدھے کا ہوا اُلٹا

لے گیا بازی اُلٹے چل گیا داؤں | پایا فطرت نے دس ہزار کا گاؤں

اسی باعث سے باپ بیٹے کا | آمنا سامنا یہاں پہ ہوا

ہوئے باہم نہ کچھ جواب سوال | پر کھلا ایک پہ دوسرے کا حال

پھر ہر ایک اپنی اپنی راہ گیا | گھر کو باپ اور حبس کو بیٹا

اُسنے ہرچند جاکے محبس میں | منتیں کیں ہزاروں توبیں قسمیں

ہوتا ہے حارسین کا دل سخت | رحم کرتے ہیں کسپہ یہ کمبخت

کچھ رگیدا کلیم کو ایسا | سارے عیش و نشاط بھول گیا

باپ اُس بیکسی میں آئے یاد | ہوا نادم وہ خانمان برباد

خود ہی اپنے کئے کا کرکے خیال | گو کہ مایوس تھا وہ بد افعال

بھیجا خط لکھ کے اسنے سوئے پدر | ٹھیک ہے مرتا کیا نہ کرتا مگر

خط

مجھکو حیرت ہے کون ہوں کیا ہوں | خط یہ کیسا ہے کسکو لکھتا ہوں

بلکہ مجھکو یقین ہے حضرت | آپ کو ہوگی اور بھی حیرت

اور حضرت سا واجب التعظیم | جسکی نسبت کہے یہ رب کریم
بعد ... باپ ہی ہوتا | جسکو دیتا مین حکم سجدہ کا
مجھ سا پھر تا بکار ناہنجار | مجھ سا پھر بدخصال و بدکردار
مجھسا مردود ثانی شیطان | ہوگا دنیا مین اور کون انسان
جسنے حکم آپ کا سدا ٹالا | بعد مرنے کے ہوگا منہ کالا
جسنے پروا کچھ اسکی کی نہ ذری | کردیا قطع رشتہ پدری
پھر یہ لکھتا ہون کیا مین نافرجام | کب یہ بیٹے کا خط ہے باپ کے نام
بلکہ ہے ایک معذرت نامہ | سرنگون ہے حجاب سے خامہ
یا ندامت کا اپنے ہے اقرار | یا کہ حاجت کا اپنی ہے اظہار
یا کوئی عفو کا صحیفہ ہے | یا کوئی توبہ کا وثیقہ ہے
ایک گنہ گار کی طرف سے حضور | ایک خطاکار کیطرف سے حضور
نام جس روسیاہ کا ہے کلیم | جسکی آمد کا منتظر ہے جحیم
اُس مکرم کے نام ہے تحریر | اُس معظم کے نام ہے تحریر
جو ہے جود مجسم و خلق عظیم | نیک نفس اور بردبار و سلیم
مہربان محسن و ولی نعمت | کینہ پرور کریم ذی ہمت
اُف مری ذلت اور رسوائی | جس کی نوبت یہان تلک آئی
رنج مین غم مین آفتون مین پھنسا | آے دن کی [illegible] تو تھا پیدا
نہ شکایت نہ شکوہ اور نہ گلا | پایا بھی ویسا ہی کیا جیسا
معذرت کر رہا ہون مین ہر چند | نہین ہوتا یہ دل مرا خرسند
نہ مجھے توبہ سے تسلی ہے | نہ ندامت سے کچھ تسلی ہے

۱ ... ۲ ... ۳ عام بخشش کرنیوالا ۴ تحمل کرنیوالا ۵ مروت کم ...

اس خدا پر فقط بھروسہ ہے / جو کریم و رحیم و یکتا ہے
وہ خدا جو ہے افضل و برتر / جسکا مجرم ہون آپ سے بڑھکر
دیتا ہون آپ کو اسکی قسم / کیجئے مجھپہ لطف و رحم و کرم
ہون گنہگار گو کہ مین مردود / باب توبہ مگر نہین مسدود
کیجئے میری مدد اس آفت مین / آکی آڑی اس مصیبت مین
قید غم سے مجھے چھڑا دیجئے / سات سو دیکے مول لیجئے
اجر اللہ دے گا حد سے زیاد / ایک قیدی ہوا اگر آزاد
رحم اب اس غلام پر کیجئے / صدقہ خیرات جا کر دیجئے
کل تلک آئی حضور اگر نہ رقم / چل بسیگا کلیم سوئے عدم
خط مین جو دت کلیم نے دکھلائی / شاعری اسکی آج ہی کام آئی
فقرہ یہ توبہ ریائی کا / خوب مضمون ہاتھ آیا تھا
تھی وہ تحریر قیمتی ایسی / سات سو کی تھی ورنہ تھی سستی
پر وہ خط بھیجنا بھی تھا مشکل / فکر قاصد مین مضطرب تھا دل
جیل خانہ مین ایک سپاہی تھا / وہ ذرا حرف آشنا بھی تھا
جب فراغت وہ پہرے سے پاتا / دل کوئی قصہ پڑھ کے بہلاتا
شاعری پھر کلیم کی کام آئی / اسی ذریعے راہ و رسم بڑھائی
کر کے منت بہت سپاہی کی / خط کے لیجانے پر کیا راضی
باپ نے دیکھتے ہی وہ تحریر / بھیجدی کل رقم بلا تاخیر
چوکنے والا تھا کلیم بھلا / دے گیا پھر نصوح کو چکما
پانچسو کی جگہ پہ ظالم نے / سات سو اپنے باپ سے اینٹھے
[illegible] / [illegible]

گھر کے سامان جلد تھوڑا سا | دولت آباد کا لیا رستا

فصل یازدہم

کلیم نوکری کی جستجو میں دولت آباد گیا اور فوج میں بھرتی ہو گیا لڑائی میں زخمی ہوا اور مردوں کی طرح چار کہاروں پر لد کر دہلی آیا

ایک چھوٹی سی یہ حکومت ہے | پنج چھ لاکھ کی ریاست ہے
نوجوان ایک حکمران ہے رئیس | شہدے لچے ہیں سب رفیق انیس
رات دن محو عیش و عشرت ہے | نادتین بد خراب خصلت ہے
سیکڑوں اس مذاق کے انسان | جمع آ آ کے ہو گئے تھے وہان
تھا کلیم ان امور سے آگاہ | دولت آباد کی لی اسنے راہ
منزلیں قطع کر کے پہنچا وہاں | کر کے ٹھیک اپنا ظاہری سامان
اک سرا میں کہیں قیام کیا | سب امیرانہ اہتمام کیا
دل جو مدح رئیس پر تھا رجوع | اک قصیدہ کیا تھا اسنے شروع
تھا سفر میں بہت کچھ اسے کہا | ختم اب کر دیا جو باقی تھا
صاف کر کے قصیدہ کو آخر | در دولت پہ یہ ہوا حاضر
پر جو گھیرے تھی شامت اعمال | باپ کی ناخوشی کا بھی تھا وبال
نہ ہوئی کارگر کوئی تدبیر | تھی جو بالغ خرابی تقدیر

نہ وہ کلچھرے تھے نہ عیش و نشاط
کب رزیڈنٹ سے چھپا تھا یہ حال
بس گورنر کا حکم منگوایا
خاک میں مل گیا وقار رئیس
ایک کونسل کا انتظام ہوا
جسقدر تھے رفیق اور یاور
ہوش نواب کو اب آنے لگا
لائی یہ جو چاٹ تھی کلیم کو یان
نہ کھلا تھا ابھی یہ اس پر بھید
اسکے دل کو یہی تھا بس ارمان
پڑ گئی رشتہ امید میں وصل
مولوی بیٹھے دے رہے ہیں سبق
دل میں اپنے کلیم کو تھا عجب
دیکھکر یہ بچارہ ہے نہ حواس
کرکے اک پیر مرد کو مجرا
لفظ مجرا کلیم سے سن کے
عینک آنکھوں سے اپنی کرکے جدا
مجرے کا یہ دیا جواب سخن

کچھ دنوں قبل الٹ چکا تھا بساط
کھل چکے تھے رئیس کے افعال
دولت آباد میں یہ خود آیا
کر لئے سلب اختیار رئیس
اس کی تفویض اہتمام ہوا
سب نکالے گئے وہ چن چن کر
اک معین رقم وہ پانے لگا
اب نہ اسکا رہا تھا نام و نشان
پہنچا دربار تک بصد امید
ہو گئے سب جمع بانکے ٹھہرے جوان
وان نظر آئے اسکو ایشائیں
ہوتے ہیں حل جو مسئلے میں ادق
ہے یہ دربار یا کوئی مکتب
ہوئی منقلب امید غائب یاس
یہ ادب سے قریب بیٹھ گیا
ہوئے اس مولوی کے کان کھڑے
غور سے منہ کلیم کا دیکھا
کہ علیک السلام مشفق من

مولوی صاحب

اتفاق آنے کا کہاں سے ہوا

کلیم

شہر دلی سے ہو چلا آتا

مولوی صاحب

وجہ تشریف آوری حضرت

کلیم

امتحان مقدر و قسمت

مولوی صاحب

کیجئے ظاہر اپنا علم و عمل

کلیم

وصف و مدح و ثنائی اہل دول

مولوی صاحب

پھر غرض مدعا سبب غایت
پیر مرد بزرگ سالے آخر
بولا نواب محض ہیں لاشئ[۵۲]
صدر اعظم نہ دے اجازت اگر

کلیم

بہر تحصیل دولت و ثروت[۵۱]
وان کے حالات سب کئے ظاہر
اب تو جو کچھ ہے صدر اعظم ہے[۵۳]
غیر ممکن رئیس تک ہی گذر

مولوی صاحب

صدر اعظم ہیں جو بلند مکان

کلیم

کہئے اجلاس کرتے ہیں وہ کہاں

مولوی صاحب

سامنے ہے جو وہ بڑا دالان
وان سے باجازت امید و بیم
کرتے تھے وہ مقدمہ فیصل
دعوے تھا وہ کسی کے ترکہ کا
دیکھتے ہی کلیم کی صورت
خون انصاف ہو نہ تھا پھر ان
کر چکے طے مقدمہ کو جب

جلوہ فرما وہیں ہیں وہ ذیشان
صدر اعظم کے پاس آیا کلیم
ہو رہا تھا مناسخہ کا عمل[۵۴]
کچھ فرائض کا اس میں تھا جھگڑا
بولے اسے وہ بیٹھ جائے حضرت
کام کر لوں تو بات کرتا ہوں
یوں مخاطب ہوئے کلیم سے تب

۵۱ صاحبان دولت ۵۲ بیکار محض ۵۳ مدار المہام وزیر ۵۴ عمل حسابی شرعی تقسیم
[illegible] ہوتا ہے کہ [illegible] حصہ [illegible] متروکہ میں ورثہ کا مقرر ہے۔

صدر اعظم

کہیئے ہان عنایت آپکی کیا ہے — وجہ تشریف آوری کیا ہے

کلیم

ہون غریب الوطن[۱] مین بندہ نواز — گشتۂ چرخ شعبدہ پرداز
جو یہان والی ریاست ہے — اُسکی جود و سخا کی شہرت ہے
شہرۂ فیض عام سن سنکر — نکل آیا حضور مین بھی ادہر
نہین اظہار حال کی حاجت — میری صورت سوال ہے حضرت

صدر اعظم

مین نے مانا سخاوبخشش و جود — گو کہ ہے وصف نیک اور محمود
شرط ہے اعتدال[۲] پر حضرت — اس ریاست کی دیکھیے حالت
قرض کا بار حد سے بڑھ گیا جب — منتزع[۳] اختیار ہوگئے سب

کلیم

ہین کوئی سائل خزینہ نہین — ہین کوئی طالب دفینہ نہین
صدف ایک قطرہ لیتی ہے یم[۴] سے — پیاس بجھتی ہے گل کی شبنم سے

صدر اعظم

گو عبث ہے رئیس سے اُمید — پر ہے درپیش انتظام جدید
ہان یہ سمجھون اگر ہین آپ حضرت — آپ کرسکتے ہین کوئی خدمت
تو کمیٹی مین مین کردون تحریک — ہان لین کیا عجب اگر کے شریک
عہدے خالی ہین اور بھی کم و بیش — فوج کا انتظام ہے درپیش

۱ مسافر ۲ ہموارپن ۳ چھن گئے ۴ دریا۔

کلیم

رکھین چندے حضور اپنے پاس — منکشف تا ہو انکی بلند اساس

بے ہنر ہون کہون مین اہل ہنر — کہون اپنی زبان سے کیونکر

ہوگا جو کچھ پھر اسکے بعد ارشاد — وہ بجا لائیگا یہ خانہ زاد

صدر اعظم

اس ریاست کی یہ ہے اب حالت — نہین کوئی جگہ بلا خدمت

مجھ سے کہئے کہ ہے وہ کونسا کام — آپ دلسکتے ہین جسے انجام

کلیم

کون مجھسا ہے اسکے نکوکردار — شاعر خوش بیان خوش گفتار

صدر اعظم

جب سے جاری ہے یہ جدید آئین — خدمت اب کوئی شاعری کی نہین

کلیم

گو سخن گو نہین لئے حضرت — سلطنت ہے عروس بے زینت

صدر اعظم

خیر جو کچھ کرین اب آپ خیال — کہدیا مینے تھا یہانکا جو حال

کلیم

خود ہی لیکن حضور کیا کم ہین — آپ بھی تو وزیر اعظم ہین

صدر اعظم

اک فقط نام کا وزیر ہون مین — ورنہ ایک ذرہ حقیر ہون مین

کلیم

کسر نفسی کا ہے یہ سب اظہار — کم نہین ہے کچھ آپ کی سرکار

ایسے دربار میں پھر ای حضرت   ایک شاعر کی کیا نہیں ہے کہت
آپ کو یہ اگر نہیں منظور   کیجئے خبیر فوج میں مشہور

صدر اعظم

عذر اس میں نہیں ہے مجھکو مگر   آپ نہیں میری صلاح اگر
توہین یہ رائے دی نہیں سکتا   سفت الزام لے نہیں سکتا
بعض ہٹا کرچہ مستقر سی ہیں دور   سلطنت ہیں اسلئے وہ مغرور
ابتک اُنسے بغیر جنگ و جدال   نہیں ملتی ہے قسط آخر سال
یہ حکومت کے ضعف کا ہے سبب   مانتا ہے کوئی رئیس کو کب

کلیم

ٹھیک ارشاد آپکا ہے حضور   پر ضرورت سے ہے بشر مجبور

صدر اعظم

اک جگہ اور اہل بدکی ہے   جسکی ہے ماہوار بیس روپے
عافیت آئی ہے اسی میں نظر   ہیں یہ بیس اس پچاس سے بہتر

کلیم

گو گزارش یہ آپکی ہے ضرور   لیکن اسمیں بسر نہوگی حضور

صدر اعظم

کرتا ہوں پھر تمام یہ حجت   ہے خطرناک فوج کیخدمت
نہ گلہ کیجئے کا آخرکار   آپ ہیں اپنے فعل کے مختار
پھر کمیٹی کا انعقاد ہوا   مسئلہ طے یہ بامراد ہوا
مختصے میں پڑی کلیم کی جان   کہ وہ اس فوج کا ہوا کپتان

کچھ مہینے مزے اڑاتا پھرا
گہوڑے کو شہر مین کوداتا پھرا

ایک ٹہاکر تھا زور آور سنگھ
اور بہادر تھا زور آور سنگھ

وقت پر کی نہ اوسنے قسط ادا
جب تقاضا ہوا بگڑ بیٹھا

اُسکی سرکوبی کو بصورت موج
دولت آباد سے روان ہوئی فوج

اسی لشکر مین تھا غریب کلیم
بخت برگشتہ بد نصیب کلیم

وان جو پہونچی یہ فوج آخر کار
ہو گیا گرم جنگ کا بازار

منچلا پن تھا کچھ طبیعت کا
کچھ خیال اپنے فرض خدمت کا

پہلے ہی حملہ مین ہوا مجروح
مضطرب ہو گئی کلیم کی روح

گھٹنے کی چپنی پہ پڑی گولی
ران کی جڑ تلک وہ پھیر گئی

لیکے لوگ اُسے پلٹ آئے
فوج کی اسپتال مین لائے

دیکھکر ڈاکٹر نے زخم بغور
کر دیا قطع ٹانگ کو فی الفور

متحمل نہ اس تعب کا ہوا
کہ پلا تھا کلیم نازون کا

نا اُمیدی کا ابر چھانے لگا
زخم بگڑا بخار آنے لگا

گھٹتی جاتی تھی ہر گھڑی طاقت
بس بگڑتی ہی جاتی تھی حالت

پانون کی طرح پھر بحالت یاس
ہو گئی قطع زندگی سے بھی آس

صدر اعظم کی رائے یہ ہوئی تب
کہ وطن اس کو بھیج دیجئے اب

فوراً اُس رحم دل نے تا دہلی
بس کہارون کی ڈاک بٹھلا دی

دولت آباد سے بحال سقیم
یونہین اپنے وطن مین آیا کلیم

اُسکی ڈولی کہارون نے لا کر
جب اُتاری نصوح کے در پر

ضعف سے غش مین تھا بحالت زار
تپ رہا تھا بدن چڑھا تھا بخار

سلام سر کھلنا

محو طاعت تھا باپ گھر پہ پسر
ہوئی پہلے اسی سے ماں کو خبر

دل تڑپنے لگا ہوئی بیتاب
لوگ کہتے ہیں اٹھی بحال خراب

بسکہ فرط غم سے تھی مضطر
نکل آئی وہ پردہ سے باہر

کسی ماں کو نہ یہ دکھائے خدا
اس نے دیکھا جو حال بیٹے کا

ضعف سے لب پہ جان آگئی تھی
مردنی چہرہ پر تھی چھائی ہوئی

کئے ماں نے بلک بلک کے جو بین
غم سے والد کے دل کا اڑ گیا چین

کسطرح ہو وہ بیان غم تحریر
فرط ماتم سے سینہ شق ہے قلم

درد فریاد و نیز اثر میں تھا
حشر برپا محلہ بھر میں تھا

سنکے یہ گریہ و بکا کی صدا
گو کہ دل میں نصوح گھبراتا

اسقدر مستقل مزاج تھا پیر
کہ رہا محو طاعت داور

کر چکا جب نماز اپنی تمام
اترا کوٹھے سے تب وہ نیک انجام

دیکھکر اپنے بیٹے کا یہ حال
چھا گیا دل پہ ابر رنج و ملال

فرط غم سے ہوا جو بیقابو
گر پڑے ٹپ ٹپ آنکھ سے آنسو

بدلتا حالت نہ تھا یہ مگر
چہرے پر بیٹے کی جمی تھی نظر

یونہیں ساکت وہ پر ملال رہا
آدھ گھنٹہ تلک یہ حال رہا

صبر سے پھر تو اسنے کام لیا
پونچھکر اشک دل کو تھام لیا

بولا بی بی سے تب وہ اہل یقین
تمکو بالغ ہیں رنج و غم یہ نہیں

مقتضائے طبیعت انسان
ہے تمہارا ملال بے پایان

پر وفور الم سے ہے مجھے ڈر
نہ کہیں سے یہ کفر ہو منجر

جو نادانست غم میں آتے ہیں
حق معبود کو بھلاتے ہیں

ہاہم پہ یہ کچھ نئی مصیبت ہے	کیا نرالی کوئی یہ آفت ہے
میشو ایمان دین پہ اسکے سوا	ہو گئیں نازل مصیبتیں کیا کیا
بند گیا کسی میں کسیکا گلا	اور آرا کسیکے سر پہ چلا
کھیں آستہ پہ خنجر سے ڈالی	ہوگیا دو پہر میں گھر خالی
گیسوؤں والا نوجوان پسر	مرگیا برچھی کھا کے سینہ پر
جھل بے زبان چھیدا یہ صغیر	مرا ناحقوں پہ تیر کھا کے اخیر
یون کوئی تشنہ لب شہید ہوا	علق پہ تیغ لب پہ شکر خدا
کنبہ کے ساتھ کوئی غیرت دار	قید ہوکر گیا سر دربار
ان بلاؤں پہ بھی خدا ہے علیم	پیش حق خم رہا سر تسلیم
صبر کے ساتھ تم ملال کرو	غم میں بھی شکر ذوالجلال کرو
تھا کلام نصوح سنجیدہ	متاثر ہوئی یہ فہمیدہ
پوچھکر اشک آنکھوں سے فوراً	سیدھی ہو بیٹھی وہ اسیر محن
پھر یہ ہونے لگی صلاح بہم	ملکر کیا ہو علاج کی اسدم

نصوح

ہیں تمہاری بھی رائے گر ہاؤں	ڈاکٹر خانہ اس کو لیجاؤں
اب یہی اسکے حق میں ہے بہتر	ڈاکٹر کے رہے جو پیش نظر

فہمیدہ

تم تو کر لوگے اپنے دل پر جبر	مجھسے بے دیکھے ہوگا کیونکر صبر
ڈاکٹر ہیں یہاں بھی آسکتے	تم انہیں روز ہو بلا سکتے

نصوح

[illegible]	لیجاؤ جلد اسے نعیمہ کے گھر

کہ وہاں اتنی تو سہولت ہے ڈاکٹر خانہ سے تو قربت ہے

بات فہمیدہ کو بھی یہ بھائی یہ صلاح اسکو بھی پسند آئی

سب کے سب پھر کلیم کو لیکر گئی روتی ہوئی نعیمہ کے گھر

لڑکے ماں سے نعیمہ ہوگا یاد خالہ کے گھر گئی تھی وہ ناشاد

ایک عرصہ تلک وہاں رہکر صحبت نیک کا ہوا تھا اثر

اسکے ماں باپ بھی تھے اس سے شاد فضل حق سے ہوا تھا گھر آباد

اب کوئی ذکر نہ ہیچ ستی تھی اپنی سسرال میں یہ رہتی تھی

آگیا تذکرہ نعیمہ کا یاں اب مفصل سناؤں اسکا بیان

فصل دوازدہم

نعیمہ خالا کے یہاں رہکر خود بخود درست ہوگی اس نے اپنے ماں باپ سے اپنی خطا معاف کرائی اور خدا نے اس کا مدتوں کا اُجڑا گھر آباد کیا۔ کلیم نے بہن کے گھر وفات پائی قصہ کا خاتمہ

پہنچی جس دم نعیمہ خالہ کے گھر اور ڈولی سے اُتری وہ مضطر

دیکھکر خالہ جان کی صورت پھوٹ پھوٹ رونے لگی وہ بدخصلت

خالہ نے اسکو روتے دیکھا جب ہوا اُس رحم دل کو سخت عجب

اُسکی عادات پڑ گئی جو نظر سمجھی آئی ہے ماں سے یہ لڑکر

دوڑ کر بھانجی کو ہر اک بار خوب لپٹا کے سینہ سے کیا پیار

اور سمجھایا یون کہ اے مریجان — ہو خدا رکھے ایک بیٹی کی مان
تمکو زیبا نہین ہے اب رونا — اور بے وجہ بے سبب رونا
کیا کہے گا کوئی سنیگا اگر — مفت ہلکان ہو نہ رو رو کر
بس کرو اب تو کبریا کیلئے — جی بہلاؤ ذرا خدا کے لئے

نعیمہ

واہ سمجھا نہین مرا رونا — مجکو مان نے جھٹکا مارا

خالہ

کسکو مان باپ کی نصیب ہے مار — مارتے بھی ہین کرتے بھی ہین پیار
خوب یاد آیا اُن کو بخشے خدا — نانی ہرت چہیٹ تمہاری تھین بیٹا
دلکو ہے اس خیال سے غم — اب ترستے ہین اُنکی مار کو ہم
نہین آتا تمہین خیال اسکا — ہو غش مین آ ذرے ملال اسکا
تنہا بچہ تمہارا دیکھیے اُدہر — ہنس رہے ہے تمہار رونے پر

بچہ کیطرف مخاطب ہو کر

دیکھتی ہو بڑے میان وزیر — اپنی امان کو تم ذرا سمجھاؤ

بچہ

مار کر ہاتھ پاؤن ہون ہون تو — گود سے ہنپر آکے آغون غون

خالہ

بولی بچہ کو گود مین لے کے — آغون آغون لگاؤ تم سے کے
الغرض عقلمند تھی خالا — رو رہی تھی یون نعیمہ کے ٹالا
کچھ دنون تو رہی نعیمہ ملول — پھر وہ رنج و ملال سب گئی بھول
خالہ نے لیا تجہ سے گو اسلام — کی نہ وہ رسا منت وہ گریہ و غم

باتوں باتوں میں بعد ازاں اُسنے
پوچھ لی ساری داستاں اُسنے

جب یہ اُسنے سنا یہیں کہ یہاں
دین کی پابند ہونگے ہیں ساماں

جسقدر خوش ہوئی یہ نیک سیر
وہ خوشی ہے بیان سے باہر

قصد اُسنے یہ کرلیا فورن
گو کہ پہنچیں مجھے ہزار محن

لاؤں اسکو نہ راہ پر جبتک
گھر میں رکھوں نعیمہ کو تب تک

کارگر خود ہی ہوگئی تدبیر
سچ ہے صحبت میں ہے بڑی تاثیر

آپ ہی راہ پر وہ آنے لگی
دل میں نیکی کی خو سمانے لگی

کچھ زمانہ تلک تو تھا اسکا گھر
نئی دنیا اک اس کو آیا نظر

متنفر تھی یا اُن کی حالت سے
دیکھتی تھی بڑی حقارت سے

رنگ پر صحبت اسکو لاتی تھی
آپ مانوس ہوتی جاتی تھی

دل سے پھر کر خبیث ہونے لگی
نیک و بد میں تمیز ہونے لگی

کھل گیا اسپر اب کہ بے دینی
زندگی اک ہے بے سہارے کی

جس طرح سے شتر بغیر مہار
بے عناں جیسے اسپ خوش رفتار

جیسے ملاح کے بغیر ناؤ
یا ہو بے آئینہ کے جیسے بناؤ

کوئی عورت ہو جیسے بے شوہر
بے پدر کے ہو جس طرح سے پسر

بے سوئی کے ہو جس طرح سے گھڑی
یا انگوٹھی ہو بے نگینے کی

جس طرح سے ہو بے شجر خوشبو
یا ہو بے قلب جس طرح پہلو

جس طرح بے امید دل زار
جس طرح بے طبیب کے بیمار

جس طرح آفتاب ہو بے نور
بے ستارں کے ہو شب دیجور

بس اگر دین کا نہ ہو جلوا
ہاں یہی سچ ہے زندگانی دنیا

جب نعیمہ کو شاوت اسکی تھی
اور یہ دن جو رہتے دکھتے تھے ر

یان کے بوڑھے ہے جوان اور لڑکے / سو کے اٹھتے تھے سب ترکے

ہو کے فارغ ضرورتوں سے تمام / کرنے تھے طاعت خدا انام

اٹھتا گھر بھر کا وہ سویرے سے / اور چل پھر وہ منہ اندھیرے سے

یان جو ہوتی تھی روز یوں کھٹ پٹ / جایا کرتی تھی اسکی نیند اچٹ

یہ بھی اب اس کی ہو گئی خوگر / اٹھتی تھی سب کے ساتھ وقت سحر

غیر ممکن تھا یہ کہ اب اس کو / کچھ تنبہ نہ اپنے حال پہ ہو

کیونکہ یہ دیکھتی ہے اپنی گت / بچے کے موت گوہیں ہے لت پت

سخت الجھن میں انتشار میں ہے / مضمحل نیند کے خمار میں ہے

اور ہیں سارے لوگ صاف و پاک / چاق چوبند چست اور چالاک

حق کی درگاہ میں ہیں سر بسجود / کرتے ہیں شکر ایزد معبود

مانگتی ہیں یہ ہاتھ اٹھا کے دعا / اے خداوند برتر و اعلیٰ

رزق میں دے ہمارے تو برکت / نہ کسی سے ہو جز ترے حاجت

جو کہ بیمار ہیں وہ پائیں شفا / جو ہیں زندان میں قید سے ہوں رہا

رہزنوں سے مسافروں کو امان / رہزنوں کو ہدایت ایمان

ہے جہاں قحط وان ہو ارزانی / کر عطا تشنہ کاموں کو پانی

دے تو مایوس ہونیکے دلونکو امید / کامیابی کے بیکسوں کو نوید

مفلسوں کو ہو صبر کی عادت / ہوں سخی جو ہیں صاحب دولت

لا ولد جو ہیں دے انہیں اولاد / نامراد اپنے دل کی پائیں مراد

علم جاہل کو عالموں کو عمل / پائیں زہاد اپنے زہد کا پھل

رہیں حکام وقت خرم و شاد / پائیں توفیق خیر و عدل و داد

دور افلاس و رنج و عسرت ہو / ملک آباد خوش رعیت ہو

اپنے بیگانے دوست دشمن غیر / ہوئے معبود کل جہان کی خیر
دیکھکر زندگی کے ایسے طور / متنبہ ہوئی نعیمہ اور
بدلے سارے خیال آپسے آپ / ہوئی اصلاح حال آپسے آپ
اور ہی کچھ اب اسکے دلمین ٹھنی / کچھ دنون مین خدا پرست بنی
آئین دل سے اُسکو یہ باتین پسند / ہوئی صوم و صلوات کی پابند
خود بخود سب اب وہ کرنے لگی / انکسار و تواضع و نیکی
آگئی اُس مین اب ملنساری / نیک خوئے و نیک اطواری
گو نعیمہ نہ ایسی ویسی تھی / ایک آسودہ گھر کی لڑکی تھی
عمر کاٹی تھی عیش و عشرت مین / اور پلی تھی وہ ناز و نعمت مین
اپنے مان باپ کی وہ تھی پیاری / کرتے تھے اُسکی ناز برداری
عادتون سے پر اپنی پھر ہر دم / رہتی تھی مبتلائے رنج و الم
ہوئی دق تھوڑی سی مصیبت مین / کر نہ برداشت تھی طبیعت مین
کسی نوکر نے کچھ کیا جو نہ کام / ایک آفت تھی صبح سے تا شام
کچھ ذرا سا ہوا جو درد سر / پھر تو سر پر اٹھا لیا گھر
دین و ایمان کا جب خیال آیا / عافیت کا مزا ابھی جب پایا
اب نہ غصہ مین ہوئی تھی حیران / قلب کو اسکی تھا اک اطمینان
کچھ نہ تھی اسکے دلکو اب ایذا / باپ اور مان کی نا خوشی کے سوا
تاب وہ اس کی لا نہ سکتی تھی / کانٹے کی طرح یہ کھٹکتی تھی
ہوئی دلکو اک اسکے یہ شادی / نکلے یون شکل خانہ آبادی
کہ نعیمہ کا جو کہ تھا شوہر / اہل ایمان تھا وہ خجستہ سیر
[illegible] / [illegible]

عاشق زار گو وہ اس کا تھا — حسن و صورت پر اسکی شیدا تھا
اختلاف عقاید و عادت — ہوا کرتا تھا مانع الفت
ساس نندوں نے دیکھکر یہ ڈھنگ — پائی تھی ناموافقت کا رنگ
کیا مجبور اس کو آخر کار — گھر میں رہنا بھی کر دیا دشوار
اب ہوا اتفاق ہے یہ عجیب — اسکے سسرال میں تھی کچھ تقریب
رنگ کچھ اور آسمان لایا — کہ بلاوا نعیمہ کا آیا
دور ہونے کو سمجھے جو رنج و ملال — گئی خالہ کے گھر سے یہ سسرال
عورتیں جتنی آئیں تھیں یہاں — رہیں مشغول ناچ رنگ میں واں
اک طرف اس مذاق میں شب بھر — کی فغان اور عورتوں نے بسر
اسطرف تھا نعیمہ کا یہ حال — پڑھکے مغرب عشا یہ نیک خصال
حسب عادت موافق معمول — یہ وظائف میں ہوگئی مشغول
اور ادھر آدھی رات گزری جب — باندھلی نیت نماز شب
سنی شوہر نے اسکی جب حالت — شاد و فرحان ہوا بے غایت
دم محبت کا اسکی بھرنے لگا — پیار بے انتہا وہ کرنے لگا
ذکر یہ رہگیا کہ اُس کی ماں — صبح سویرے میں آئی تھی یہاں
دیکھکر اس کا حال دینداری — اسپہ بیحد ہوئی خوشی طاری
اسکے پچھلے قصور کرکے معاف — گلے لپٹا کے دلکو کر لیا صاف
گھر سے شادی کے شادیانے گھر — لائی بیٹی کو ماں پھر اپنے گھر
باپ نے بھی معاف کرکے خطا — کی نعیمہ کے حق میں دل سے دعا
دوسرے دن سویرے اسکا میاں — ہوا موجود ڈولی لیکے یہاں

آئی سسرال پھر یہ خرم و شاد — کیا خالق نے اسکا گھر آباد
دلہن جیاب کرنے لگین — ساس نندین دم اسکا بھرنے لگین
اپنے گھر مین لغیمہ کو آئے — دو مہینہ ابھی نہ گزرے تھے
ہو کے زخمی بحال زار عسیم — آیا سسرال مین بہن کے کلیم
دیکھ کر اپنے بھائی کا یہ حال — ہوا ماں جائی کو کمال ملال
ڈاکٹر بہتیر اسکے ہزار علاج — نہ ہوا پر درست اس کا مزاج
ہوئے جراح و ڈاکٹر مجبور — زخم سڑ سڑ کے پھٹ گئے ناسور
کبھی دو اک گھڑی کو آتا تھا ہوش — ورنہ رہتا تھا غش سے ہم آغوش
بڑھ گیا ضعف گھٹ گئی طاقت — ہوئی پوری حیات کی مدت
ایک دن قبل اپنے مرنیکے — دار فانی سے کوچ کرنیکے
دفعتاً کچھ بدل گئی حالت — بات کرنے کی آگئی طاقت
چارپائی پہ خود سے اٹھ بیٹھا — باتین بھی ماں بہن سے کرنے لگا
ماں سے کہکر پلاؤ پکوایا — خوب جی بھر کے اسنے پھر کھایا
دولت آباد کی بھی حالت تب — اپنی ماں بہنوں سے بیان کی سب
پوچھا گھر بھر کو پھر بحالت زار — کیا اک اک کا حال استفسار
اپنے افعال کا پھر آیا خیال — ہوا اتنا تاسف اور ملال
اشک حسرت سے اس نے منہ دھویا — آگیا غش وہ اس قدر رویا
بعد دم بھر کے ہوش آیا جب — بولا وہ غمزدہ یہ ماں سے تب
غیر معمولی آج کی حالت — تھی مگر میری آخری طاقت
نزہت زندگی چمن مین نہین — خون باقی مرے بدن مین نہین

دیتے ہیں گو مجھے تسلی سب / میرے دلکو مگر یقین نہیں اب

اس مرض سے نہونگا میں جانبر / جلد درپیش ہے عدم کا سفر

جیسے گذری یہ زندگی قبیح / موت کو اسسے دیتا ہوں ترجیح

پھر بھی دلکو مرے تشفی ہے / تین باتون سے اک تسلی ہے

اول اس سے ہے مجھکو اطمینان / ہو کے تائب جو دیتا ہوں میں جان

متاسف بھی ہون خجل بھی ہون / اور پشیمان بھی منفعل بھی ہون

دوسرے ہیں وہ لوگ میرے قریب / جو کہ ہیں مونس و انیس و حبیب

موت ایسی جگہ نہیں آئی / تھی جہان غربت اور تنہائی

تیسرے غالبا مری حالت / ہوگی سب کو نمونہ عبرت

مانتا ہون اسے کہ میں اچھا / مستفید اپنی زیست سے نہوا

ہو رہے آخر کو پر وہ اس قابل / ہوا اورون کو فائدہ حاصل

اپنے پس ماندگان سے یہ امید / من نکردم شما حذر بکنید

نہیں کچھ آرزو اب اسکے سوا / باپ سے اپنے بخشوا دون خطا

کہکے یہ زار زار رونے لگا / کشتی عمر کو ڈبونے لگا

اسقدر غم کی تھی کہاں طاقت / سانس اکھڑی بدل گئی حالت

پھر گئیں آنکھیں جان دینے لگا / ہچکیان موت کی وہ لینے لگا

رونے کا شور جو اٹھا گھر سے / اندر آیا نصیح باہر سے

عورتون کو ہٹا کے اسنے کہا / چاہئے صبر اب دیگا خدا

بیٹھ کر اپنے بیٹے کی بالین / وہ لگا پڑھنے سورۂ یٰسین

رو بقبلہ لٹا کے اسکو پھر / کلمہ پڑھا دیا دم آخر

[illegible]

اور ٹپکایا حلق میں شربت / ٹلنے موت سے ہوئی راحت

ہوا شربت سے کچھ افاقہ ذرا / کھول کر آنکھ باپ کو دیکھا

جوڑ کر دونوں ہاتھ سوئے پدر / کر گیا اس جہان سے وہ سفر

اب جو ہے صحبت کلیم اگر پاتا / سبقت اور سب پہ لیجاتا

تجربہ یہ قیمتی یہ اس سمجھا تھا / وہ مصیبت اٹھا کے سیکھا تھا

جس طرح سے ہوا کلیم تمام / اس طرح سب کا ہو بخیر انجام

مر گیا یوں جو نوجوان کلیم / ہوا گھر بھر میں انقلاب عظیم

عمر بھر گر کریں یہ غم تو ہے کم / گر پڑا باپ ماں پہ کوہ الم

تیرہ و تار تھا جہان ان کو / زندہ در گور ہو گئے دونو

مختصر بھائیوں کا موت نے لوٹا / بھائیوں کا تو بازو ہے ٹوٹا

بھائیوں پر مصیبت سے اٹھا / ٹوٹ پڑا اک آسمان غم کا

بہ تقاضائے حکم رب جلیل / کیا لیکن سبھوں نے صبر جمیل

اسکا دل تو ایسی اک نصیحت تھی / کہ قیامت کی سبکو عبرت تھی

مر گیا جب کلیم نیک انجام / ہوئی کوشش نصوح کی بھی تمام

گئے نک تھے جتنے اور چھوٹے بڑے / وہ تو سب بچے درست ہی نکلے

مطمئن تھا نصوح نیک اساس / کر چکا تھا حلیم بے ای پاس

آ گئے گھر با اشتیاق تمام / متعدد ملازمت کے پیام

چاہتا تھا جو نصوح قوم علیم / اسکو بھاتا تھا صیغہ تعلیم

سنو حال سلیم نیک سیر / ہوا حاذق طبیب یہ بڑھ کر

کہ زمانے میں ... / کرتے ہیں اسکے نام کی تعظیم

علم کے ساتھ اُسکی عمر بڑھی | حفظ قرآن کیا حدیث پڑھی
نہین کچھ جھوٹ اسمین سچ ہے یہ بات | شہر مین جسقدر ہین مستورات
علم کا ان مین کچھ جو چرچا ہے | بی حمیدہ کا سب پہ صدقا ہے

تمت

تمام شد

قطعۂ منظوم بر تقریظ و تاریخ سال تصنیف [illegible]

مصنفہ
جناب مستطاب العالم الماہر مولوی السید محمد غلام مختار صاحب [illegible] فضلہ
وکیل ہائی کورٹ سرکار نظام حیدرآباد دکن

بسمہ تعالیٰ

خوشا عہد لطف و مسرت فزا | کہ مغموم ہین رند خوش پارسا
ضلالت کا دھکا عمل وہ ہے | ہدایت کا دینا ہیں ڈنکا بجا
چمن میں عبادت کی آئی بہار | شگفتہ گلِ دین و ایمان ہوا
بر آئی مرادِ دل مومنین | ہوا باغِ وعظ و نصیحت ہرا
گناہوں میں جو کر رہے ہیں بسر | معاصی میں رہتے ہین جو مبتلا
ہمیشہ ہیں مشغول فسق و فجور | گنہ پر گنہ کرتے ہیں جو سدا
مطیع رسول و آئمہ نہیں | نہ کرتے ہیں تعمیل حکم خدا
نماز اور روزے کی جو بیشعور | نہیں کرتے پروا کبھی کچھ ذرا
کبھی عمر بھر دی نہ خمس و زکواۃ | سمجھتے رہے اوسکو بیجا ملا
تمرد یہ شیطان ملعون کا تھا | کہ آدم کو اوس نے نہ سجدہ کیا
مگر ابن آدم کچھ ایسے بھی ہین | نہ سر سجدہ حق مین جنکا جھکا
اگر پوچھئے سچ تو یہ بد عمل | ہین شیطان ملعون سے بھی کچھ سوا

مسلمان ہیں فقط نام کے — نہیں ان میں پرتو کچھ اسلام کا
کوئی چیز اخلاق تہذیب نہیں — دماغوں میں یہ بھر گئی ہے ہوا
تاسی کفار پر ناز ہے — انہیں کی انہیں بھاتی ہے ہر ادا
تنفر ہے تہذیب اسلام سے — شریعت کے احکام سے ہیں خفا
کبھی حاضری ہو کلب کی نہ ترک — نماز ان کی ہو جائے چاہے قضا
رہا کفر و اسلام میں کچھ نہ فرق — دگرگون یہ رنگ زمانہ ہوا
مسلمانوں کے اس مرض کا علاج — سمجھ میں نہیں آتا اسکے سوا
کتابیں نصیحت کی تصنیف ہوں — زمانہ یہ ہم سب سے ہے کہہ رہا
زبان و قلم سے جو کچھ ہو سکے — نصیحت کا حق کردیں ناصح ادا
توجہ کریں صاحبان شعور — ضرورت یہ لاحق ہے بے انتہا
رہ راست کی رہنمائی کریں — جنھیں حق نے بخشا ہے فہم و ذکا
تخلص فروغ اسم امیر حسن — سخن سنج و ذی خلق و مجد و علا
نہایت ہیں خوش فکر نازک خیال — ذہانت کا بس اونپہ ہے خاتمہ
کہوں گر میں فردوسی عصر اونھیں — تعلی نہوگی کچھ اس میں ذرا
عروج اونکو کیوں شاعروں میں نہو — کہ استاد اونکے ہیں اوج و بجا
انہوں کی یہ تصنیف ہے مثنوی — نصیحت کا دریا ہے گویا بہا
ہے بحر لطافت اگر اسکی نظم — تو مضمون ہیں گوہر بے بہا
حقیقت میں جیسی یہ ہے مثنوی — نہیں اوسکی ہو سکتی ویسی ثنا
کیا ہے عجب نیک کام آپ نے — خدا آپ کو دے گا اسکی جزا
رہ راست سے جو کہ گمراہ ہیں — انہیں ہوگی یہ مثنوی رہنما
گناہوں سے تائب وہ ہو جائینگے — نہوگی کبھی ان سے سرزد خطا
کہیں گے شب و روز اسی ورد کو سب — اَلتَّوبُ الی اللہ صبح و مسا
سنی اسکی تصنیف کی جب خبر — یہ فاضل یکدل نے بھی اوس سے کہا

رقم سال تصنیف کر اس کا تو
عروس ہدایت ہے زینت فزا
۱۳۲۶

مختصر فہرست کتب امامیہ جنرل بک ایجنسی لاہور

محلہ لوہاری منڈی کوچہ نانک چھلہ

حیات دبیرؒ۔ جس میں حضرت دبیرؒ کے صحیح حالات ہیں۔ (۲) حضرت دبیرؒ کے معاصرین اہل علم و شعرائے کے حالات (۳) کلام دبیرؒ کے مقابلہ میں کلام شعراء اردو فارسی و عربی و طرز کلام بعض شعراء یورپ (۴) صنائع شاعری معلوم ہو سکنے کی ضرورت (۵) اقسام سلیس و فصیح و دقیق و بلیغ و سہل ممتنع نظم۔ (۶) مولوی شبلی صاحب کے اعتراضات مندرجہ موازنہ کی تردید۔ (۷) لکھنؤ کے شاہی زمانے کی مجالس کی کیفیت کا نظارہ (۸) ایشیائی شاعری کے ہر قسم کے نمونے۔ (۹) اردو زبان سے واقفیت غرض عجب دلچسپ کتاب ہے قیمت [illegible]

([illegible] تین روپیہ (للعہ) [illegible] کا غذ دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ))

تبصرۃ الایمان یعنی سوانح عمری جناب صاحب الامر علیہ السلام اردو زبان میں مشتمل ہے بیان وجود و ظہور جناب صاحب الامر علیہ السلام بعثت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم وائمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خصوصاً ظہور جناب صاحب الامر علیہ السلام بہت بسط کے ساتھ کتب تواریخ عیسائیہ و براہمہ و اسلامیہ سے ثابت کیا ہے اور انجیل و توریت و زبور و وید میں سے تمام پیشینگوئیوں کی اصل عبارت بحوالہ صفحہ و سطر خوب مفصل لکھی ہیں اور تمام پیشینگوئیوں کے ترجمے بھی لکھ دیئے ہیں۔ الحق یہ کتاب جس کے نام ہی سے خوبی مضامین کا پتہ چلتا ہے۔ ایسی زبردست و پرزور تصنیف و تالیف ہے کہ جس کا مثل اس وقت تک دوسرا نہیں۔ اور تمام اعتراضات کا تسلی بخش و دندان شکن جواب دیا ہے۔ کتاب نہایت خوشخط ۲۰×۲۶ تقطیع ۵۰۰ صفحہ پر چھپ کر طیار ہے قیمت اصل لاگت کے قریب ہے

[illegible] ایک روپیہ (عہ)

تحقیق المتین اردو ترجمہ حق الیقین۔ یہ کتاب سرکار شریعت مدار علامہ مجلسی اعلی اللہ مقامہ کی تصانیف سے ایک اعلیٰ درجہ کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں مجلسی رحمہ نے اصول دین اور ضروری مسائل شرعیہ کو قرآن و حدیث سے ایسے طرز پر ثابت کیا ہے کہ کم فہم آدمی بھی خوب سمجھ کر حق الیقین کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کتاب کا ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے۔ اس کے حجم کے مقابلہ میں قیمت کچھ بھی نہیں یعنی صرف عہ ضخامت ۸۳ صفحہ تقطیع ۲۰×۲۶

چشمہ نجات۔ کتاب عین الحیات کے نام سے تمام شیعی دنیا واقف ہے۔ حقیقۃً یہ کتاب طالبان معرفت و حقیقت و واعظین و ذاکرین کی جان ہے۔ اس کتاب میں ایک ایک حال کے ساتھ تمثیلات قصص و حکایات دلچسپ لکھی ہیں۔ چونکہ یہ کتاب زبان فارسی میں تھی۔ لہذا اس کا اردو ترجمہ بنام چشمہ نجات نہایت خوشخط و صحیح چھاپا گیا ہے قیمت دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

تذکرہ ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ جس میں علامہ موصوف کی زندگی کے تمام حالات از ولادت تا وفات درج ہیں۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

کحل الانظار ترجمہ نور الابصار۔ یہ کتاب عربی زبان میں کمال تحقیق کے ساتھ آیۃ فی العالمین جناب قبلہ مولوی سید محمد ابراہیم صاحب مجتہد اعلی اللہ مقامہ نے تصنیف فرمائی تھی۔ اس کتاب میں مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کا حال ہے۔ کتاب موصوف کا اردو ترجمہ کر کے نہایت کوشش سے چھپوایا ہے قیمت ایک روپیہ (عصہ)

طریقۃ الصلوٰۃ۔ جس میں جملہ واجب اور سنتی نمازوں کا طریق اور احکام کو سلیس و با محاورہ اردو میں بیان کیا گیا ہے۔ قیمت دو آنے (۲ر)

تطبیق۔ اپنے رنگ کی نئی کتاب اردو زبان میں اصول دین و فروع دین کی تشریح کر کے ثابت کیا ہے اس کا دیکھنے سے لطف آتا ہے قیمت چھ آنے (۶ر)